523

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 9-فروری 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیحدہ فہرست میں مندرج توجہ دلاؤ نوٹسوں پر سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ 10-2009 کے لئے اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے بحث جاری رہے گی۔

525

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارھواں اجلاس

سوموار، 9۔فروری 2009

(یوم الاثنین، 13۔صفر المظفر 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 13 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِO

أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِدُلُوكِ ٱلشَّمۡسِ إِلَىٰ غَسَقِ ٱلَّيۡلِ وَقُرۡءَانَ ٱلۡفَجۡرِۖ إِنَّ قُرۡءَانَ ٱلۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُودٗاO وَمِنَ ٱلَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهِۦ نَافِلَةٗ لَّكَ عَسَىٰٓ أَن يَبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامٗا مَّحۡمُودٗاO وَقُل رَّبِّ أَدۡخِلۡنِي مُدۡخَلَ صِدۡقٖ وَأَخۡرِجۡنِي مُخۡرَجَ صِدۡقٖ وَٱجۡعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلۡطَٰنٗا نَّصِيرٗاO وَقُلۡ جَآءَ ٱلۡحَقُّ وَزَهَقَ ٱلۡبَٰطِلُۚ إِنَّ ٱلۡبَٰطِلَ كَانَ زَهُوقٗاO وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلۡقُرۡءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٞ وَرَحۡمَةٞ لِّلۡمُؤۡمِنِينَۙ وَلَا يَزِيدُ ٱلظَّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارٗاO

سُوۡرَۃُ بنیٓ اسرآئیل آیات 78تا 82

نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک اور صبح کا قرآن بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اور رات کے کچھ حصے میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے۔ قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی اور مجھے اپنے طرف سے مددگار غلبہ دے۔ اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔ اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔

وما علینا الا البلاغO

حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے نعتِ رسولِ مقبولﷺ پیش کی۔

نعتِ رسولِ مقبولﷺ

بزمِ کونین سجانے کے لئے آپﷺ آئے
شمع توحید جلانے کے لئے آپﷺ آئے
ایک پیغام جو ہر دل میں اجالا کر دے
ساری دنیا کو سنانے کے لئے آپﷺ آئے
ایک مدت سے بھٹکتے ہوئے انسانوں کو
ایک مرکز پہ بلانے کے لئے آپﷺ آئے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

صدر مملکت جناب آصف علی زرداری کے والد محترم جناب حاکم علی زرداری کی صحت یابی کے لئے دعا

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، تنویر اشرف کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر شرف کائرہ): جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے صدرِ مملکت جناب آصف علی زرداری کے والد محترم جناب حاکم علی زرداری صاحب کی جلد صحت کے لئے دعا کی استدعا ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! پہلے میانوالی اور ڈیرہ غازیخان میں خودکش دھماکے میں شہید ہونے والے لوگوں کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ڈیرہ غازی خان میں ہونے والے خودکش دھماکے کے دوران 35 شہداء کے لئے پہلے فاتحہ خوانی کی جائے اور اس کے بعد ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ لغاری صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ پہلے تنویر اشرف کائرہ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے لہذا پہلے صحت یابی کے لئے دعا کی جائے گی اور اس کے بعد فاتحہ خوانی بھی کر لیں گے۔ جی، دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری کے والد جناب حاکم علی زرداری کی صحت یابی کے لئے معزز ایوان میں دعا کی گئی)

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

تعزیت

میانوالی اور ڈیرہ غازی خان میں خوش کش دھماکوں میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہاؤس کی tradition پہلے تو یہ ہوا کرتی تھی کہ پہلے فاتحہ خوانی کی جاتی تھی۔ ڈیری غازی خان اور میانوالی میں اتنے بڑے حادثے ہو گئے پہلے ان کے لئے دعائے مغفرت کر لیتے تو زیادہ in order ہوتا۔

جناب سپیکر: میانوالی اور ڈی جی خان والوں کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر میانوالی اور ڈیرہ غازی خان کے خود کش دھماکوں میں شہید ہونے والے لوگوں کے لئے معزز ایوان میں فاتحہ خوانی کی گئی)

پوائنٹ آف آرڈر

امریکی/نیٹو فورسز کی Logistic Basis کی پشاور (صوبہ سرحد) سے حسن ابدال ڈسٹرکٹ اٹک (صوبہ پنجاب) میں منتقلی

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب! جو بات مرضی کریں۔ میں آپ پر قدغن نہیں لگا رہا۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: .Sir, thank you very much میں بہت اہم موضوع کے اوپر آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ آج کے اخبار کی خبر ہے کہ "پشاور میں امریکہ یا نیٹو فورسز کی جو logistic basis تھیں ان کو for security reason پنجاب میں shift کیا جا رہا ہے۔" پنجاب میں ان کی location حسن ابدال ڈسٹرکٹ اٹک ہے۔ اگر یہ خبر ٹھیک ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کی security کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے کیونکہ جو پشاور میں ہوا ہے یہاں پنجاب میں بھی ہمارا وہی حال ہو جائے گا۔ یہ نہیں کہ طالبان پنجاب میں آئیں گے لیکن ضلع اٹک مذہبی علاقہ ہے وہاں پر anti American sentiments بہت زیادہ ہیں۔ یہاں پر آپ کے security concerns زیادہ ہو جائیں گے تو میں یہ چیز ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ آپ اس کے اوپر کوئی decision دے دیں کہ یہ basis جہاں پر ہیں وہیں رہنی چاہئیں اور پنجاب میں نہیں آنی چاہئیں۔ ہم امریکہ کی جارحیت کے خلاف ہیں۔ ہم انشاء اللہ ان کی basis کو پنجاب میں اجازت نہیں دیں گے .Thank you very much, sir

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انھوں نے اخباری خبر کا حوالہ دیا ہے۔ ہمارا اس میں دو ٹوک موقف ہے کہ پاکستان کو اپنے معاملات اپنے لوگوں سے مشاورت سے حل کرنے چاہئیں اور ہمیں کسی کی front line estate بن کر کسی کی لڑائی اپنے گھر میں لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور امریکہ کی فوج کی پاکستان میں کوئی base نہیں ہونی چاہئے بلکہ پاکستان کی فضائیں بھی اور پاکستان کی زمین ان تمام طاقتوں کے لئے ممنوع ہونی چاہئے جو ہمارے ہمسایہ ملک میں برسرپیکار ہیں۔ اس پر ہمارا بالکل دو ٹوک موقف ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)
باقی جو لوگ آٹھ سال تک یہ کام کرتے رہے ہیں اور جنھوں نے یہ سارے معاملے کو built کیا ہے، جو ڈالروں کی بارش کی باتیں کرتے تھے کہ ہم front line estate بن گئے ہیں اور اب ہم امریکہ کی لڑائی افغانستان میں لڑیں گے اس کے بعد ہم پر ڈالروں کی بارش ہوگی ان لوگوں نے آٹھ سال اس زمین پر جو زہر بویا ہے وہ فصل ہمیں کاٹنی پڑ رہی ہے۔ ہم وہ فصل بھی اس انداز سے کاٹنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اس ملک کا مستقبل بہتری کی طرف جائے۔ اس کے لئے وہی لوگ ذمہ دار ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم ان لوگوں کو آج اپنی اس غلطی کا احساس کرنا چاہئے۔ ان اداروں میں بھی وہ لوگ بیٹھے ہیں انھیں اپنی اس غلطی کو قوم کے سامنے تسلیم کرنا چاہئے اور اس قوم سے معافی مانگنی چاہئے۔

محترمہ نسیم لودھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نسیم لودھی صاحبہ!

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! ہم تمام لوگوں کی زندگیوں کو خطرہ ہے۔ میں ایک بات عرض کرنا چاہتی ہوں کہ آج ہم دو، تین ممبر بیٹھے ہوئے تھے وہاں کرنل صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے تو ایک ایسا شخص یہاں گھس آیا جو ممبر نہیں تھا اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں فلاں علاقے سے آیا ہوں اور اس کا یہ نمبر ہے لیکن جب حاضری کے لئے اسے کہا گیا تو اس نے دوڑ لگا دی۔ سکیورٹی کا یہ حال ہے کہ nobody knows کہ وہ کون تھا اور اس نے کیوں دوڑ لگائی؟ کیا پتا کہ آج کسی جیکٹ والے نے اسے بھیج دیا ہو کہ اندر جانے میں کتنی آسانی ہو سکتی ہے۔ وہ تو آ کر چلا گیا ہے لیکن کل کوئی دوسرا بھی آ سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میں اس بات کا notice لیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محسن لغاری صاحب!

رابرٹ فارم رحیم یار خان کے بارے میں پیش ہونے والی تحریک التوائے کار کے فیصلہ جناب سپیکر سے نظر ثانی کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! Rules of Procedure کی یہ کتاب کہتی ہے کہ:

> "a point of order shall relate to the interpretation or enforcement of these rules or such Articles of the Constitution to regulate the business of the Assembly and shall raise a question within the cognizance of the Speaker."

جناب سپیکر! اسی rules کی کتاب میں صفحہ 52 پر ہے کہ:

> 83.Conditions of Admissibility of a motion.
>
> 83(c). it shall be restricted to a matter of recent occurrence;

83 (f). it shall relate to a matter which is primarily the concern of the Government ...

جناب سپیکر: آپ کس بارے میں یہ بات کر رہے ہیں، آپ rules پڑھ کر سنا رہے ہیں لیکن آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے تو پہلے ہی کہا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر اس کتاب کے مطابق interpretation مانگنے کے لئے کیا جا سکتا ہے۔ میں آپ سے یہی پوچھ رہا ہوں کہ ہمارے ہاؤس کے اندر ایک تحریک التوائے کار out of turn لی گئی ہے اس میں 5 سال پرانی بات کو اٹھایا گیا ہے۔ وہ نہ recent occurrence ہے اور اس issue پر پہلے ہی ہاؤس میں discuss ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ میں ہاؤس کی پرانی proceedings ہیں۔ The decision of the Punjab Assembly موجود ہے۔

جناب سپیکر: جب proper time ہوگا تو پھر میرے خیال میں مناسب ہوگا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وقت پر ہی پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا مناسب ہے۔ یہ چیز out of order ہے۔ اگر میں out of order ہوں تو مجھے آپ بالکل چپ کروا دیں۔

جناب سپیکر! میں قانون کی بات کر رہا ہوں۔ اگر آپ کو میری بات پسند نہ ہو تو بیٹھ جاؤں گا۔ میں ہاؤس کی پرانی Chairs کے decisions کی بات کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ایک معاملہ جو discuss ہو چکا ہے اس پر آپ کیا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں کہنا چاہتا ہوں کہ وہ غلط ہوا ہے میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ اپنی ruling کو review کریں۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے مل لیں اور مجھے دکھائیں اس کے بعد ہم بات کریں گے اب آپ تشریف رکھیں۔ ہم رولز کے مطابق چلیں گے، ہم رولز کے خلاف نہیں چلیں گے، آپ مہربانی کریں۔ ابھی وقفہ سوالات ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم لغاری صاحب جو بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جس وقت یہ تحریک

التوائے کارadmit ہوئی تو اس وقت اپوزیشن کے کم از کم 8 ممبران یہاں پر موجود تھے۔انھوں نے اس وقت کوئی اعتراض کیا اور نہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: کیا آپ یہاں پر تھے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ میری بات مکمل ہونے دیں اور ان کی سیٹیں چیک کروالیں یہ ایک دم سارے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! جب یہ تحریک التوائے کار admit ہوئی کہ اس پر دو گھنٹے کا وقت مقرر کر کے بحث ہو گی۔ اس وقت جو اپوزیشن کے اراکین یہاں پر موجود تھے انھوں نے اس وقت کوئی objectionاور پوائنٹ آف آرڈر نہیں کیا۔ اس بات کی proceedingگواہ ہے۔ اب محسن لغاری صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ آپ اپنی rulingکو reviewکریں۔ محسن لغاری صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ نے احمد محمود صاحب کی تحریک التوائے کار کو بحث کے لئےadmitکیا ہے، اس پر بحث کے لئے کل وقت مقرر ہے تو آپ اپنی rulingکو reviewکریں۔

جناب سپیکر! اس پر آپ کی کوئیrulingنہیں ہے۔ آپ نے طریق کار کے مطابق اس تحریک کو ہاؤس میںputکیا اور 62سے زائد ممبران کھڑے ہوئے اور اس کے بعد وہ تحریک التوائے کار بحث کے لئے منظور ہوئی۔ آپ نے کوئیrulingنہیں دی جس کو آپreviewکریں۔ یہ ہاؤس کا فیصلہ ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا پوائنٹ آف آرڈرrelevantنہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس دن بھی یہ بات کی گئی اور اسی طرح شور شرابے میں بات نکل گئی۔ میری گزارش یہ ہے کہ جس وقت یہ باتیں شور شرابے کی نذر ہو جاتی ہیں تو کوئی صحیح بات نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ میری بات سنیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس پر مہربانی کر کے reviewکریں۔ اس میں یہ ہے کہ:

> The Speaker may permit, if a member desires to make a submission to the Speaker on the floor of the House regarding a ruling submission, cannot criticize the decisions but can seek resolution of any point of

request the Chair to consider the ruling in light of the facts submitted.

میں آپ کو facts submit کر رہا ہوں آپ اگر مہربانی کر کے اس کو review کر لیں گے تو یہ معاملہ بہتر ہو جائے گا اور اگر پھر بھی آپ کا فیصلہ ہے کہ یہ ایسا ہونا چاہئے تو آپ کا فیصلہ supreme ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! سنیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔ کیس کو plead تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جو یہاں پر تحریک پیش ہوئی اس پر ووٹنگ ہو چکی ہے اور وہ فیصلہ اب فائنل ہو چکا ہے۔ اب اس کو کس طرح revoke کریں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اسی سلسلے میں کچھ facts کے متعلق آپ سے گزارشات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے آپ بعد میں پڑھا دیجئے گا لیکن اب ہاؤس چلنے دیں۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز، تشریف رکھیں۔ ابھی اس کا ٹائم ہی نہیں ہے آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس وقت کوئی چیز out of order ہے تو اس کو point out کرنا ہمارا حق ہے۔

جناب سپیکر: وہ out of order نہیں تھا۔ That was quite in order پلیز تشریف رکھیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نور خان نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب۔۔۔

جناب سپیکر: جناب! یہ وقفہ سوالات ہے اور آپ کیا کر رہے ہیں؟ پلیز! آپ تشریف رکھیں جب relevant time آئے گا تو ضرور کر لینا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! مجھے سپیکر صاحب نے floor دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! میری ذرا عرض سن لیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اسے آپ پڑھنے کی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! مجھے بات تو کر لینے دیں۔ پلیز! سارے ساتھی تشریف رکھیں۔ نیازی صاحب! اس وقت چونکہ وقفہ سوالات announce ہو گیا ہے۔ آپ کی قرارداد یا جو تحریک ہے اسے ہم وقفہ سوالات کے ختم ہونے کے فوراً بعد take up کر لیں گے کیونکہ اب وقفہ سوالات کا کہہ دیا ہوا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: میں پہلے ایک بات کر رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اگر کسی وقت بھی ہاؤس آرڈر میں نہیں ہے تو ہم اس پر بات کر سکتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر اس ہاؤس میں کوئی ممبر بھی نہ بیٹھا ہو تو سپیکر کو پھر بھی قانون نہیں توڑنا چاہئے، سپیکر کو پھر بھی قواعد کے مطابق چلنا چاہئے خواہ اس ہاؤس میں ایک شخص بھی ہو یا نہ ہو۔ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ اگر آپ نے کسی قانون کو توڑا ہے تو ہم آپ کو کہہ رہے ہیں کہ اس کو review کریں۔ اگر آپ نہیں کرنا چاہتے تو یہ آپ کی مرضی ہے۔ اُس دن بھی آپ نے ہمیں bulldoze کیا اور آج بھی bulldoze کرنا چاہ رہے ہیں۔ ہم 12 آدمیوں نے ایک تحریک التوائے کار 7 تاریخ کو جمع کرانے کی کوشش کی جو ابھی تک accept نہیں کی گئی۔ ہم اب اسے پڑھنا چاہتے ہیں کیونکہ اس میں غریب مزارعوں کی آواز ہے، وہ انصاف مانگ رہے ہیں۔ انصاف کا جو ڈھونگ آپ کی پارٹی نے رچایا ہوا ہے یہ اس کے متعلق تھی اور آپ اس کو present نہیں ہونے دے رہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس کو out of turn present کریں جس طرح آپ نے ایک دو دن پہلے اجازت دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! پہلے مجھے تو بات کر لینے دیں۔ Chair کو کوئی اختیار ہے یا نہیں، آپ مجھے صرف اتنا بتا دیں؟ آپ پلیز تشریف رکھیں۔ مجھے تھوڑی سی بات کر لینے دیں۔ مجھے کئی دفعہ اس بات پر حیرت بھی ہوتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے کہ جب بات positive attitude کی آتی ہے کہ ہم نے اس ہاؤس کی روایات کو قائم رکھ کر آگے لے کر چلنا ہے۔ قائد حزب اختلاف صاحب!

اگر آپ میری دو باتوں کو ذرا سن لیں گے تو مہربانی ہو گی۔ پچھلے دن ایک تحریک التوائے کار ہاؤس میں قواعد کے مطابق آئی تھی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! وہ out of turn لی گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: out of turn بھی جب لی جاتی ہے تو سپیکر صاحب کے پاس وہ powers اور rights ہیں کہ وہ out of turn لے سکتے ہیں۔ آپ بتائیں کہ سپیکر اور اس اسمبلی کو طاقت کہاں سے ملتی ہے؟ یہ آپ ممبران طاقت دیتے ہیں۔ اس حوالے سے باقاعدہ procedure adopt کیا گیا اس کے مطابق یہ تھا کہ اگر کوئی تحریک التواء کار اسمبلی میں admit ہوتی ہے تو اس کے لئے کم از کم 62 ممبران اس تحریک التوائے کار کے حق میں ووٹ دے دیتے ہیں تو وہ admit ہو جاتی ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ آپ اس میں کس قسم کی illegality کی نشاندہی کر رہے ہیں؟ دوسری بات یہ کہ بحث کے لئے کل ٹائم fix ہے تو اس میں بحث صرف حکومتی بنچوں سے نہیں ہونی بلکہ آپ نے بھی کرنی ہے۔ اس بحث میں آپ کا جو جو point ہے اسے لے کر آئیں۔ Chair is with you اور انشاءاللہ تعالیٰ ہم اس کو thrash out کریں گے۔ اب قائد حزب اختلاف صاحب بات کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ایک تحریک التوائے کار کے ضمن میں یہ بات ہو رہی ہے۔ جس طرح آپ نے ارشاد فرمایا اور آپ سے پہلے سپیکر صاحب بیٹھے تھے انہوں نے جو ارشاد فرمایا، اسی کو follow کرتے ہوئے یہاں پر precedent ہے کہ ہاؤس شروع ہوتے ہی تحاریک التوائے کار لی گئی ہیں اور ان کو urgency کے مطابق اجازت دی گئی ہے کہ اس کو out of turn لیا جائے اور پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ یہ تو اس تحریک کو چیلنج کر رہے تھے جو کہ current occurrence کا ہی نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر آپ نے کل اس کو پڑھنا ہے تو پڑھئے گا۔ اُن کو تو حق دیا گیا اور اب یہ ان کا حق ہے کہ سب سے پہلے یہ قرارداد پڑھیں گے کیونکہ انہوں نے already جمع بھی کرائی ہوئی ہے اور کھڑے بھی ہوئے ہیں۔ اس کے بعد آپ اپنی ruling دیجئے گا لیکن پہلے ان کو پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، جب تحریک التوائے کار کا وقت آئے گا تو اس وقت میں بالکل ان کو اجازت دوں گا۔ میں اس بارے میں بڑا clear ہوں اور مجھے خوشی ہوتی ہے کہ آپ لوگ بھی rules کو follow کرتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: توآپ پھر اس کو out of turn کیوں نہیں لیتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جب تحریک التوائے کار کا وقت آئے گا تو اس وقت میں بالکل out of turn پڑھنے کی اجازت دوں گا۔

جناب محمد یار ہراج: آپ نے تین چار rules کی violation کی ہے خواہ ہاؤس میں کوئی اس کو object کرے یا نہ کرے۔ اگر آپ کو یہ رولز معلوم نہیں اور اگر آپ ان رولز کی پاسداری نہیں کریں گے تو پھر کون کرے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! میں آپ سے بھی زیادہ اونچا بول سکتا ہوں۔ آپ نے اونچا بول کر بات نہیں کرنی۔ آپ ایک معزز ایوان میں کھڑے ہیں۔ No cross talk تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

ہراج صاحب! جب تحریک التوائے کار کا وقت آئے گا تو میں بالکل آپ کو ٹائم دوں گا۔ پلیز ہاؤس کو چلنے دیں۔

ایک آواز: پوائنٹ آف آرڈر پر پڑھنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر ایک علیحدہ چیز ہے اور تحریک التوائے کار بالکل different چیز ہے جب اس کا ٹائم آئے گا تب میں بالکل ٹائم دوں گا۔ (قطع کلامیاں)

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اپوزیشن لیڈر صاحب کی توجہ چاہوں گا۔ عرض یہ ہے کہ اگر آپ ایک تحریک لانا چاہتے ہیں اور سپیکر صاحب نے آپ سے وعدہ کر لیا ہے کہ جیسے ہی وقفہ سوالات کے بعد تحریک التوائے کار کا وقت آئے گا تو وہ out of turn لے لیں گے۔ میرا خیال ہے کہ یہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں۔ جب ان سے وعدہ کر لیا گیا ہے تو میرا خیال ہے کہ اب ان کے شور مچانے کا کوئی جواز نہیں رہ گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ کہہ دیں کہ آپ مجھے نہیں پڑھنے دے رہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ ہاؤس کو dictate نہیں کر سکتے۔ جو ٹائم ہے میں نے اس پر رکھ لیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! مجھے بات تو کر لینے دیں۔ میرا فقرہ تو مکمل ہو لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب لاء منسٹر صاحب کھڑے ہیں ان کی بات سنیں۔ آج آپ ہاؤس کو چلنے دینا چاہتے ہیں یا نہیں؟ لاء منسٹر صاحب کی پہلے بات سن لیں پھر میں ٹائم دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہراج صاحب جس تحریک التوائے کار کو out of turn پیش کرنا چاہتے ہیں تو جب تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہو تب یہ لے آئیں لیکن اس کی کاپی تو انہوں نے ہمیں ابھی تک فراہم نہیں کی۔ یہ کاپی ہمیں دیں اور جب تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہو تو یہ اسے ضرور پیش کریں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اس میں آپ کی commitment ہو چکی ہے۔ یہ 7 تاریخ کو جمع ہو چکی ہے اور یہ میں present کر رہا ہوں۔

سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! آپ پھر وہی بات کر رہے ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ آج محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 106 ہے۔

ایل ڈی اے میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*106: میاں نصیر احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں کل کتنے ملازمین اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں؟

(ب) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں 1999 سے 2007 تک بھرتی ہونے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور تاریخ تعیناتی کی تفصیل ایوان کو فراہم کی جائے؟

(ج) کیا 1999 سے 2007 میں کسی دوسرے محکمے سے ڈیپوٹیشن پر بھی افسران واہلکاران ایل ڈی اے میں تعینات ہوتے رہے ہیں، ان کے نام بھی بتائے جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں 2022 ملازمین خدمات سرانجام دے رہے ہیں جن میں سے 29 ڈیپوٹیشنسٹ ہیں اور 154 ملازمین کنٹریکٹ کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں۔

(ب) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں 1999 سے 2007 تک بھرتی ہونے والے ملازمین کی تعداد 472 ہے۔ ان کے نام، عہدہ اور تاریخ کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں 1999 سے 2007 تک کسی دوسرے محکمے سے ڈیپوٹیشن پر کام کرنے والے افسران واہلکاران کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ L.D.A میں 1999 سے 2007 تک کتنے ملازمین بھرتی کئے گئے تو اس سوال کے (الف) اور (ب) کا اکٹھا جواب یہ دیا گیا ہے کہ 2022 ملازمین خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ 154 ملازمین کنٹریکٹ پر ہیں جن میں سے 29 ڈیپوٹیشن پر ہیں۔ یہ جو 29 افسر ڈیپوٹیشن پر آئے ہیں تو لاہور کے اندر یہ واحد ادارہ ہے جس میں سب سے زیادہ یعنی 17 گریڈ یا اس سے اوپر کے آفیسر ڈیپوٹیشن پر آتے ہیں۔ میرا آج سے چند دن پیشتر سوال نمبر 105 تھا کہ L.D.A میں کرپشن میں ملوث ملازمین کی فہرست دی جائے۔ میں نے آج وہ فہرست اور ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے افسران کی فہرست دیکھی ہے تو جتنے افسران ڈیپوٹیشن پر آئے ہیں ان میں سے اکثریت اسی کرپشن میں ملوث ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب افسران کی بھرتی کے لئے ایک ادارہ P.S.C موجود ہے تو پھر کیوں لاہور کے اندر سب سے زیادہ افسران کو ڈیپوٹیشن پر اسی ڈیپارٹمنٹ میں 2007 تک 8 سال کے عرصہ میں لیا گیا، وہ کس قسم کا charm ہے اور کس قسم کا لالچ ہے جو یہاں پر انہیں نظر آتا ہے کہ افسران سب سے زیادہ ڈیپوٹیشن پر بھی جاتے ہیں اور سب سے زیادہ کرپشن میں بھی ملوث پائے جاتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈیپوٹیشن پر صرف 29 کا figure ہے جو لوگ اس وقت L.D.A میں کام کر رہے ہیں۔ بہر حال اگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تعداد زیادہ ہے تو بذریعہ پبلک سروس کمیشن نئے لوگوں کو بھرتی کیا جا سکتا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ بعض سروسز ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے لئے دوسرے محکمہ جات سے skilled لوگوں کو ڈیپوٹیشن پر لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً legal opinion اور اس سے متعلقہ چیزوں کے لئے کچھ لوگوں کو ہائی کورٹ سے ڈیپوٹیشن پر لیا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ 29 کا figure اتنا زیادہ نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میری یہ ذاتی رائے نہیں ہے کہ یہ 29 کا figure زیادہ ہے۔ میں تو facts & figures کی بات کر رہا ہوں کہ 17 اور اس سے اوپر کے سکیل کے افسران سب سے زیادہ L.D.A میں ڈیپوٹیشن پر آئے ہیں اور انہی میں سے 11 افسران کرپشن میں ملوث ہیں جو آج تک اپنی سیٹ پر موجود ہیں۔ میں ان سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آٹھ سال کے اندر P.S.C کے امتحانات بھی ہوئے ہیں اور ہر ڈیپارٹمنٹ میں افسران گئے ہیں تو L.D.A کے لئے کیوں نہیں بھرتی کئے گئے؟ جس طرح گریڈ 17 سے نیچے 12 ویں، 11 ویں، 9 ویں، 5 ویں کے ملازم بھرتی کئے گئے ہیں لیکن 29 افسران جو ڈیپوٹیشن پر آئے ہیں اور یہاں پر گزشتہ آٹھ سالوں میں P.S.C کے ذریعے ایک بھی بھرتی نہیں کی گئی۔ اس حوالے سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں اگر بھرتی نہیں کی گئی تو کیا آئندہ کوئی پالیسی ہے کہ افسران ڈیپوٹیشن پر نہ لئے جائیں کیونکہ لاہور کے اندر دیکھا یہ گیا ہے کہ اس محکمہ میں آنے کی زیادہ سے زیادہ افسران کی کوشش ہے۔ اب چونکہ یہ point سامنے آیا ہے تو وزیر موصوف سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس چیز کو سمجھتے ہوئے کہ لاہور کے اندر اس محکمہ میں زیادہ سے زیادہ لوگ ڈیپوٹیشن پر آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے افسران بھی شامل ہیں جو 04-2003 کے اندر کسی اور محکمہ میں تھے اور ریٹائرڈ ہونے والے تھے اور ڈیپوٹیشن پر ادھر آئے اور چھ چھ سال گزار چکے ہیں۔ اس حوالے سے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کا سد باب کیا جائے گا یا یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یقیناً میاں صاحب کی یہ valid observation ہے اور محکمہ سے کہا جائے گا کہ وہ اس بارے میں کوئی پالیسی مرتب کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے یہ ٹھیک ہے کہ پالیسی بن جائے کیونکہ اس سے تمام ملازمین کا فائدہ ہے اور جو نیچے بیٹھے ہیں ان کا بھی فائدہ ہو جائے گا۔ اگلا سوال بھی میاں نصیر صاحب کا ہی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں تو اس سوال پر جانے سے پہلے میرے سوال نمبر 7 اور 8 تھے جن پر اس ایوان میں کافی بحث بھی ہوئی تھی اور یہ فیصلہ ہوا تھا کہ یہ سوال C.M.I.T کے سپرد کر دیا جائے گا اور وہ D.H.A کی گورنمنٹ آف پنجاب کی land پر قبضہ کے حوالے سے اگلے سیشن میں رپورٹ پیش کرے گی تو میں آج اس کا جواب لاء منسٹر صاحب سے چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے یاد پڑتا ہے کہ میاں نصیر صاحب یہ بات بالکل درست کہہ رہے ہیں کہ اس سے متعلق بات ہوئی تھی لیکن C.M.I.T کی طرف سے رپورٹ ابھی تک موصول نہیں ہوئی اور اس سے متعلق آج تو میں نے کوئی information حاصل نہیں کی اور اگر میاں صاحب چاہیں تو کل انہیں latest information لے کر دے سکتا ہوں کہ C.M.I.T نے اس پر کیا کام کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اگر کل آپ کو وہ ساری information مل جائے تو کیا اس سوال کو۔۔۔

میاں نصیر احمد: نہیں، جناب سپیکر! میرا یہ سوال رہتا ہے اور سوال نمبر 183 ہے۔

ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کی طرف سے ملحقہ آبادیوں کے راستوں کی بندش

*183: میاں نصیر احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے ملحقہ و منسلکہ آبادیوں کے راستے بند کئے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ راستے حکومت پنجاب کی ملکیت تصور کئے جاتے ہیں، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے کس قانون کے تحت ملحقہ و منسلکہ آبادیوں کے راستے بند کئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ راستے بند کرنے کے لئے ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کسی محکمے سے این او سی لیتی ہے؟

(د) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو کس قانون کے تحت راستے بند کئے گئے ہیں اور کس محکمے سے این او سی لیا گیا ہے، اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے اگر جوابات نفی میں ہیں تو حکومت اس طرح کے اقدامات کے خلاف کیا کارروائی کر رہی ہے اس بارے میں بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کا علاقہ ایل ڈی اے کے بلڈنگ کنٹرول ایریا سے باہر ہے ماسوائے ای ایم ای سیکٹر ہاؤسنگ سکیم جہاں پر ملحقہ سکیموں اور آبادیوں کے راستے کھلے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ریونیو راستے حکومت پنجاب کی ملکیت تصور کئے جاتے ہیں تاہم ایل ڈی اے بلڈنگ کنٹرول ایریا میں ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے ملحقہ سکیموں وآبادیوں کے راستے بند نہ کئے ہیں۔

(ج) ایل ڈی اے سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) ایل ڈی اے کے بلڈنگ کنٹرول ایریا میں ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے کسی سکیم یا آبادی کا راستہ بند نہ کیا ہے تاہم ایل ڈی اے نے اپنے بلڈنگ کنٹرول ایریا میں (جوہر ٹاؤن) میں آہنی گیٹ اور دیواریں مسمار کر دی ہیں اور راستہ جات کھول دیئے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! چونکہ یہ سوال میرے حلقہ سے متعلق ہے اور میرا خیال ہے کہ جو دوست بھی سوال کرتے ہیں تو ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہمارے حلقوں کے اندر لوگوں کے مسائل ہیں جنہیں دیکھتے اور سمجھتے ہوئے اس ایوان کے اندر سوال اس بنا پر کیا جاتا ہے کہ ہمیں اس ایوان کے اندر جو بھی انفارمیشن دی جائے گی وہ بالکل درست ہو گی۔ D.H.A کے ساتھ روزانہ میری اور میرے حلقے کے لوگوں کی جن کے راستے بند کئے گئے ہیں، بحث ہوتی ہے اور میٹنگ ہوتی ہے کہ ان بند کئے گئے راستوں کو کھول دیا جائے۔ 19 میں سے 6 راستوں کو بند کیا گیا ہے، 7 پر گیٹ لگا دیئے گئے ہیں اور دروازے لگے ہیں جس میں سے صرف ایک آدمی گزر سکتا ہے۔ جن کے ساتھ ہمارا یہ معاملہ چل رہا ہے انہوں نے یہ تحریری رپورٹ دی ہے اور میرے کئے گئے سوال کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ D.H.A نے کوئی راستہ بند نہیں کیا۔ اب جنہوں نے راستہ بند کیا اور جن کا راستہ بند ہوا ہے، تحریری

رپورٹ میرے پاس ہے لیکن مجھے آج یہ جواب دیا گیا ہے کہ ایک بھی راستہ بند نہیں۔ ہمارا تعلق یقیناً سرکاری بنچوں سے ہے اور بڑی مجبوریاں ہیں جنہیں ہم سمجھتے ہیں اور اداروں کی limit کو بھی سمجھتے ہیں لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ کم از کم یہاں جواب درست دیا جائے تاکہ ہمیں یہ پتا ہو کہ جو اس ایوان سے ہم نے جواب لیا ہے وہ ٹھیک ہے۔ اب میں سوال کیا کر سکتا ہوں کہ مجھے جواب ہی ٹھیک نہیں دیا گیا اور یہ کہا گیا ہے کہ ایک بھی راستہ بند نہیں ہے جبکہ ہر روز، ہر دوسرے دن بحث ہوتی ہے کہ دو دو سو سال پرانے راستے ہیں، جو قبرستان کو جاتے ہیں، ان کی جو پرانی آبادیوں کو جاتے ہیں انہیں بند کر دیا گیا ہے تو اس حوالے سے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب یہ غلط جواب دیا گیا ہے تو اس پر مزید کیا بحث کی جائے اور آگے کیسے بڑھا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ ادھر سے ہی ایم پی اے ہیں، یہ آپ کا علاقہ ہے اور آپ نے خود ادھر دیکھا ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ میرا حلقہ ہے اور میری ہر ہفتے ان سے بحث ہوتی ہے اور 13 راستے بند ہیں جو کہ دو دو سو سال پرانے ہیں۔ انہوں نے قبرستان میں اپنے مردے دفنانے ہوتے ہیں اور ان کے آباؤ اجداد کی قبریں ہیں لیکن راستے بند کر دیئے گئے ہیں اور مجھے یہاں پر جواب دیا گیا ہے کہ کوئی راستہ بند نہیں کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں صاحب کا موقف بالکل درست ہے کہ وہاں ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے واقعی راستے بند کئے ہوئے ہیں اور انہیں شاید تھوڑا سا یہ impression ہوا ہے کہ جواب غلط ہے تو اس بارے میں عرض ہے کہ یہ درست ہے کہ ریونیو راستے حکومت پنجاب کی ملکیت تصور کئے جاتے ہیں تاہم ایل ڈی اے بلڈنگ کنٹرول ایریا میں کوئی راستہ بند نہیں ہے۔ جس علاقے کی یہ بات کر رہے ہیں وہ ایل ڈی اے کا بلڈنگ کنٹرول ایریا نہیں ہے اور وہاں پر بالکل درست بات ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے راستے بند کئے ہوئے ہیں اور لوگوں کو مسائل درپیش ہیں۔ میاں صاحب کا تو وہ حلقہ ہے اور وہ روز وہاں سے گزر کر آتے ہیں۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ ان کی information درست نہ ہو لیکن اس سلسلے میں پچھلے اجلاس میں بھی میں نے بات کی تھی کہ یہ معاملہ ایل ڈی اے یا اس محکمے سے متعلقہ نہیں ہے۔ یہ پنجاب گورنمنٹ level کے اوپر یا پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس کا proper حل یہ ہے کہ جس طرح ہم نے C.M.I.T کو کہا تھا کہ وہ اس سلسلے

میں پوراanalyseکر کے بتائے کہ اگر یہ راستے انہوں نے بند کئے ہیں تو کس قانون کی خلاف ورزی کی ہے آیا انہیں یہ اختیار بھی ہے کہ نہیں؟ کیونکہ وہ اپنےareaکی یا اپنےhousesکیprotectionکی آڑ میں یہ سارا کچھ کرتے ہیں تو وہ قانون کس حد تک انہیںprotectionکی آڑ میںactکرنے کی اجازت دیتا ہے اور کس حد تک نہیں دیتا؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہon that sideدیکھنے والا ہے۔یہ محکمہ ہاؤسنگ کی دسترس سے باہر ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے ایل ڈی اے سے یہ سوال پوچھا بھی نہیں تھا۔ میں اپنا سوال پڑھ دیتا ہوں کہ ''کیا یہ درست ہے کہ ''ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے ملحقہ ومنسلکہ آبادیوں کے راستے بند کئے ہوئے ہیں؟'' میں نے ایل ڈی اے سے نہیں پوچھا تھا بلکہ اس بنیاد پر یہ سوال کیا تھا کہ میں جس علاقے کا سوال پوچھ رہا ہوں وہ پاکستان کا حصہ ہے۔ جس علاقے کے بارے میں پوچھ رہا ہوں وہ گورنمنٹ آف پنجاب کےunderہے اور میں وہاں سے ایم پی اے منتخب ہوا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اندر چاہے وہ ڈیفنس ہو، چاہے کینٹ ہو، چاہے ایل ڈی اے ہو۔ ہر بندہGovernment of PunjabکوGovernment of Pakistanکو جوابدہ ہے۔ میرا سوال اس بنیاد پر تھا کے اگر یہ ایل ڈی اے کی حدود میں نہیں آتا یا کسی اور کی حدود میں نہیں آتا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ علاقہ چونکہ پاکستان کا ہےGovernment of Punjabکا اس پرcontrolہے اور ہر ادارہGovernment of Punjabکو جوابدہ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بتادیا جائے کہ اس کا جواب دینا کس نے ہے؟ اگر ایل ڈی اے نے اس کا جواب نہیں دینا تو کون ادارہ اس کا ذمہ دار ہے؟ کون سی ایسی ہستی ہے جو ان سے پوچھ سکے کہ آپ نے لوگوں کے یہ پرانے راستے جو پاکستان بننے سے پہلے کے ہیں ان کو کیوں بند کر دیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ویسے یہ بڑاimportant matterہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دیکھیں، اس میں بات یہ ہے کہ یہ معاملہimportantبھی ہے اور جسangleسے میاں نصیر احمد بات کر رہے ہیں وہ بھی درست ہے لیکن اس میں آپ نے یہ بھی دیکھا ہے کہ اب یہtrendہے کہ جو بھی ہاؤسنگ سوسائٹی بنتی ہے وہ اپنی چار دیوار بنا لیتی ہے اور اس کے بعد وہ ایک گیٹ لگا کر باقاعدہ ایک گارڈ بھی بٹھاتے ہیں کہ آنے جانے والے لوگوں کو چیک کیا جائے۔ اب جوsecurity concernہو گئے ہیں تو اس کے تحت اب یہ حق کس حد تکright exerciseکیا جا سکتا ہے اور کس حد سے آگے جا کر یہ غیر قانونی ہوتا ہے، یہ

معاملہ بھی بڑا حساس ہے۔اس کو میں سمجھتا ہوں کہ میاں صاحب کی وساطت سے اس معاملے کو کمشنر اورڈی سی او لاہور کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ لیتے ہیں۔کیونکہ کسی نہ کسی حد تک ہمیں ہاؤسنگ سوسائٹیوں کو بلکہ اب تو جو عام محلے ہیں وہاں پر بھی لوگوں نے اپنی گلی کے باہر آہنی گیٹ لگائے ہوئے ہیں اور رات کے نو دس بجے کے بعد وہ اس خیال سے بند کرتے ہیں اور حکومت ان کی اس exercise کو بہتر سمجھتی ہے کہ جس طرح سے رات کو چوری ڈکیتی ہو رہی ہے چلو اس سے وہ کم از کم محفوظ ہو جائیں۔یہ کس حد تک exercise ہو سکتی ہے اور کہاں جاکر تجاوز شروع ہوتی ہے تو اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ڈی سی او لاہور اور کمشنر لاہور کے ساتھ بیٹھ کر اور میاں صاحب کو ساتھ بٹھا کر اس مسئلے کو اس انداز سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔اگر ہم straightway کہیں کہ یہ حق کسی کو دینا ہی نہیں ہے تو اس سے اور بہت سارے لوگ متاثر ہوں گے۔اگر یہ حق اس طرح سے دے دیا جائے جس طرح وہ فرمارہے ہیں کہ وہاں کچھ آبادیاں ہیں within that area اور ان کا راستہ انہوں نے بند کیا ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ زیادتی ہے۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: شکریہ۔جناب سپیکر! ابھی جو بات میاں صاحب نے کی ہے چونکہ میں خود بھی ذاتی طور پر یہ سب جانتی ہوں اس حلقے سے میرا بھی تعلق ہے اور انہی کے ساتھ میں بہت جگہ پر گئی ہوں، campaign کے سلسلے میں بھی گئی ہوں۔ان لوگوں کو سب سے زیادہ جو مشکل ہے وہ یہی ہے کہ ان کو ڈیفنس کے علاقوں میں یا D.H.A میں آنے کا اتنا کوئی شوق نہیں ہے وہ بیچارے صرف وہاں کے رہنے والے لوگوں کے گھروں میں کام کرنے کے لئے آتے ہیں۔ان گھروں میں کام کرنے کے لئے آنے کے لئے انہیں بہت لمبے راستے اختیار کرنے پڑتے ہیں۔وہ کئی سالوں سے بلکہ پاکستان بننے سے پہلے ہی انہی جگہوں پر رہ رہے ہیں یہ وہ چند علاقے ہیں جو ڈیفنس میں شامل نہیں ہو سکے باقی تو سب D.H.A نے خرید لئے ہیں اور اس کی سوسائٹی بن گئی ہے۔یہ وہ علاقے ہیں جہاں لوگوں نے اپنے گھر نہیں چھوڑے اور وہ ڈیفنس کے جو رہائشی ہیں ان کے گھروں میں کام کرنے آتے ہیں اس لئے اگر یہ کوئی بھی لاء ہے تو یہ انتہائی قابل اعتراض ہے کہ ایک شخص جو ویسے ہی less privilege ہے اس کو اور زیادہ مزید تنگ کیا جائے صرف اس بات پر کہ وہ ڈیفنس کے علاقوں میں نہ آئے۔ان کو آنے کا شوق نہیں ہے وہ گھروں میں کام کرنے کے لئے جاتے ہیں اس لئے اس پر ضرور

کوئی کارروائی ہونی چاہئے۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور لاء منسٹر سے میری درخواست ہے کہ اس کی جو بھی محکمانہ کارروائی کرنی ہے وہ ضرور کریں اور وہ تمام راستے کھلنے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح محترمہ غزالہ صاحبہ نے کہا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی میں لوگوں کے گھروں میں کام کرنے کے لئے آتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ matter تو اور بھی simple ہو جاتا ہے کیونکہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کی جو management ہے وہ انہی لوگوں کی بنیاد پر ہے، وہی لوگ اس کے ممبر ہیں، وہی لوگ ان عہدیداروں کا انتخاب کرتے ہیں جو وہاں پر رہ رہے ہیں اور وہاں کے مالکان ہیں۔ میں ڈی سی او لاہور یا کمشنر لاہور کے ذمے یہ لگاتا ہوں، محترمہ بھی ساتھ بیٹھ جائیں اور میاں نصیر صاحب بھی ساتھ بیٹھ جائیں۔ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کا جو بھی structure ہے، چیئرمین ہے یا ہاؤسنگ سوسائٹی کے president ہیں ان کو ساتھ بٹھا کر اس معاملے کا کوئی solution نکالا جائے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مسئلے کی sensitivity کو سمجھا ہے اور خیال کیا ہے کہ وہاں پر اس طرح کے غلط اقدامات ہو رہے ہیں لیکن جو جواب آیا ہے وہ سو فیصدی غلط ہے۔ یقیناً ہماری ڈی سی او اور کمشنر صاحب سے میٹنگ بھی ہو گی لیکن کم از کم پہلے جو لاہور کی انتظامیہ ہے، عہدیداران ہیں وہ اس چیز کو own کریں کہ ان کے کون کون سے راستے بند کئے گئے ہیں، مجھے اس حوالے سے رانا ثناء اللہ صاحب کی مدد درکار ہو گی کہ وہ ان سے ایک رپورٹ ضرور منگوائیں کہ وہ کون سے راستے ہیں، وہ کون سی جگہیں ہیں وہ اس کو own تو کریں کہ یہ ہماری ہیں اس کے بعد ہم انشاء اللہ اس پر چلیں گے۔ میں یہی امید کرتا ہوں کہ یہ ہمیں ضرور اس کا کوئی time frame یا اس کا کوئی حل بتائیں گے۔ ڈی سی او اور کمشنر ایک رپورٹ ضرور بنا کر دیں کہ کون کون سے راستے Government of Punjab کی ملکیت ہیں جن کو بند نہیں کیا جا سکتا، شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہم کل ہی ڈی سی او اور کمشنر لاہور دونوں صاحبان سے یا اگر کسی اور معزز ممبر کی D.H.A میں رہائش ہے تو ان سے ٹائم طے کر کے

میٹنگ کر لیتے ہیں۔اس سلسلہ میں جو informationچاہئے وہ بھی لے کر دیں گے اور ان کو کہیں گے کہ اس مسئلے کو حل کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بھی میاں نصیر احمد نے جو point raise کیا ہے اس کو support کرتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نہیں، support نہ کریں اگر ضمنی سوال ہے تو وہ کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ یہ public at large کا مسئلہ ہے تو اس میں ہم نے قانون کو بھی مدنظر رکھنا ہے۔ قانون یہ ہے کہ right of easement کو follow کیا گیا یا نہیں کیا گیا، اگر ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی ہے تو ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ وہ ہر قانون کو بالائے طاق رکھ کر پاؤں میں روند کر اپنے راستے بند کر دے۔ جو قانون نے ایک right of easement کسی public at large کو، کسی آبادی یا کسی پرانی گزرگاہ کو دیا ہوا ہے تو وہ کیسے راستہ بند کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! محکمہ ریونیو سے اس کا ریکارڈ منگوالیا جائے جو راستے محکمہ ریونیو کے ریکارڈ میں موجود ہیں وہ راستے کوئی اتھارٹی، ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی یا کوئی بھی ہو وہ بند نہیں کر سکتی۔ This is my legal assistance

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سوال کا جو جز (د) ہے اس میں محکمے نے جواب دیا ہے کہ بلڈنگ کنٹرول ایریا میں جوہر ٹاؤن میں آہنی گیٹ اور دیواریں مسمار کر دی ہیں اور راستہ جات کھول دیئے ہیں جبکہ سوال میں کہیں بھی جوہر ٹاؤن سے متعلقہ کوئی بات نہیں پوچھی گئی۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ سوال کیا تھا اور اس کا محکمے نے جواب کیا دیا ہے؟ سوال گندم جواب چنا والی بات ہے۔ میں یہ بھی جاننا چاہوں گی کہ محکمے سے متعلقہ وزیر کو یہاں ہونا چاہئے تاکہ وہ اس کے proper طریقے سے جواب دے سکیں۔ یہ وہی روایت برقرار ہے کہ وزراء موجود نہیں ہیں۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! جن کا سوال ہے وہ satisfied ہیں اور کل کے لئے کمیٹی بن بھی گئی ہے، اس میں کیا مسئلہ ہے مجھے نہیں سمجھ آ رہی ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ وہی بات ہے کہ جواب مسلسل غلط آ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کی already نشاندہی ہو گئی ہے اس لئے وزیر صاحب نے کل سارے لوگوں کو بلا لیا ہے وہاں بیٹھ کر بات ہو گی اور اس کا حل نکالا جائے گا، basic مسئلہ ہے کہ اس چیز کا حل نکلنا چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب! اس کو اگر Privilege Committee کے سپرد کریں گے، کسی کے خلاف ایکشن لیں گے تو محکمہ درست جواب بھیجنا شروع کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ محترمہ نے جو فرمایا ہے کہ محکمے نے غلط جواب دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ انہیں سمجھنے میں دقت پیش آئی ہے، محکمے نے جو جواب دیا ہے اور جو اس کا اپنا area ہے اس کے مطابق انہوں نے بالکل درست جواب دیا ہے اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! محترم منسٹر صاحب نے جو کہا ہے میں اس کا جواب دینا چاہ رہی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ جواب الجواب نہیں ہوتا ہے اگر آپ نے کوئی ضمنی سوال کرنا ہے تو کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ A-3 بلاک پر بھی gates لگے ہوئے ہیں۔ میں آج کل وہاں ہی رہ رہی ہوں اور اگر آپ وہاں جا کر دیکھیں تو A-3 بلاک جو کہ جوہر ٹاؤن میں ہے وہاں پر gates وغیرہ لگے ہوئے ہیں جبکہ یہاں پر یہ جواب آیا ہے کہ وہاں سے gates ہٹا دیئے گئے ہیں۔ میرا کہنے کا یہ مطلب ہے کہ جواب غلط آیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس جواب میں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ”کسی سکیم یا آبادی کا راستہ بند نہ کیا ہوا ہے تاہم L.D.A نے اپنے بلڈنگ کنٹرول ایریا میں جوہر ٹاؤن میں آہنی گیٹ اور دیواریں مسمار کر دی ہیں

اور راستہ جات کھول دیئے ہیں۔" اب یہ محترمہ ایک ایم پی اے ہیں وہ on the floor of the House یہ کہہ رہی ہیں کہ وہاں پر گیٹ نہیں توڑا گیا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، 183,A-3 بلاک میں اگر آپ دیکھیں تو ابھی تک وہاں پر gates موجود ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ نے یہ جواب دیا ہے کہ آہنی گیٹ، انہوں نے gates نہیں کہا اور دیواریں مسمار کر دی گئی ہیں۔ (شور وغل)

MR. DEPUTY SPEAKER: This is no way.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جس گیٹ کی محترمہ نشاندہی کر رہی ہیں اگر وہ نہیں گرا تو وہ بھی گرا دیتے ہیں۔ (قہقہہ)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، وہ گرا دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عائشہ جاوید صاحبہ!

MRS. AYESHA JAVED: Thank you Honourable Speaker! This is not supplementary question. In fact, I would like to add something in addition of Law Minister.

بہتر تو یہی تھا کہ concerned Minister یہاں ہوتے، یہاں یہ بات ہو رہی ہے اس وقت D.H.A concerned authorities کے لوگوں کو، L.D.A کے لوگوں کو اور خود منسٹر صاحب میٹنگ convene کریں گے اور اس بارے میں کوئی حل نکالیں گے تو آپ لوگوں کی information کے لئے یہاں میں یہ عرض کرتی چلوں کہ یہ زمین جس کا ذکر میرے محترم بھائی نے یہاں کیا ہے L.D.A کی ملکیت نہیں ہے بلکہ یہ لاہور کنٹونمنٹ بورڈ کی ملکیت ہے اور لاہور کنٹونمنٹ بورڈ کے اپنے By-laws, rules and regulations ہیں۔

If you want to do something accordingly, you have to get in touch with the Lahore Cantonment Board.

تو L.D.A میں اس کا کوئی لیا، دیا نہیں ہے۔ ان سوالات کے جواب آپ نے غلط دیئے ہیں۔ آپ لاہور کنٹونمنٹ بورڈ سے رجوع کریں۔ And I am sure they will come up with something.

جناب ڈپٹی سپیکر: جو بھی متعلقہ محکمہ ہے اس کو بلا کر انشاء اللہ تعالیٰ کل بات ہو گی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وزیر محترم کا نام کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس وقت اس محکمے کے وزیر کون ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس محکمے کا جو ایڈیشنل چارج ہے وہ دوست محمد کھوسہ صاحب کے پاس ہے اور ڈیرہ غازی خان میں جو اتنا انسانیت سوز واقعہ ہوا ہے اس سلسلے میں وہ وہاں پر موجود ہیں اگر اس سلسلے میں بھی ان کا وہاں پر موجود ہونا اپوزیشن کو ناگوار گزر رہا ہے تو ان کو کل ہی وہاں سے بلا لیتے ہیں۔

MRS SAFINA SAIMA KHAR: I want to mention here that Law Minister is "Jack of all trades". Why can not we have the ministers concerned you just say.

کہ محکمے والے آئیں گے۔

Why not the Ministers to come and answer the questions of the Opposition?

MR. DEPUTY SPEAKER: He has already told that he is busy in Dera Ghazi Khan because of that tragic incident.

MRS SAFINA SAIMA KHAR: Yes, but otherwise also you know that Law Minister is always answering everyone's question. It's not his duty to do that. So, if possible if not the concerned minister, then secretaries should be here to answer.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، محترمہ عارفہ خالد صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جی، میرے question کا نمبر 318 ہے اور میں اس کے جواب سے satisfied ہوں۔

لاہور میں انڈر پاس بناتے وقت درختوں کو منتقل کرنے کا مسئلہ

*318: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کی نہر پر گلزار انڈر پاس (مسلم ٹاؤن گارڈن ٹاؤن) کی تعمیر کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انڈر پاس کی تعمیر سے قبل یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ وہاں پر جو درخت موجود ہیں انہیں زندہ حالت میں کسی دوسری جگہ منتقل کیا جائے گا، اگر جواب ہاں میں ہے تو وہاں پر موجود کتنے درختوں کو کسی دوسری جگہ پر منتقل کیا گیا تھا نیز درختوں کی منتقلی پر کل کتنا خرچ آیا تھا، اس کے متعلق مکمل وضاحت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور کی نہر پر محکمہ مواصلات و تعمیرات نے گلزار انڈر پاس (مسلم ٹاؤن گارڈن ٹاؤن) کی تعمیر کی۔

(ب) یہ درست ہے کہ انڈر پاس کے درختوں کو زندہ حالت میں مناسب / متبادل جگہوں پر منتقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ متعلقہ ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹرز کے ریکارڈ کے مطابق جو درخت قابل منتقلی ہونگے ان کو متبادل جگہ منتقل کر دیا جائے گا اور جو قابل منتقلی نہ ہونگے ان کو بذریعہ نیلام عام فروخت کر دیا جائے گا لہذا پی ایچ اے نے متعلقہ افسران کے ریکارڈ کے مطابق 799 عدد درخت زندہ حالت میں لاہور برانچ کینال، گارڈن ٹاؤن، بھیکے وال موڑ، ٹاؤن شپ، جوہر ٹاؤن، گرین ٹاؤن، قزافی سٹیڈیم اور مصطفیٰ ٹاؤن منتقل کئے جن پر مبلغ -/15458000 روپے جو محکمہ مواصلات نے فراہم کئے تھے خرچ کئے گئے اور منتقل کردہ درخت بہتر نشوونما پارہے ہیں تاہم منتقلی کے عمل میں زخمی ہونے والے تقریباً 16 فیصد درخت اپنی نشوونما جاری نہیں رکھ سکے۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری یہاں ہاؤس میں موجود ہیں اور اگر اس کے منسٹر موجود نہیں ہیں تو ہاؤسنگ کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو چاہئے کہ وہ سوالات کے جواب دیں نہ کہ وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چیف منسٹر competent ہیں کہ وہ اسمبلی بزنس کے لئے کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ، کسی بھی منسٹر کو دے سکتے ہیں اور اس بارے میں میرے پاس نوٹیفکیشن موجود ہے اور انہوں نے میرے ذمے لگایا ہے کہ آج سردار دوست محمد کھوسہ صاحب کی عدم موجودگی میں، میں اس محکمے کے جواب دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ بیٹھیں، یہ سُن لیں۔ یہ نوٹیفکیشن میرے پاس موجود ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ:

> Chief Minister has been pleased to approve that during the absence of Sirdar Dost Muhammad Khan Khosa, Minister for Local Govt. and Community Development Department Punjab, Rana Sana Ullah Khan, Minister for Law and Parliamentary Affairs shall look after the Assembly business relating to these departments in the ongoing Assembly session.

اب اس کے بعد تو میرا خیال ہے کہ۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری کو کیوں غائب کیا گیا ہے؟

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! سکول کے دور میں سُنا کرتے تھے کہ "ہر مرض کی ہے دوا محمد علی جناح" بد قسمتی سے ہماری اسمبلی میں اگر پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں تو پھر بھی رانا صاحب کو کہنا کہ وہ اس کو conduct کریں۔ یہ سراسر پارلیمانی اصولوں کے بھی خلاف ہے اور ہمیں آئندہ اس طرح کے precedents نہیں قائم کرنے چاہئیں کہ پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود ہے، ٹھیک ہے، منسٹر صاحب کی genuine reason ہے کہ وہ یہاں موجود نہیں ہے مگر آئندہ کے لئے اس precedent کو repeat نہ کیا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: I have registered your point.

اور آئندہ میں گورنمنٹ بنچوں سے کہوں گا کہ اس کا خیال رکھیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: She is satisfied. Then what is the reason for supplementary question?

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال تو کیا جا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اب میں آگے چل رہا ہوں اس میں اگلا سوال محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ رفعت صاحبہ! سوال نمبر پڑھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سوال نمبر 605 ہے، میرے سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ پارلیمانی سیکرٹری میرے سوالوں کے جوابات دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

فیصل آباد-ایف ڈی اے سٹی سکیم کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*605: محترمہ رفعت سلطانہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں ایف ڈی اے سٹی سکیم کہاں اور کتنے رقبہ پر تعمیر کی جا رہی ہے، پلاٹوں کی تعداد اور ان کی قیمت / ڈویلپمنٹ چارجز کی مکمل تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) اس سکیم کے تحت پلاٹ حاصل کرنے والے کس اکاؤنٹ اور بنک میں پلاٹوں کی قیمت / ڈویلپمنٹ چارجز جمع کرواتے ہیں؟

(ج) اب تک اس سکیم کی مد میں کتنی رقم کون سے بنک میں جمع ہو چکی ہے فروخت اور باقی رہ جانے والے پلاٹوں کی تعداد رقبہ کی مکمل تفصیل بیان کی جائے؟

(د) اس سکیم کا اب کیا سٹیٹس ہے کب تک اس کی تعمیر مکمل کرنے کا پروگرام ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ایف ڈی اے سٹی ہاؤسنگ سکیم چک نمبر 5 ج ب (تحصیل صدر)، چک نمبر 118 ج ب (تحصیل صدر) چک نمبر 119 ج ب تحصیل سٹی ضلع فیصل آباد موٹر وے ایم-3 کے ساتھ ساتھ 1245 ایکڑ رقبہ پر پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے تحت بنائی جا رہی ہے۔ جس میں مالکان اراضی کو زمین کے عوض 30 فیصد ترقیاتی سہولتوں سے مزین پلاٹ دیئے جا رہے ہیں اس میں پلاٹوں کی تعداد 10057 ہے۔ اس کی قیمت فروخت -/64000 روپے فی مرلہ ہے جس میں -/15000 روپے فی مرلہ ترقیاتی اخراجات شامل ہیں۔

(ب) اس سکیم کے تحت پلاٹ حاصل کرنے والوں نے اکاؤنٹ نمبر 2911864-10032216-01031950-01031750-01031600 بنک الفلاح لیاقت روڈ فیصل آباد میں بالترتیب ایک چوتھائی، چھ اقساط اور ترقیاتی مصارف جمع کروائے جبکہ بیرون فیصل آباد جمع ہونے والی رقم بھی مندرجہ بالا اکاؤنٹس میں ہی بھجوائی گئی۔

(ج) اب تک اس مد میں کل 3461 ملین روپے جمع ہوئے جبکہ 345 ملین ابھی تک الاٹیوں کی طرف بقایا ہیں 5257 قرعہ اندازی کے پلاٹوں میں 5013 پلاٹ بک چکے ہیں اور 244 بقایا ہیں جو کہ ضرورت مند الاٹیوں نے الاٹمنٹ کے بعد اپنی جمع شدہ رقم لے کر واپس کر دیئے جواب قواعد کے مطابق نیلام عام میں فروخت کئے جائیں گے۔

(د) اس سکیم میں اب تک 50 فیصد ترقیاتی کام مکمل ہو چکے ہیں اور بقایا جون 2009 تک مکمل کرنے کا پروگرام ہے اس دوران مکمل ہونے والے بلاکوں میں الاٹیوں کو قبضہ دینا شروع کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں rules بہت clear ہیں کہ چیف منسٹر صاحب نے authorize کیا ہے لاء منسٹر صاحب کو اور انہوں نے محکمے سے ساری briefing لی ہے تو جواب بھی وہی دیں گے۔ اگر آپ ان سے جواب نہیں لینا چاہتیں تو اس کو pending کر دیا جاتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! نہیں، نہیں، پورا سال ہو گیا ہے، دیکھیں! کتنا عرصہ ہو گیا ہے، یہ سوال 2008 سے چل رہا ہے اور 2009 میں، میں اس کا جواب سُن رہی ہوں۔ میں پھر بھی اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ سوال اس لئے کئے جاتے ہیں کہ اس میں بدعنوانیاں پکڑی جائیں، گھپلے پکڑے جائیں۔ جب سوالات کا tenure شروع ہوتا ہے تو ٹیم کی ٹیم ادھر سے اٹھ کھڑی ہوتی ہے time pass ہو جاتا ہے تو اس سے ہمارا بہت وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ ہمارے سوالات کو pending کیا جائے یا پھر ان کو روک دیا جائے۔ جب وقفہ سوالات ہو تو پوائنٹ آف آرڈر کم لئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب لاء منسٹر صاحب آپ کی بات کا جواب دیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: چلیں جی، دے دیں۔ (قہقہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنی بہن محترمہ رفعت سلطانہ صاحبہ کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے جواب دینے کی اجازت دی ہے۔ انہوں نے جو جو

information مانگی ہے وہ جواب میں درج ہے اگر اس information سے وہ کچھ analyse کر رہی ہیں یا assess کر رہی ہیں کہ یہاں پر کرپشن ہے تو وہ ابھی نشاندہی کر دیں یا بعد میں بھی اگر وہ مناسب سمجھیں تو اس کی نشاندہی کریں گورنمنٹ اس کے اوپر ایکشن لے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں غلط بات کیا ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں بتاتی ہوں، اس میں یہ ہے کہ بنک الفلاح کو اس کا اکاؤنٹ دیا گیا ہے جبکہ F.D.A جو ہے وہ سرکاری محکمہ ہے اس نے کس اختیار سے بنک الفلاح کو اکاؤنٹ دیا ہے؟ اس دور میں پہلے تو یہ دیکھیں کہ F.D.A والوں نے forms خود چھپوائے اور سارے کے سارے پیسے الفلاح بنک کے اکاؤنٹ میں چلے گئے۔ وہاں پر millions amount credit ہوئی تو اب اس کے اوپر جو profit مانگا جاتا ہے وہ special مانگا جاتا ہے۔ مجھے میرے وزیر موصوف صاحب یہ بتائیں کہ profit اس amount میں شامل ہے یا نہیں، اگر نہیں ہے تو اس میں کیوں نہیں شامل کیا گیا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو محترمہ نے فرمایا ہے کہ الفلاح بنک کو یہ اکاؤنٹس کیوں offer کئے گئے تو اس سلسلے میں تمام بنکوں سے offers لی گئی تھیں آٹھ بنکوں نے اپنی offers دیں، بنک الفلاح کا profit margin دوسرے بنکوں سے بہتر تھا تو اس لئے بنک الفلاح میں اکاؤنٹس رکھے گئے ہیں اور اس رقم میں جس کا وہ ذکر فرما رہی ہیں اس میں profit کی رقم شامل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو بنک زیادہ profit دے گا محکمہ اسی میں رکھوائے گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! کیا ہمارے پاس اور بنک نہیں ہیں؟ نیشنل بنک سرکاری بنک ہے، ویمن بنک ہے، ہمارے پاس سٹیٹ بنک ہے۔ بنک میں جو amount credit ہوتی ہے وہ رقم بنک میں پڑی نہیں رہتی بلکہ بنک اس رقم سے بزنس کرتا ہے تو یہ بتایا جائے کہ اس رقم سے بنک نے کتنا کمایا؟ 2005 میں یہ سکیم شروع ہوئی اب تک دیکھیں کہ کب سے وہ پیسے کھا رہے ہیں، اسی وجہ سے تو یہ سوال میں بار بار لا رہی تھی کہ مجھے اس کا proper جواب ملنا چاہئے کیونکہ اس میں انہوں نے اتنے گھپلے کئے ہوئے ہیں، انہوں نے 25 فیصد پلاٹ تقسیم کئے اور 75 فیصد ابھی تک باقی ہیں اور جواب میں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ 30 فیصد باقی ہیں۔ یہ سراسر غلط ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں

نے اس میں ایسے کیا کہ ابھی تک وہاں پر ایک گیٹ کھڑا کیا ہوا ہے اور کوئی development نہیں ہوئی۔ یہ سکیم 2005 سے چل رہی ہے لیکن بنجر زمین پڑی ہوئی ہے۔ ایک گیٹ کھڑا کیا ہے تو کہتے ہیں کہ اس پر ایک کروڑ خرچ آیا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ گیٹ پر ایک کروڑ خرچ آتا ہے کیا ایک کروڑ تھوڑا ہوتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ایک بات سنیں کہ یہ جو سوالات ہوتے ہیں آپ اس کے اوپر ضمنی سوال پوچھ سکتی ہیں۔ آپ نے جو سوال پوچھے ہیں ان کا جواب آیا ہوا ہے۔ اگر آپ سمجھتی ہیں کہ اس کا جواب غلط بتایا گیا ہے تو اس کی نشاندہی کریں۔ آپ نے account کا کہا منسٹر صاحب نے بتا دیا کہ چونکہ وہاں پر ratio of profit زیادہ تھی اس لئے وہاں پر کھلوا دیا گیا۔ اب اگلے جواب کے اندر اگر آپ کو کہیں پر problem ہے تو اس کی نشاندہی کریں لیکن اس طرح نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محترمہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ 75 فیصد پلاٹس ابھی تک نہیں دیئے گئے اور صرف 25 فیصد دیئے گئے ہیں تو اس میں exact figures یہ ہیں کہ اس کے ٹوٹل پلاٹ 5297 تھے اور قرعہ اندازی کے ذریعے 5013 پلاٹ دیئے جا چکے ہیں اور صرف 244 کے قریب پلاٹ ابھی بقایا ہیں۔ اس کے علاوہ اس کا ترقیاتی کام 50 فیصد مکمل ہو چکا ہے اور اس کو جون 2009 تک مکمل کر کے قبضہ ان کے الاٹیوں کو دے دیا جائے گا۔ اب اس پورے سوال میں انہوں نے گیٹ سے متعلقہ کوئی بات نہیں کی، اگر یہ گیٹ سے متعلقہ بات کرتیں تو آج میں یہاں پر گیٹ بھی حاضر کر دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس کے اندر مزید بات ہے تو آپ کر لیں کیونکہ otherwise جو سوالات ہیں اگر ان کے جوابات پر کوئی مسئلہ ہے تو بتا دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرے وزیر صاحب نے یہ بات فرمائی کہ انہوں نے ایک انکوائری بٹھائی اور ابھی تک یہ انکوائری نامکمل ہے۔ یہ F.D.A والوں کے ساتھ نرمی فرما جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سختی کر دیا کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ہاں جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری بہن سے گزارش ہے کہ اس سے متعلقہ اگر کوئی ان سے information lack کرتی ہے تو یہ حکم کریں ہر چیز ان کی خدمت میں حاضر کر دی جائے گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! دیکھیں کہ ابھی تک وہ سکیم مکمل کیوں نہیں ہوئی جبکہ اتنے ملین بنک میں پیسا پڑا ہوا ہے تو یہ بتایا جائے کہ وہ سکیم مکمل کیوں نہیں ہوئی آپ جو بتا رہے ہیں یہ سکیم 2005 سے چل رہی ہے۔ میں اسی وجہ سے سوال کر رہی ہوں کہ ان کا پتا چلے کہ پچھلی حکومت سے انہوں نے ساز باز کر کے یہ F.D.A سکیم چلائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ آخری جواب پڑھ لیں تو اس میں درج ہے کہ اس سکیم میں اب تک 50 فیصد ترقیاتی کام مکمل ہو چکے ہیں اور بقایا جون 2009 تک مکمل کرنے کا پروگرام ہے۔ اگر یہ نہیں ہوتا تو اس کے بعد آپ ان سے کہیں کہ یہ انہوں نے جواب غلط دیا تھا۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہیں کہ کوشش کر رہے ہیں اور کوشش ہو رہی ہے اور میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں اور میں تو پوچھ رہی ہوں کہ یہ سکیم 2005 سے شروع ہے تو یہ 2005 سے لے کر اب تک مکمل کیوں نہیں ہوئی اور انہوں نے گاؤں کے گاؤں وہاں پر خریدے ہیں اور ان لوگوں سے سستی زمین خرید لی ہے اور اب ان لوگوں نے رشتہ داروں میں بانٹے ہیں اور انہوں نے حکومت کو مہنگے داموں فروخت کی ہے۔

چودھری رضا نصر اللہ گھمن: جناب سپیکر!۔۔۔

جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے چودھری رضا نصر اللہ صاحب کو floor دیا ہے۔ ان کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ اکٹھا جواب آئے گا، آپ ذرا تشریف رکھیں۔

چودھری رضا نصر اللہ گھمن: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو ہماری بہن نے سوال put کیا ہے اور اس کا سرمایہ بنک الفلاح میں رکھا اور اس پر جو مارک اپ ملا وہ کہتی ہیں کہ انہوں نے اس کا competition کیا اور سارے بنکوں کو انہوں نے invite کیا کہ جو ہمیں اس کا maximum interest rate دے گا ہم اس کو

entertain کریں گے ۔کیا اس چیز کا پتا چل سکتا ہے کہ بنک الفلاح نے کیا interest rate دیا اور دوسرے بنکوں نے کیا offer کی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ new question ہے اور اس کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

چودھری رضا نصر اللہ گھمن: جناب سپیکر! یہ اس کے ساتھ related question ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نیا سوال put کر دیں اور وہ بالکل اس کا جواب دے دیں گے لیکن ایک دم میرے خیال میں It will be difficult for him کہ یہاں پر وہ بتا سکیں کہ اس کا کیا rate تھا یا کیا ratio تھا تو آپ سوال put کر دیں اور وہ جواب دے دیں گے۔

چودھری رضا نصر اللہ گھمن: جناب سپیکر! اس میں، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ہمارے district کا issue ہے اور یہ ایک بڑا نازک issue ہے اس کو جان بوجھ کر deliberately pending کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم ممبر نے جو کہا ہے کہ اس میں rate of interest کی اس وقت کیا offer ہوئی تھی تو یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ یہ detail وہاں F.D.A میں موجود نہ ہوں گی بلکہ اگر یہ چاہیں تو یہ پوری تفصیل میں ان کو لے کر دوں گا اور یہ counter check بھی کر لیں۔ اگر انہوں نے کہا ہے کہ نیشنل بنک نے ہمیں گیارہ فیصد کہا اور حبیب بنک نے ہمیں بارہ فیصد کہا اور الفلاح بنک نے ہمیں تیرہ فیصد کہا تو یہ ان بنکوں سے counter check کر سکتے ہیں کہ بھائی آپ کی offers تھیں اور اگر اس میں کوئی کسی قسم کی mala fide پائی جائے تو یہ حکم کریں اور گورنمنٹ اس سلسلے میں انکوائری کرے گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! اگر انہیں profit ملا ہے تو اس کو amount میں شامل کیوں نہیں کیا گیا۔ اس amount پر profit ملین میں ملتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس میں آپ نے جو کچھ پوچھا ہے وہ سب کچھ آ جائے گا اور اگر آپ چاہتی ہیں تو اس پر نیا سوال put کر دیں یا اگر question put نہیں کرنا تو واقعی یہ اہم بات ہے۔ لاء منسٹر صاحب کو آپ مل لیں۔ وہ ریکارڈ منگوا کر آپ کو دکھا دیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میں یہ ہاؤس میں کہہ رہی ہوں کہ انکوائری کمیشن بٹھایا جائے اور باقاعدگی سے اس کی انکوائری کی جائے۔اس میں اربوں اور کھربوں روپے کے گھپلے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہو گیا۔جی، جوئیل عامر سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(الف) میں محکمہ کی طرف سے جو پلاٹوں کی تعداد بیان کی گئی ہے وہ ایک 1097 ہے۔F.D.A ہاؤسنگ سوسائٹی فیصل آباد میں جو پراجیکٹ ہے اس کے خلاف انٹی کرپشن فیصل آباد میں بھی انکوائری شروع کی گئی ہے اور نامعلوم وجوہات کی بنا پر اس انکوائری کو dealing tacts میں بدل کر مکمل نہیں کرنے دیا جارہا۔ ہماری اطلاع کے مطابق F.D.A سٹی کا جو اصل نقشہ تھا اس میں پلاٹوں کی تعداد، جو رہائشی پلاٹوں کو بیچنے کے لئے دینے تھے وہ اور تھی لیکن جب محکمہ نے اس سکیم میں کرپشن کا آغاز کیا تو انہوں نے اس کے اصل نقشہ میں تبدیلی کرتے ہوئے اس سکیم میں جتنے پارک تھے اور سٹیڈیم تھے یا جتنے قبرستانوں کے لئے جگہ رکھی گئی تھی ان تمام جگہوں کو ختم کر کے نقشہ کو انہوں نے رہائشی پلاٹوں میں بدل دیا ہے۔ میرا honourable Minister سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا جو پلاٹوں کی تعداد یہاں بیان کی گئی ہے، جو F.D.A کا پہلا نقشہ تھا یہ تعداد اس کے مطابق ہے یا جو دوسرا نقشہ ہے جس کی انکوائری انٹی کرپشن فیصل آباد میں اس وقت چل رہی ہے یہ اس کی انکوائری میں جو درج ہے pledge اس کے مطابق ہے اور میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ جز(ب)،(ج)اور(د) میں جتنے بھی انہوں نے fact & figures دیئے ہیں وہ سارے 9۔اگست 2008 کے ہیں ۔ میری گزارش honourable Minister صاحب سے یہ ہے کہ آج جبکہ چھ ماہ اس معاملہ کو گزر گئے ہیں یعنی جواب کو چھ ماہ ہو چکے ہیں میں آپ کی وساطت سے چاہوں گا کہ honourable Minister آج کے دن کا جو fresh statute ہے اس کے بارے میں یہاں بیان فرمائیں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس بارے میں جو statute ہے وہ 9۔اگست 2008 کو جب یہ جواب دیئے گئے۔اس وقت کا ہے باقی تو تقریباً وہی ہے اور اس میں صرف ترقیاتی کام ہے جو اس وقت 50 فیصد تھا اس کے متعلق اطلاع یہ ہے کہ اب وہ more than 60 فیصد کے قریب مکمل ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کے سوال کے اندر پہلی تو بات میں یہ بتادوں کہ میں خود یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے محکمے ہیں ان میں کرپشن ہوتی ہے اور ہم سب دیکھتے رہتے ہیں۔ اس کے اندر جو بہتر بات ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ آپ ان سے مل لیں اور اس کے بعد اگر آپ اس بات سے مطمئن نہیں ہیں تو آپ کا پورا حق ہے کہ اس پر آپ سوال بھی لائیں اور تحریک التوائے کار بھی لائیں اور ہم بالکل اس کی root cause تک بھی پہنچیں گے اور اس کے متعلق کارروائی بھی کریں گے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میری گزارش بھی یہ ہے کہ اس مسئلہ پر تحریک التوائے کار بھی لائی گئی تھی اور اس پر سوال بھی آئے ہیں اور میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ اس سلسلے میں کوئی خصوصی حکم جاری کیا جائے تاکہ جو عوام کا اربوں روپے وہاں پر F.D.A سٹی کے اس سکینڈل میں لوٹا گیا اس تمام سکینڈلز کو بے نقاب کر کے عوام کو ان کی رقوم مہربانی کر کے واپس دلائی جائیں اور وہ سارے ملزمان اور سارے کردار جنہوں نے یہ ساری کرپشن کی ہے ان کو کم از کم قانون کی عدالت میں کھڑا کیا جائے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس سلسلے میں وزیر صاحب کوئی حکم جاری فرمائیں تاکہ جو انکوائری محکمہ کے متعلق ہو رہی ہے اس کو کسی specific time میں مکمل کر کے اسمبلی کے floor پر پیش کیا جاسکے۔

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! ذرا ایک منٹ۔ محترمہ کافی دیر سے بات کرنا چاہ رہی ہیں۔ وہ بات کر لیں پھر آپ اکٹھا ہی جواب دے دینا۔

MS SAFINA SAIMA KHAR: MR. Speaker! I would like to request you that you should pass order.

کہ پنجاب کا پیسا foreign banks میں کیوں رکھتے ہیں؟ ہمیں ایسی پالیسی بنانی چاہئے کہ پنجاب کا پیسا پنجاب کے بنکوں میں رکھنا چاہئے -باقی اگر ہم اتنا پیسا کسی بھی بنک میں رکھیں گے تو ہمیں وہی interest ملے گا لہذا میری استدعا ہے کہ ہمارے تمام محکموں کا پیسا بنک آف دی پنجاب میں جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ منسٹر صاحب! میں ایک منٹ میں آپ کو اکٹھا ٹائم دیتا ہوں۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری بہن چونکہ banker ہیں اس لئے وہ یہ معاملات سمجھتی ہیں۔ انھوں نے ایک بہت ہی اچھا سوال کیا تھا۔ میں اسی حوالے سے وزیر قانون سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ محترمہ نے بنک الفلاح کے حوالے سے نشاندہی کی ہے۔ سب کو پتا ہے کہ اس وقت حکومتی پالیسیوں کی وجہ سے بنک الفلاح سے ملازمین بھی فارغ کئے گئے ہیں۔ اگر ان حالات میں کوئی بنک بچتا ہوا نظر آتا ہے تو وہ صرف نیشنل بنک ہے اس لئے ان کا point بڑا valid ہے کہ سارے اکاؤنٹس بنک الفلاح میں ہیں لیکن اگر ان حالات میں وہ bankrupt ہو جاتا ہے تو پھر کیا ہوگا؟ محترمہ کے اندر یہ خدشہ چھپا ہوا ہے جسے وہ point out نہیں کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک موجودہ حکومت کا تعلق ہے ہم نے تو خصوصی طور پر یہ بات کہی ہوئی ہے کہ government money یا اس قسم کی جو سکیمیں بنتی ہیں اس کا پیسا سرکاری بنکوں میں رکھیں بلکہ preferable پنجاب بنک کا کہا گیا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس وقت الفلاح بنک میں کیوں رکھا گیا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کی حکومت کو یہ دیکھنا چاہئے اور یہ ان کی ذمہ داری تھی لیکن اگر انھوں نے نہیں دیکھا تو ان کے سارے کئے دھرے کی جوابدہی ہمارے اوپر تو وارد نہیں ہوتی۔ سہوترا صاحب نے جو بات کی ہے پہلے بھی اس معاملے سے متعلق allegations آئے اور یہ معاملہ باقاعدہ انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کے حوالے کیا گیا۔ اس معاملے سے متعلق فیصل آباد میں پوری انکوائری ہوئی، پھر رپورٹ مرتب ہوئی۔ اب وہ رپورٹ further verification کے لئے ڈی جی انٹی کرپشن کے پاس موجود ہے۔ اگر اس بارے میں کسی معزز ممبر کے پاس کوئی information ہے تو وہ انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ سے رابطہ کر کے contribute کر سکتے ہیں اور اگر کوئی چیز سامنے آئی تو پھر اس پر قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور پی پی۔144 شالامار ٹاؤن، واہگہ ٹاؤن میں صفائی کے لئے گاڑیوں اور ملازمین کی تعداد

*741: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔144 شالامار ٹاؤن اور واہگہ ٹاؤن میں سیوریج کی صفائی کے لئے کتنی گاڑیاں ہیں؟

(ب) پی پی۔144 شالامار ٹاؤن اور واہگہ ٹاؤن میں سیوریج کھولنے کے لئے کتنے ملازمین تعینات ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پی پی۔144 اور پی پی۔145 شالامار ٹاؤن اور واہگہ ٹاؤن میں واقع 18 یونین کونسلوں کے لئے مغل پورہ سب ڈویژن اور باغبانپورہ سب ڈویژن میں سیور کی صفائی کے لئے مشترکہ طور پر ایک عدد مکسر اور ایک عدد جیٹنگ مشین موجود ہے۔

(ب) پی پی۔144 شالامار ٹاؤن میں بند سیور کھولنے کے لئے مندرجہ ذیل عملہ تعینات ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	نمبر شمار	نام	عہدہ
1-	رانا رفاقت	سب انجینئر	2	رزاق	نائب داروغہ
3	اچھا مسیح	سیور ورکر	4	کالا مسیح	سیور ورکر
5	لبھا مسیح	سیور ورکر	6	ذوالفقار مسیح	سیور ورکر
7	یونس مسیح	سیور ورکر	8	نتھو مسیح	سیور ورکر
9	کالو مسیح	سیور ورکر	10	جمال مسیح	سیور ورکر
11	کمال مسیح	سیور ورکر	12	نواز مسیح	سیور ورکر
13	افتخار مسیح	سیور ورکر	14	لیاقت مسیح	سیور ورکر
15	رفاقت مسیح	سیور ورکر	16	ریاض مسیح	سیور ورکر
17	عمانوائیل مسیح	سیور ورکر	18	گلزار مسیح	سیور ورکر

جبکہ پی پی-144 واہگہ ٹاؤن میں مندرجہ ذیل عملہ تعینات ہے:-

1	افضل عمر	سب انجینئر	2	شوکت	سیوورکر
3	شوکت	سیوورکر	4	ہیرا	سیوورکر
5	پرویز	سیوورکر	6	مشتاق	سیوورکر
7	چمن	سیوورکر	8	شہزادہ	سیوورکر
9	رانجھا	سیوورکر			

آخری منٹ لاہور میں واسا کے دفتر سے سیوریج
کی صفائی والے ملازمین کا غائب رہنا

*743: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آخری منٹ جی ٹی روڈ پر جو واسا کا دفتر ہے وہاں کے سیوریج کھولنے والے ملازمین حاضری لگا کر ڈیوٹی سے غائب ہو جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یو سی 37 اور یو سی 38 کے عوام سیوریج بند ہونے پر دفتر شکایت کرتے ہیں لیکن اہلکاران سیوریج کھولنے نہیں آتے، عوام پرائیویٹ مزدوروں سے سیوریج صاف کرواتے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ ملازمین کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ بات درست نہ ہے کہ آخری منٹ جی ٹی روڈ پر واسا کا عملہ حاضری لگا کر غائب ہو جاتا ہے درحقیقت عملہ شکایات لے کر علاقہ میں بند سیور کھولنے کے لئے چلا جاتا ہے۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے کہ یو سی 37، 38 میں واسا کا عملہ، اہلکار عوام کی شکایت پر سیوریج صاف نہیں کرتے جونہی شکایت ملتی ہے اس کو رفع کر دیا جاتا ہے۔ ماہ جولائی 2008 میں جتنی بھی شکایات وصول ہوئیں تمام شکایات رفع کی گئیں۔ یہ بات درست نہ ہے کہ پرائیویٹ مزدور واسا کی سیور لائن پر کام کرتے ہیں۔

(ج) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے اس لئے حکومت کو مذکورہ ملازمین کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

لاہور میں واٹر سپلائی کے گھریلو و کمرشل ریٹ کی تفصیلات

*748: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں واٹر سپلائی کے لئے نئے کمرشل اور گھریلو کنکشن کس ریٹ کے مطابق لگائے جاتے ہیں؟

(ب) کیا واٹر سپلائی کے کمرشل اور گھریلو کنکشن بغیر میٹر کے بھی لگائے جا رہے ہیں، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) واٹر سپلائی کے نئے کمرشل اور گھریلو کنکشن رقبے کے مطابق کس شرح سے لگائے جاتے ہیں اور کس شرح سے بل وصول کئے جاتے ہیں، رقبہ کے مطابق تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) لاہور میں واسا، ایل ڈی اے کے زیر انتظام علاقہ میں مورخہ 97-07-01 سے تمام کمرشل اور گھریلو کنکشن بطور میٹرڈ پاس کئے جاتے ہیں اور میٹر لگائے جاتے ہیں۔(نقل نوٹیفکیشن (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

میٹرڈ کنکشن:-

ماہانہ:	گھریلو فی ہزار گیلن ماہانہ		کمرشل فی ہزار گیلن ماہانہ	
	پانی	سیور	پانی	سیور
برائے پہلے 5000 گیلن تک:	12.88	9.02	27.34	19.14
5001تا20000 گیلن تک	20.86	14.60	48.85	34.19
20001 اور سے زیادہ	27.30	19.11	70.67	49.48

بغیر میٹرڈ پرانے گھریلو کنکشن

سالانہ کرایہ کی شرح (ARV Slabus)	پانی کے نرخ (Water Rate) روپے ماہانہ	سیور کے نرخ (Sewer Rate) روپے ماہانہ
Up to Rs. 400	58.10	40.67
401 to 500	89.60	62.72
501 to 720	152.60	106.62

186.20	266.00	721 to 1000
262.64	375.20	1001 to 1500
276.36	394.80	1501 to 2388
294.00	420.00	2389 to 4370
307.72	439.60	4371 to 4499
70% of Water	84% of ARV	4500 and above

نوٹ: (سینی ٹیشن فیس کی وصولی محکمہ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کی طرف سے ہوتی ہے)

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ تمام نئے کنکشن مورخہ 97-07-01 سے بطور میٹرڈ پاس ہوتے ہیں اس لئے کوئی کنکشن مورخہ 97-07-01 سے بغیر میٹر پاس ہوا ہے اور نہ ہی کیا جا سکتا ہے البتہ میٹر دستیاب نہ ہونے کی صورت میں میٹر نہیں لگایا جاتا اور بل محکمہ کی پالیسی کے تحت اوسط استعمال تخمینہ / پلاٹ سائز کے مطابق جاری کیا جاتا ہے۔

(ج) کوئی کنکشن مورخہ 97-07-01 سے بغیر میٹر کے منظور نہیں کیا جا سکتا ہے۔البتہ عدم دستیابی کی صورت میں واسا کی مرتب کردہ پالیسی کے مطابق کمرشل کنکشن کا بل کاروبار کی نوعیت کے مطابق اوسط استعمال تخمینہ کے تحت جاری کیا جاتا ہے جبکہ گھریلو تعمیراتی خیراتی اور religious کنکشنوں کے بل محکمہ کی مرتب کردہ پالیسی کے تحت رقبہ کے حساب سے اوسط استعمال کے مطابق جاری کئے جاتے ہیں۔پالیسی حسب ذیل ہے:-

1-گھریلو کنکشن:

رقبہ (Marla)	اوسط استعمال
0.1 تا 5.0	10,000 GPM
5.1 تا 10.0	15,000 GPM
10.1 تا 20.0	20,000 GPM
20.1 تا 40.0	25,000 GPM
40.1 یا اس سے زیادہ	30,000 GPM

2-کمرشل کنکشن:

	نوعیت کاروبار:	اوسط استعمال
i)	جنرل سٹور، کلاتھ شاپ، درزی، سبزی اور گوشت کا کاروبار، پٹرول پمپ بغیر سروس سٹیشن، چھوٹے پرائیویٹ سکول، دفتر وغیرہ	10,000 GPM
ii)	ڈاکٹر کلینک ڈسپنسری اور لیبارٹری کے ساتھ، پرنٹنگ پریس، کپڑا رنگائی شاپ، سویٹ شاپ، بڑے سکول ایک سو طالب علم سے زیادہ، چرغہ ہاؤس وغیرہ	15,000 GPM

iii)	ریسٹورنٹ، پلاسٹک انڈسٹری، شوز انڈسٹری، صابن کی انڈسٹری وغیرہ	20,000 GPM
iv)	ہوٹل بی کلاس، آئس کریم فیکٹری، شاپنگ پلازہ، سٹیل مل، کیمیکل اینڈ ربر فیکٹری سینما، سوڈا فیکٹری وغیرہ	25,000 GPM
v)	سیمنٹ پائپ فیکٹری، گھی ملز، ڈیری وغیر	30,000 GPM
vi)	کارپٹ واشنگ اڈا، ڈائینگ فیکٹری، پٹرول پمپ سروس سٹیشن کے ساتھ اے کلاس ہوٹل، آئس اور بوتل انڈسٹری	50,000 GPM
3۔	تعمیراتی: اوسط استعمال	30,000 GPM
4۔	خیراتی: گھریلو کا نصف	

لاہور میں سڑکوں کے کناروں کی جگہ لیز پر دینے کا مسئلہ

*784: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبائی دارالحکومت لاہور میں سڑکوں کے کنارے مختلف کاموں کی غرض سے لوگوں کو لیز پر جگہ فراہم کرتی ہے، اگر ہاں تو کس قانون اور ضابطے کے تحت جگہ فراہم کی جاتی ہے؟

(ب) اب تک سڑکوں کے کنارے کتنے پوائنٹس پر کن لوگوں کو جگہ لیز پر دی گئی ہے؟

(ج) سڑکوں کے کنارے کن کن کاموں کی غرض سے جگہ لیز پر دی جاسکتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جہاں تک صوبائی دارالحکومت کے محکمہ ایل ڈی اے کا تعلق ہے ایل ڈی اے سڑکوں کے کنارے مختلف کاموں کی غرض سے لوگوں کو لیز پر جگہ فراہم نہ کرتا ہے۔ درحقیقت صرف ایل ڈی اے "ریگولر" پلاٹ ہی "ڈسپوزل آف لینڈ بائی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ایکٹ 1998" کے تحت بذریعہ نیلام عام لیز پر دیئے جاتے ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں وضاحت کی گئی ہے کہ "ڈسپوزل آف لینڈ بائی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ایکٹ 1998" کے تحت صرف ریگولر پلاٹ نیلام کئے جاتے ہیں۔ سڑکوں کے کنارے کوئی بھی جگہ لیز پر نہ دی گئی ہے۔

(ج) سڑکوں کے کنارے کسی بھی کام کی غرض سے جگہ لیز پر دینے کے لئے مختص نہیں کی جاتی۔

فورٹ منرو واٹر سپلائی سکیم کی بندش

*803:جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فورٹ منرو کی واٹر سپلائی سکیم ٹرائبل ایریا تحصیل کے پاس وسائل کی کمی کی وجہ سے اکثر بند رہتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مفاد عامہ کے پیش نظر کیا محکمہ پبلک ہیلتھ مذکورہ سکیم کو ٹیک اوور کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن ٹرائبل ایریا کے پاس وسائل کی کمی کی وجہ سے صرف گرمیوں کے موسم میں یہ سکیم چلائی جاتی ہے چونکہ لوگ سردیوں کی وجہ سے میدانی علاقوں میں چلے جاتے ہیں تو فورٹ منرو میں آبادی بالکل نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔اس وجہ سے سکیم بند رہتی ہے علاوہ ازیں بجلی کے بھاری اخراجات جو کہ ماہوار 12 لاکھ سے زائد بنتے ہیں، ٹی ایم اے کے وسائل نہ ہونے کی وجہ سے اور maintenance گرانٹ نہ ملنے کی وجہ سے موسم سرما میں سکیم بند رہتی ہے۔اس وقت 15.97 ملین روپے اگست 2008 تک بجلی بل واجب الادا ہیں ٹرائبل ایریا میں ذرائع آمدن کم ہونے کی وجہ سے واٹر ٹیکس دینے کے لئے کوئی آمادہ نہ ہے کیونکہ ان کا معیار زندگی خط غربت کی لکیر سے بھی نیچے ہے۔

(ب) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن ٹرائبل ایریا ڈیرہ غازی خان پہلے ہی مذکورہ سکیم کو قبضہ میں لے چکی ہے لیکن فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے بند ہے۔جونہی مطلوبہ فنڈز میسر ہوئے سکیم چالو کر دی جائے گی۔

شاہدرہ لاہور میں ہاؤسنگ سکیم کا قیام

*1051: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہدرہ ضلع لاہور میں کوئی ایل ڈی اے کی ہاؤسنگ سکیم نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دنیا میں دریاؤں پر اچھی ہاؤسنگ سکیمیں بنی ہوئی ہیں لیکن شاہدرہ لاہور جو کہ دریا پر واقع ہے وہاں پر کوئی اچھی ہاؤسنگ سکیم نہیں ہے؟

(ج) کیا حکومت شاہدرہ میں ایل ڈی اے کی ہاؤسنگ سکیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) شاہدرہ کا علاقہ (یو سی۔7) جو 1104 ایکڑ پر مشتمل ہے لاہور میں شامل ہے تاہم یہ علاقہ ایل ڈی اے کے کنٹرولڈ ایریا میں شامل نہ ہے اور اس کی آبادی تقریباً ایک لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ یہ علاقہ دریائے راوی کے سیلاب کی زد میں ہے۔ پنجاب پرائیویٹ سکیم ریگولیشن رولز 2005 کے مطابق کوئی ہاؤسنگ سکیم / رہائشی کالونی سیلاب زدہ علاقہ میں نہیں بنائی جا سکتی۔

(ب) جی ہاں۔ یہ بات شہری آبادکاری کے لحاظ سے درست ہے کہ دنیا میں بیشتر شہر دریاؤں کے کنارے آباد ہیں کیونکہ پانی انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ بقیہ حصہ کا جواب جز (الف) پر درج کیا جا چکا ہے۔

(ج) تفصیلاً جواب جز (الف) میں دیا جا چکا ہے۔

راولپنڈی میں ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی تعداد

*1335: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 2003 سے 2007 تک راولپنڈی میں کتنی ہاؤسنگ سوسائٹیاں بنائی گئیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی وجہ سے زرعی زمین اور قابل کاشت رقبہ بھی متاثر ہوا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) سال 2003 سے 2007 تک راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی حدود کے اندر کل 17 ہاؤسنگ سکیموں کی ٹاؤن پلاننگ کی منظوری گورنمنٹ کی طرف سے مقرر کردہ قواعد و ضوابط کے مطابق دی گئی ان میں سے 8 سکیموں نے گورنمنٹ کے قواعد و ضوابط کے مطابق مقررہ زمین آر ڈی اے کے پاس رہن رکھوا دی ہے نیز 7 سکیموں کی طرف سے

انفراسٹرکچر ڈیزائن آر ڈی اے کے پاس جمع کروایا گیا ہے اور دو سکیموں کی طرف سے انشورنس گارنٹی دفتر ہذا میں داخل کروادی گئی ہے جو کہ دفتر ہذا میں زیر کارروائی ہے۔

(ب) گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے مقرر کردہ قواعد وضوابط کے مطابق ہی تمام پراسس مکمل کیا جاتا ہے۔آر ڈی اے کے سکیم منظوری کے منظور شدہ stepsاور گورنمنٹ کے قواعد وضوابط ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

سبزہ زار لاہور این بلاک میں سنگل روڈ کو دورویہ کرنے مطالبہ

*1423: محترمہ دیبا مرزا: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سبزہ زار سکیم لاہور این بلاک وکلا کالونی کے آخر میں گندے نالہ کے ساتھ سنگل روڈ ہے جو سبزہ زار سکیم، مرغزار سکیم، پیکو کالونی، ڈبن پورہ اور کھاڑک کی آبادیوں کے لئے واحد گزرگاہ ہے جہاں ٹریفک اکثر رُکی رہتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل ڈی اے نے اس سنگل روڈ کے ساتھ 100 فٹ جگہ گرین بیلٹ کے لئے رکھی تھی جس پر جگہ جگہ ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے اور جو جگہ بچی اس پر کارپوریشن کے ٹرک شہر بھر کا کوڑا کرکٹ لاکر پھینک جاتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوڑا کرکٹ اور خانہ بدوشوں کی جھگیوں سے تعفن پھیل رہا ہے اور علاقہ کے مکین بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں؟

(د) کیا ایل ڈی اے اس 100 فٹ جگہ میں سے 30 فٹ جگہ پر علاقہ کے مکینوں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور سنگل روڈ پر ٹریفک کا دباؤ کم کرنے کے لئے اس سنگل روڈ کو دورویہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ نے 100 فٹ جگہ گرین بیلٹ کے لئے چھوڑی ہے اس موقع پر کل جگہ 65 فٹ چوڑائی میں ہے جو سڑک کے لئے مخصوص کی گئی ہے۔اس وقت 30 فٹ چوڑی سڑک موقع پر موجود ہے جہاں تک ناجائز قابضین کا ذکر ہے یہ عارضی نوعیت

کی محدود انکروچمنٹ ہے جو وقتاً فوقتاً انٹی انکروچمنٹ آپریشن کرنے کے بعد جگہ صاف کر دی جاتی ہے۔

(ج) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے متعلقہ ہے۔

(د) سال 09-2008 کے بجٹ میں اس سکیم کے لئے فنڈز مختص نہ ہے تاہم ایل ڈی اے نے سنگل روڈ کو دورویہ کرنے کا تخمینہ تیار کر لیا ہے۔سکیم کی منظوری و فنڈز کی فراہمی کے بعد قانونی کارروائی کرتے ہوئے اس سکیم پر کام شروع کیا جائے گا۔

بند روڈ کی ملحقہ آبادیوں کو صاف پانی وسیوریج کی سہولت کی فراہمی

*1440: خواجہ عمران نذیر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے واسا لاہور کو حکم جاری کیا ہے کہ بند روڈ پار کی آبادیوں کا کنٹرول سنبھال کر اس میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی سہولیات فراہم کی جائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا لاہور نے ان آبادیوں کا چارج ابھی تک نہیں لیا؟

(ج) وزیر اعلیٰ کے احکامات کے باوجود ان آبادیوں کا چارج نہ لینے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا واسا ان آبادیوں کا چارج لیکر ان میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے واسا لاہور کو حکم جاری کیا ہے کہ بند روڈ پار کی آبادیوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی فراہمی کے لئے جامع منصوبہ بندی کی جائے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔واسا لاہور نے بند روڈ پار کی آبادیوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی فراہمی کی جامع منصوبہ بندی کے لئے پی سی ٹو تیار کیا جس کی منظوری حکومت پنجاب نے دے دی ہے جس کے تحت مشاورتی خدمات برائے جامع منصوبہ بندی کے لئے تخمینہ لاگت 7.234 ملین روپے ہے۔

(ج) وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے مطابق بند روڈ پار کی آبادیوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی فراہمی کے لئے جامع منصوبہ بندی کا کام کرنے کے لئے مشاورتی فرم کی خدمات حاصل کی جارہی ہیں۔

(د) -ایضاً۔

فاطمہ جناح ٹاؤن فیز I اور II ملتان کی تفصیلات

*1463: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فاطمہ جناح ٹاؤن فیز I فیز II ملتان میں شامل رقبہ بھاری رشوت کے عوض بہت سے لوگوں کا رقبہ سکیم سے نکال دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیز I میں ڈی جی، ایم ڈی اے نے ڈویلپمنٹ کے ٹھیکہ میں ٹھیکیدار سے کروڑ روپے کمیشن کی مد میں وصول کئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن لوگوں نے ڈی جی، ایم ڈی اے کی خواہش کے مطابق نذرانہ دیا ان کا رقبہ سکیم میں شامل کر دیا گیا، نذرانہ نہ دینے والے لوگوں کا رقبہ چھوڑ دیا گیا؟

(د) کیا حکومت مذکورہ مسئلے کی تحقیقات کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہ ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مورخہ 28-07-2004 کو زیر دفعہ 4 لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 کا جو نوٹس جاری کر دیا گیا تھا اس میں گنجان آبادیاں اور وہ رقبے جو پبلک انٹرسٹ میں نہ آتے تھے شامل کر لئے گئے تھے بعد ازاں متعلقہ مالکان اور متاثرین کی طرف سے اعتراضات اور جوابات موصول ہونے پر ایسی زمینوں کو سکیم سے خارج کر دیا گیا جو قواعد و ضوابط کے مطابق سکیم میں شامل نہیں کی جا سکتی تھیں اس معاملے میں کسی کوتاہی یا بددیانتی کا ارتکاب نہیں کیا گیا ہے۔صرف دو آبادیاں سکیم سے نکالی گئیں جو قواعد و ضوابط کے مطابق سکیم میں شامل نہیں کی جا سکتی تھیں اس ضمن میں وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ مورخہ 08-11-2007 کو لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 کے

سیکشن (6)&(4)17 کے تحت نوٹیفکیشن جاری ہونے کے بعد سکیم سے کوئی رقبہ نہیں نکالا گیا ہے۔

(ب) سابق ڈی جی، ایم ڈی اے کے خلاف عائد کردہ یہ الزام مفروضہ پر مبنی ہے۔اس سلسلے میں چیف منسٹر انسپکشن ٹیم پنجاب ایک انکوائری کر رہی ہے اس لئے اس پر کوئی کمنٹس نہیں دیئے جا سکتے۔

(ج) یہ درست نہ ہے جو رقبے پبلک انٹرسٹ کے لئے موزوں نہ تھے ان کو مجاز اتھارٹی نے سکیم ہذا سے نکال دیا۔مزید وضاحت شق الف میں پیش کر دی گئی ہے یہ الزام حقیقت پر مبنی نہیں ہے کہ نذرانہ نہ دینے والوں کا رقبہ سکیم میں شامل کر لیا گیا اور نذرانہ دینے والوں کا رقبہ چھوڑ دیا گیا۔حقیقت یہ ہے کہ یہ سارے کام اصول و ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے کئے گئے انصاف اور ضرورت کو مقدم رکھا گیا۔

(د) چیف منسٹر انسپکشن ٹیم پنجاب اس سوال میں مذکورہ الزامات کی تحقیقات کر رہی ہے۔ C.M.I.T کی سفارشات اور وزیراعلیٰ پنجاب کے احکامات کی روشنی میں عمل کیا جائے گا۔

ماڈل ٹاؤن فیز I فیز II اور سکیم ملتان کی تفصیلات

*1464: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ماڈل ٹاؤن فیز I اور فیز II ملتان سکیم میں سکول کے لئے کتنی جگہ مختص کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی جی، ایم ڈی اے نے اپنے اختیار کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے سکول کے رقبہ کو ختم کر دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کے پلاٹ کو بغیر اخباری اشتہار اور بغیر نیلامی اپنے بزنس پارٹنر، اپنے رشتہ داروں، منظور نظر پولیس افسران اور بیوروکریسی کے افسران کو الاٹ کر دیئے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پلاٹ نمبر 229 تا 234 پلاٹ نمبر 131 اے، 132-197-
84- 66اے - 162- 163 - 164-
فیز III -32-30-60-190-178-3-2-1- جو اپنے لوگوں کے نام کر کے بعد میں

فروخت کر کے کروڑوں کمائے اور بلاک بی میں پلاٹ نمبر 172-182-49-54-56-145-235-وغیرہ شامل ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ شاہ رکن عالم کالونی میں کالج وسکول کا رقبہ اپنی ذاتی کوششوں سے اپنے ایک دوست کے نام فری الاٹ کرایا گیا، حکومت اس بارے میں تحقیقات کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ہاؤسنگ سکیم ماڈل ٹاؤن ملتان فیز:1 اور فیز:11 (جو ایم ڈی اے اور متروکہ وقف املاک، حکومت پاکستان کے اشتراک سے بنائی گئی) مفاد عامہ کے تحت ایک عدد پلاٹ برائے پرائمری سکول مختص شدہ ہے جس کا رقبہ 0.63 ایکڑ ہے۔

(ب) ہاؤسنگ سکیم طے شدہ قوانین یارڈ سٹک (Yard Stick) کے تحت بنائی جاتی ہے۔ سکیم زیر بحث میں ایک پلاٹ سکول کے لئے مختص کیا گیا تھا جو موجود ہے۔ اس سکول کو نہ ختم کیا گیا ہے اور نہ ہی ابھی اسے نیلام کیا گیا ہے۔

(ج) ماڈل ٹاؤن سکیم محکمہ متروکہ وقف املاک، حکومت پاکستان کے ساتھ مشترکہ طور پر بنائی گئی ہے۔ نقشہ سکیم میں ایک عدد یوٹیلیٹی پلاٹ محکمہ واپڈا کو برائے گرڈ سٹیشن فروخت کرنے کے لئے مختص کیا گیا تھا۔ بعد میں واپڈا نے اپنا منصوبہ تبدیل کر لیا جس کے بعد گرڈ سٹیشن کے پلاٹ کو جس کا رقبہ 0.63 ایکڑ تھا مشترکہ پارٹنر ETPB کے مشورے سے سکول میں تبدیل کر دیا گیا تھا اور پہلے سکول کی جگہ پر open space کے ساتھ ایڈجسٹمنٹ کر کے ایک، ایک کنال کے چھ (6) عدد پلاٹ بنائے گئے جن کی درخواست ہائے مروجہ فارم پر طلب کی گئیں اور اس بارے میں وسیع پیمانے پر مشتہری و منادی کی گئی۔ جملہ درخواست ہائے بذریعہ انڈسٹریل بنک، ملتان کینٹ موصول ہوئیں۔ قرعہ اندازی موجودگی نمائندگان متروکہ وقف املاک حکومت پاکستان، بنک مینجر و دیگر ممبران کی موجودگی میں شفاف طریقے سے ہوئی۔ اس عمل میں قواعد سے روگردانی نہیں کی گئی۔

(د) جن پلاٹ ہائے کے نمبر دیئے گئے ہیں وہ سکیم کے باقی پلاٹوں کے ساتھ بذریعہ کمپیوٹر قرعہ اندازی الاٹ ہوئے۔ جس کے ممبران درج ذیل ہیں:-

فیز 1 اور فیز 11 کی الاٹمنٹ کمیٹی ممبران

کمشنر ملتان ڈویژن ملتان / ڈی سی او	(چیئرمین)
ڈائریکٹر جنرل، ایم ڈی اے، ملتان	(ممبر)
ایڈمنسٹریٹر سنٹرل زون، متروکہ وقف املاک، ملتان	(ممبر)
مینجر انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بنک، ملتان	(ممبر)
ڈسٹرکٹ آفیسر ہاؤسنگ ملتان	(ممبر)

فیز 111 کی الاٹمنٹ کمیٹی ممبران برائے سفارشات

ڈائریکٹر اسٹیٹ و لینڈ مینجمنٹ ایم ڈی اے	(چیئرمین)
ڈائریکٹر فنانس اینڈ ایڈمن، ایم ڈی اے	(ممبر)
ڈائریکٹر فنانس اینڈ ایڈمن، ایم ڈی اے	(ممبر)
پبلک ریلیشن آفیسر، ایم ڈی اے	(ممبر)
ڈپٹی ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ، ایم ڈی اے	(ممبر)
مینجر یو بی ایل بنک، ایم ڈی اے چوک برانچ	(ممبر)
ناظم یونین کونسل نمبر 55 ملتان	(ممبر)

ان تمام پلاٹوں کی قرعہ اندازی شفاف طریقے اور قواعد کے مطابق مشترکہ پارٹنر حکومت پاکستان متروکہ وقف املاک کے نمائندگان کی مشاورت اور موجودگی میں عمل میں لائی گئی۔

(ہ) مذکورہ پلاٹس سابق چیف منسٹر پنجاب کے احکامات پر الخیر پبلک سکول کے لئے قاری محمد حنیف جالندھری کو 2007 میں بالعوض 23.625 ملین روپے الاٹ کیا گیا تاہم یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ مذکورہ الاٹی اب تک -/1400000 روپے کی اقساط جمع کروا چکا ہے۔ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم اس معاملے کی تحقیقات کر رہی ہے جس کی سفارشات کی روشنی میں مزید اقدام کیا جائے گا۔

پی پی۔42 میں واٹر سپلائی سکیموں کی صورتحال

*1511: ملک محمد وارث کلو: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-42 خوشاب میں کتنی واٹر سپلائی سکیمیں موجود ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) کتنی واٹر سپلائی سکیمیں کام کر رہی ہیں اور کتنی خراب پڑی ہیں؟

(ج) جو خراب پڑی ہیں ان کو ٹھیک کرنے کا کیا بندوبست کیا گیا ہے، اگر نہیں تو کب تک ٹھیک کر دیا جائے گا، آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی 42 خوشاب میں کل 16 سکیمیں بنائی گئی ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:-

-1	واٹر سپلائی سکیم گروٹ	-2	واٹر سپلائی سکیم لکو
-3	واٹر سپلائی سکیم روڈہ	-4	واٹر سپلائی سکیم آدھی کوٹ
-5	واٹر سپلائی سکیم چک 29 ایم بی	-6	واٹر سپلائی سکیم ڈراوی
-7	واٹر سپلائی سکیم رنگپور بگھور	-8	واٹر سپلائی سکیم چن
-9	واٹر سپلائی سکیم راہداری	-10	واٹر سپلائی سکیم آدھی سرکل
-11	واٹر سپلائی سکیم کاتیار	-12	واٹر سپلائی سکیم نواں سکھو
-13	واٹر سپلائی سکیم جمالی	-14	واٹر سپلائی سکیم بلند
-15	واٹر سپلائی سکیم عینوں	-16	واٹر سپلائی سکیم نورپور تھل

(ب) 11 عدد سکیمیں تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن نورپور تھل کی زیر نگرانی چالو ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:-

-1	واٹر سپلائی سکیم لکو	-2	واٹر سپلائی سکیم روڈہ
-3	واٹر سپلائی سکیم چک 29 ایم بی	-4	واٹر سپلائی سکیم ڈراوی
-5	واٹر سپلائی سکیم چن	-6	واٹر سپلائی سکیم راہداری
-7	واٹر سپلائی سکیم کاتیار	-8	واٹر سپلائی سکیم نواں سکھو
-9	واٹر سپلائی سکیم بلند	-10	واٹر سپلائی سکیم عینوں
-11	واٹر سپلائی سکیم نورپور تھل		

5 عدد سکیمیں خراب پڑی ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:-

-1	واٹر سپلائی سکیم گروٹ	-2	واٹر سپلائی سکیم آدھی کوٹ
-3	واٹر سپلائی سکیم رنگپور بگھور	-4	واٹر سپلائی سکیم آدھی سرکل
-5	واٹر سپلائی سکیم جمالی		

(ج) ان تمام سکیموں کو چالو کرنے کے لئے گورنمنٹ پنجاب ترجیحی بنیادوں پر کام کر رہی ہے فنڈز جاری ہونے کے بعد کام موقع پر شروع ہو جائینگے۔

لاہور شہر میں سیوریج اور واٹر سپلائی کے مسائل

*1534: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں کتنی آبادی کو واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت حاصل ہے؟

(ب) سال2002تا2005واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولیات پہنچانے کے لئے لاہور شہر میں سال وار کتنی رقم کن کن منصوبہ جات پر خرچ ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کی تقریباً نصف سے زائد آبادی کو گندہ سیوریج ملا پانی مل رہا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی(راناثناء اللہ خان):

(الف) واسا لاہور شہر میں تقریباً5.671ملین آبادی کو واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت فراہم کر رہا ہے۔

(ب) سال2002تا2005واٹر سپلائی اور سیوریج کے منصوبہ جات پر1555.121ملین روپے خرچ کئے گئے ان کی سال وار اور مختلف کیٹیگری کے حساب سے اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

نمبر شمار	سال	واٹر سپلائی اور ٹیوب ویل (ملین روپے)	سیوریج اور ڈرینج (ملین روپے)	ٹوٹل (ملین روپے)
1	2002-03	391.948	184.229	576.177
2	2003-04	173.783	307.942	481.725
3	2004-05	181.2945	315.9245	497.219
			ٹوٹل=	1555.121ملین روپے

ان منصوبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے واسا لاہور شہر کے شہریوں کو صاف پانی مہیا کرتا ہے اگر کسی علاقے سے گندے پانی کی فراہمی کی شکایت آئے تو واسا کی ٹیم جو کہ کیمسٹ کے زیر نگرانی کام کرتی ہے متعلقہ علاقے کے پانی کے نمونے حاصل کرتی ہے ان نمونوں کو واسا کی لیبارٹری میں

ٹیسٹ کیا جاتا ہے اور اگر پانی میں کسی قسم کی آلودگی ہو تو متعلقہ سب ڈویژن کے متاثرہ علاقے میں واٹر سپلائی کی لائنوں کی فلشنگ، صفائی اور کلورینیشن کو یقینی بنایا جاتا ہے۔پھر دوبارہ لیبارٹری میں ان علاقوں کے پانی کے نمونوں کی ٹیسٹنگ کی جاتی ہے۔واسا لاہور نے حکومت پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں پہلے ہی روزانہ کی بنیاد پر لاہور شہر میں پانی کے نمونے حاصل کر کے اس کو لیبارٹری میں ٹیسٹنگ کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے حکومت پنجاب نے لاہور شہر میں صاف پانی کی فراہمی کو مسلسل اور یقینی بنانے کے لئے 69 نئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے کام کی منظوری دے دی ہے ان ٹیوب ویلوں کی تنصیب پر حکومت 412.309 ملین روپے خرچ کر رہی ہے۔ان ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا ٹھیکہ فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن کو دے دیا گیا ہے اور ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا کام جاری ہے۔

لاہور، علامہ اقبال ٹاؤن میں سیوریج کا مسئلہ

*1541: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن کی 60 فٹ چوڑی سڑک جو ہما بلاک اور مسلم بلاک کے درمیان میں سے گزر کر مین ملتان روڈ سے جا ملتی ہے، وہاں نرسنگ ہوسٹل فلیٹ کے سامنے عین سڑک پر گزشتہ چار سال سے گٹر ابل رہے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ مسئلہ کو جلد از جلد حل کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ہما بلاک کو ملانے والی سڑک جو ملتان روڈ سے منسلک ہے اس پر عموماً سیور درست کام کرتا ہے تاہم جب یہ سیور بند ہوتا ہے واسا کا عملہ دن رات انتھک محنت کے ساتھ اس سیور کو درست کر دیتا ہے۔

(ب) مذکورہ علاقہ اور شہر کی دیگر آبادیوں میں سیوریج کے نظام میں بہتری کے لئے ایک جامع سٹڈی نیسپاک و مشاورتی ماہرین سے کروائی جا رہی ہے جس پر عمل کرنے سے آئندہ ایسی شکایات کا مکمل تدارک ہو جائے گا۔

تحصیل گوجر خان میں پنجاب ہاؤسنگ سکیموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1565: راجہ شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل گوجر خان میں محکمہ ہاؤسنگ کی کتنی سکیمیں ہیں؟

(ب) ہر سکیم میں پلاٹ الاٹ کرنے کا کیا طریق کار ہے نیز سکیم میں غریب، نادار اور مستحق لوگوں کے لئے بھی کوئی کوٹا سسٹم ہے یا نہیں؟

(ج) پلاٹ کی الاٹمنٹ بذریعہ قرعہ اندازی ہوتی ہے یا کوئی صوابدیدی اختیار ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کون سی اتھارٹی پلاٹ الاٹ کرتی ہے؟

(د) ضلع راولپنڈی میں کسی سکیم کا اجراز یر غور ہے یا نہیں؟

(ہ) اگر کسی سکیم کا اجرا ہو جاتا ہے تو اس میں کام کی نگرانی کون کرتا ہے نیز سکیم نمبر 2 تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں ڈویلپمنٹ ورک کی کیا پوزیشن ہے، نیز وہاں پر سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں، واٹر سپلائی کی موجودہ سکیم فنکشنل ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کب تک فنکشنل کرنے کا ارادہ ہے؟

(و) تحصیل گوجر خان میں کسی پبلک ہاؤسنگ سکیم میں پلاٹ کی ٹرانسفر کے کیا چارجز ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل گوجر خان میں محکمہ ہاؤسنگ کی دو سکیمیں ہیں۔

1- ایریا ڈویلپمنٹ سکیم گوجر خان- I (2) ایریا ڈویلپمنٹ سکیم گوجر خان-II

(ب) پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی کے تحت ہاؤسنگ سکیموں میں پلاٹس کی الاٹمنٹ ڈسپوزل آف لینڈ بائی ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ 1998 اور ڈسپوزل آف لینڈ بائی ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ 2002 کے تحت بذریعہ قرعہ اندازی / نیلام عام بذریعہ کمیٹی ہوتی ہے۔ دس مرلہ سے زائد سائز پلاٹس بذریعہ نیلام عام کمیٹی الاٹ کئے جاتے ہیں۔ سات مرلہ سے دس مرلہ تک کل پلاٹس میں سے 93 فیصد نیلام عام، G.H.Q پانچ فیصد کوٹا اور دو فیصد گورنر کوٹا کے تحت الاٹ کئے جاتے ہیں۔ تین مرلہ سے پانچ مرلہ تک کل پلاٹس میں سے 80 فیصد بذریعہ قرعہ اندازی کمیٹی، G.H.Q پانچ فیصد، کوٹا دو فیصد گورنر کوٹا، پانچ فیصد گورنمنٹ ملازمین، سرکاری، نیم سرکاری ادارے بذریعہ کمیٹی، دو فیصد ریٹائرڈ گورنمنٹ ملازمین، بیوہ، ورثا گورنمنٹ ملازمین جو کہ دوران سروس انتقال کر گئے ہوں،

ایک فیصد اقلیتی کوٹا اور پانچ فیصد غریب، نادار افراد کے لئے الاٹمنٹ بذریعہ کمیٹی مختص ہیں۔

(ج) اس سوال کا جواب (ب) میں تفصیل کے ساتھ دیا گیا ہے۔

(د) ضلع راولپنڈی میں ایریا ڈویلپمنٹ سکیم کا اجرا زیر غور ہے۔

(ہ) سکیم کے اجراء کے بعد اس کی نگرانی محکمہ ہذا کرتا ہے اور سکیم نمبر II گوجر خان کے ترقیاتی کام جون 1992 میں مکمل ہو گئے تھے، بعد ازاں منظور شدہ زیر تکمیل سکیم ہذا کی سروسز، ترقیاتی کام کی دیکھ بھال متعلقہ ٹی ایم اے نے کرنا تھی جس کے لئے محکمہ نے پلاٹ نمبر 204 ڈی ایریا ڈویلپمنٹ سکیم گوجر خان-1، 5 بی، بلاک سی ایریا ڈویلپمنٹ سکیم گوجر خان-2، 19 بی بلاک سی ایریا ڈویلپمنٹ سکیم گوجر خان-2، 151 ڈی بلاک سی، ایریا ڈویلپمنٹ سکیم گوجر خان-11، ٹی ایم اے گوجر خان کو دینا تھے لیکن ٹی ایم اے گوجر خان کی عدم دلچسپی کی بنا پر سکیم ہذا کے ترقیاتی کاموں کی دیکھ بھال ٹی ایم اے گوجر خان کے حوالہ نہ کی جا سکی۔

(و) تحصیل گوجر خان بشمول پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی کے تحت تمام ہاؤسنگ سکیموں میں ٹرانسفر فیس درج ذیل شرح کے تحت وصول کی جاتی ہے۔

1- پہلی دفعہ ٹرانسفر بصورت پلاٹ کی کل قیمت کا بیس فیصد ٹرانسفر فیس پر خالی پلاٹ ٹرانسفر کیا جاتا ہے۔

2- دوسری دفعہ ٹرانسفر بصورت پلاٹ کی کل قیمت کا تیس فیصد ٹرانسفر فیس پر خالی پلاٹ ٹرانسفر کیا جاتا ہے۔

3- تیسری دفعہ ٹرانسفر بصورت پلاٹ کی کل قیمت کا پندرہ فیصد ٹرانسفر فیس پر تعمیر ہونے کی صورت میں ٹرانسفر کیا جاتا ہے۔

ملتان، ایم ڈی اے میں آفیسران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1576: محترمہ نرگس پروین اعوان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایم ڈی اے میں ڈی جی، ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی اور کس کس گریڈ کی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل عہدہ وار بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ گریڈ، تعلیمی قابلیت، تجربہ اور ڈومیسائل کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین مطلوبہ تعلیمی قابلیت، گریڈ اور تجربہ کے حامل ہیں اور کون کون سے ملازمین مطلوبہ تعلیمی قابلیت، گریڈ اور تجربہ کے حامل نہ ہیں؟

(ہ) کیا حکومت مطلوبہ تعلیمی قابلیت، گریڈ اور تجربہ نہ رکھنے والے ملازمین کی جگہ مطلوبہ قابلیت کے حامل ملازمین کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درج بالا اسامیوں پر تعینات تمام ملازمین کی قابلیت، گریڈ اور تجربہ جو ایم ڈی اے سروس رولز میں درج ہے، کے حامل ہیں۔

(ہ) ادارہ ہذا میں ایسی صورت حال نہ ہے اور تمام آفیسر مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور تجربے کے حامل ہیں۔

جڑانوالہ شہر میں سیوریج کے مسائل

*1581: رائے اعجاز حسین: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جڑانوالہ شہر میں سیوریج سسٹم کافی عرصہ سے خراب ہے، تقریباً ڈیڑھ سال سے انتہائی سست روی کے ساتھ کام ہو رہا ہے اس کام کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی اور میعاد تکمیل کیا تھی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس عوامی مسئلہ پر جلد از جلد توجہ دیکر سیوریج سسٹم کی درستی، سڑکوں گلیوں اور بازاروں کی مرمت کا فوری بندوبست کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جڑانوالہ شہر میں سیوریج سسٹم خراب نہ ہے بلکہ سسٹم میں بتدریج بہتری آ رہی ہے قبل ازیں شہر میں نکاسی آب نالیوں کے ذریعہ ہوتی تھی جو کہ ماحولیاتی آلودگی کا سبب بن رہی تھی اس منصوبے کی تکمیل سے ماحولیاتی آلودگی میں کمی آئے گی کیونکہ گندے پانی کی نکاسی محفوظ طریقہ یعنی سیور پائپ سے ہوگی منصوبہ ہذا پر کام ہو رہا ہے اس منصوبہ کا آغاز دسمبر2006 میں ہوا اور اب تک 75 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے جس کی دیگر تفصیلات درج ذیل ہیں:-

1	تخمینہ لاگت	54.260ملین روپے
2سال بہ سال مختص رقم		اخراجات
سال2006-07	25.643ملین روپے	23.572ملین روپے
سال2007-08	13.300ملین روپے	13.284ملین روپے
سال2008-09	10.000ملین روپے	3.72ملین روپے
3-کل رقم مختص	48.943ملین روپے	40.582ملین روپے

4- منصوبہ کی تکمیل کے لئے درکار فنڈز6.000ملین روپے

5- منصوبہ مکمل کرنے کی تاریخ30- جون2009 ہے تاہم 31- مارچ2009 تک مکمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

(ب) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اس عوامی مسئلہ پر خاموش نہ ہے اور اپنے تمام وسائل بروئے کار لا رہا ہے اور مذکورہ منصوبہ پر زور و شور سے کام جاری ہے گلیوں اور بازاروں میں سولنگ کی مرمت کا کام محکمہ خود مکمل کر رہا ہے جبکہ سڑکوں کی تعمیر و مرمت کے لئے محکمہ نے مبلغ دس لاکھ روپے ٹی ایم اے جڑانوالہ کو بذریعہ چیک نمبر6952 D 695183/DO مورخہ27-06-2005 کو جمع کروا دیئے ہیں اور ٹی ایم اے یہ کام کر رہا ہے۔ منصوبہ ہذا کا باقی ماندہ کام جون2009 تک مکمل ہوگا۔ بشرطیکہ منصوبہ کی تکمیل کے لئے درکار فنڈز مبلغ6.000ملین روپے حکومت کی جانب سے محکمہ کو فراہم کر دیئے جائیں۔

پی پی-233 میں ہاؤسنگ کالونیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1594: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔233 بورے والا میں کتنی ہاؤسنگ کالونیاں ہیں؟
(ب) ان کالونیوں میں مسجد، سکول، پارک اور سڑکوں کی جگہ پر کن افراد کا قبضہ ہے؟
(ج) کیا حکومت ان کالونیوں کو لینڈ مافیا سے پاک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی۔233 بورے والہ میں محکمہ ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی کے ماتحت دو عدد ہاؤسنگ کالونیاں ہیں۔

(1) لوانکم ہاؤسنگ سکیم بورے والا۔I
(2) لوانکم ہاؤسنگ سکیم بورے والا۔II

(ب) لوانکم ہاؤسنگ سکیم بورے والا i میں درج ذیل تعمیر شدہ مساجد مختلف مسالک کو الاٹ شدہ ہیں۔

1- مسجد بلاک X جامع الفاروق دیوبند۔
2- مسجد بلاک X جامع قدس اہلحدیث
3- مسجد بلاک Z جامع طوبیٰ بریلوی

لوانکم ہاؤسنگ سکیم بورے والا-i کے بلاک Y میں تعمیر شدہ سکول محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کے زیر کنٹرول ہے۔مزید براں بلاک Y میں ہی چلڈرن پارک ٹی ایم اے بورے والا کے زیر کنٹرول ہے اور اسی طرح بلاک W،X اور Z میں پارک بھی ٹی ایم اے بورے والا کے کنٹرول میں ہیں۔

لوانکم ہاؤسنگ سکیم بورے والا-II

1- مذکورہ ہاؤسنگ سکیم کے بلاک B میں مخصوص جگہ برائے مسجد پر اہلیان چک نمبر 447/EB مولانا محمد اسلم وغیرہ بغیر منظوری تعمیرات کے مرتکب ہو رہے ہیں۔
2- مذکورہ ہاؤسنگ سکیم کی 2 سڑکیں 20 فٹ اور 40 فٹ چوڑی کے کچھ حصہ پر میاں محمد افضل، غلام حسین، رفاقت علی اور محمد علی وغیرہ ناجائز قابض ہیں۔

(ج) محکمہ ناجائز قبضہ واگزار کرانا چاہتا ہے جس کے لئے حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

پی پی-60 سمندری میں ہاؤسنگ سکیموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1597: راؤ کاشف رحیم خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-60 سمندری میں کتنی ہاؤسنگ سکیمیں ہیں؟

(ب) حلقہ پی پی-60 سمندری میں واقع ہاؤسنگ سکیم نمبر 2 گوجرہ روڈ سمندری میں کتنے لوگوں کو پلاٹ الاٹ کئے گئے، تفصیل بتائیں؟

(ج) ہاؤسنگ سکیم نمبر 2 گوجرہ روڈ سمندری میں الاٹمنٹ کے بعد کتنے پلاٹس کی لوکیشن تبدیل کر کے مخصوص لوگوں کے پلاٹس تبدیل کر کے نوازا گیا، اس تبدیلی کی وجہ بتائیں لوگوں کے نام اور پلاٹس کی تفصیل بتائی جائے؟

(د) ہاؤسنگ سکیم نمبر 1 فیصل آباد روڈ سمندری میں کتنے لوگوں کو پلاٹ الاٹ کئے گئے؟

(ہ) ہاؤسنگ سکیم نمبر 1 فیصل آباد سمندری میں الاٹمنٹ کرنے کے بعد کتنے لوگوں کو نوازنے کے لئے پلاٹ نمبر تبدیل کئے گئے تفصیل سے بتائیں اور پلاٹ تبدیل کرنے کی وجہ بتائیں؟

(و) حلقہ پی پی-60 سمندری میں واقع دونوں ہاؤسنگ سکیمز میں پلاٹ تبدیل کرنے کی وجہ سے گورنمنٹ کو کتنا نقصان ہوا اور اس فراڈ میں ملوث محکمہ کے کتنے آفیسر ان کے خلاف کارروائی کی گئی، تفصیل سے بتائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی-60 سمندری میں محکمہ ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ نے مندرجہ ذیل ہاؤسنگ سکیمیں تیار کیں۔

1- ایریا ڈویلپمنٹ سکیم نمبر 1 سمندری (رقبہ 40 ایکڑ)

2- ایریا ڈویلپمنٹ سکیم نمبر 2 سمندری (رقبہ 48 ایکڑ)

(ب)

رقبہ پلاٹ	پلاٹوں کی کل تعداد	الاٹ شدہ پلاٹوں کی تعداد	بقایا پلاٹوں کی تعداد
ایک کنال	46	33	13
10 مرلے	90	70	20
7 مرلے	35	27	8
5 مرلے	183	161	22
3 1/2 مرلے	190	179	11

(ج) ایریا ڈویلپمنٹ ہاؤسنگ سکیم نمبر 2 سمندری میں الاٹمنٹ کرنے کے بعد تبدیل کئے گئے پلاٹوں کی تفصیلات مع وجہ تبدیلی کی تفصیلات تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د)

رقبہ پلاٹ	پلاٹوں کی کل تعداد	الاٹ شدہ پلاٹوں کی تعداد	بقایا پلاٹوں کی تعداد
10 مرلے	49	49	-
5 مرلے	225	225	-
1/2 3 مرلے	277	273	4

(ہ) ایریا ڈویلپمنٹ سکیم نمبر 1 سمندری میں الاٹمنٹ کرنے کے بعد تبدیل (Exchange) کئے گئے ان پلاٹوں کی تفصیلات مع وجہ تبدیلی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) مذکورہ دو سکیموں میں پلاٹوں کی تبدیلی مروجہ ضابطہ پالیسی کے تحت کی گئی اور اس تبدیلی کے نتیجہ میں حکومت کو کوئی مالی نقصان نہیں ہوا۔ لہذا اس ضمن میں آفیسر کے خلاف کارروائی نہ کی گئی۔

پی پی۔145 میں واٹر سپلائی و سیوریج کے مسائل

*1645: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔145 لاہور کی یو سی 39، 40 اور 41 کی 90 فیصد آبادی میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولیات نہ ہیں؟

(ب) کیا واسا ان یو سیز کا سروے کروانے اور جن جن آبادیوں میں یہ سہولیات نہ ہیں، ان کی نشاندہی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان علاقہ جات میں واٹر سپلائی کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے لوگ مضر صحت پانی پینے پر مجبور ہیں؟

(د) کیا حکومت ان آبادیوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پی پی۔145 لاہور کی یو سی 39، 40، اور 41 میں جو علاقہ واسا کے سروس ایریا میں شامل ہے، وہاں واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت موجود ہے جو کہ واٹر سپلائی کے لئے ستر فیصد اور سیوریج کے لئے تقریباً تیس فیصد ہے۔

(ب) محمد نوید انجم (ایم پی اے) کی ہدایت پر علاقہ کا سروے کیا گیا اور ممکنہ آبادیوں کی فزیبلٹی رپورٹ اور تخمینہ جات بنائے جا رہے ہیں۔

(ج) جن علاقوں میں واسا کی واٹر سپلائی نہ ہے ان علاقوں میں لوگ ہینڈ پمپ اور انجیکٹر پمپ سے پانی حاصل کرتے ہیں۔

(د) ان آبادیوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی سہولیات فراہم کرنا حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔اس کے لئے جامع منصوبہ بندی کی جا رہی ہے اور "فزیبلٹی سٹڈی" کے لئے مشاورتی فرم نیسپاک کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں اس سٹڈی کے مکمل ہو جانے پر مربوط طریقے سے کام شروع کر دیا جائے گا۔

لاہور نہر پر شجر کاری کی تفصیلات

*1646: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک ٹھوکر نیاز بیگ سے لیکر بی آر بی نہر تک لاہور شہر سے گزرنے والی نہر کے دونوں اطراف شجر کاری پر کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ب) کس کس قسم کے درخت لگائے گئے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مغل پورہ سے بی آر بی نہر تک اس نہر کے دونوں اطراف بہت کم درخت ہیں؟

(د) کیا حکومت اس حصہ پر شیشم کے درخت لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پی ایچ اے سال میں دو مرتبہ شجر کاری مہم میں مختلف جگہوں، سکیموں، پارکوں میں موسم بہار اور موسم برسات میں مختلف اقسام کے پودے لگاتا ہے۔ اسی طرح بی آر بی نہر سے ٹھوکر نیاز بیگ تک بھی شجر کاری مہم میں سال میں دو مرتبہ پودے لگائے اور کسی قسم کا کوئی خرچہ نہ کیا کیونکہ پودہ جات پی ایچ اے کی نرسری سے حاصل کئے اور اپنی ہی لیبر سے پودے لگوائے جو مختلف سکیموں میں کام بھی کرتی ہے۔

(ب) مختلف اقسام کے پودے جگہ کی مناسبت سے لگائے گئے مثلاً املتاس، گل نشتر، گولڈ مہر، آلسٹونیا، نیم، گاب، پیپل، جٹروفا، مرواوغیرہ وغیرہ۔

(ج) مغلپورہ سے بی۔آر۔بی نہر تک بھی جگہ کی مناسبت سے پودے لگائے گئے ہیں۔ البتہ مغلپورہ سے ہربنس پورہ کے درمیان آبادی کا تناسب بہت بڑھ گیا ہے اس لئے پودوں کی افزائش مشکل ہوگئی ہے لیکن پی ایچ اے کا عملہ پودوں کی حفاظت کے لئے ہمہ وقت مستعد ہے۔

(د) شیشم کے کچھ درخت بھی موجود ہیں اب جگہ کی مناسبت سے لگانے مقصود ہوئے تو لگائے جائیں گے۔

واسا ملتان کے ابجٹ کی تفصیلات

*1683: محترمہ نرگس پروین اعوان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) واسا ملتان کا مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کا بجٹ سال وائز کتنا تھا؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم واٹر سپلائی پر خرچ ہوئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سیوریج کی سکیموں پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم افسران کی تنخواہوں / ٹی اے، ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی خرید مرمت پیٹرول پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم ٹیلی فون / سوئی گیس / بجلی کے بلوں پر خرچ ہوئی؟

(ز) کتنی رقم افسران کے دفاتر کی تزئین وآرائش پر خرچ ہوئی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) واسا ملتان کا مالی سال 07۔2006 اور 08۔2007 کا حقیقی بجٹ سال وائز حسب ذیل ہے۔

سیریل نمبر	مالی سال	رقم (روپے ملین میں)
1۔	2006۔07	751.622
2۔	2007۔08	1033.028

(ب) ان سالوں کے دوران واٹر سپلائی پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل یہ ہے۔

1۔	2006۔07	97.829
2۔	2007۔08	183.429

(ج) ان سالوں کے دوران میں سیوریج کی سکیموں وسیوریج مشینری پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل یہ ہے۔

سیریل نمبر	مالی سال	رقم(روپے ملین میں)
1۔	2006۔07	411.224
2۔	2007۔08	586.884

(د) ان سالوں کے دوران افسران کی تنخواہوں / ٹی اے،ڈی اے پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل یہ ہے۔

سیریل نمبر	مالی سال	افسران کی تنخواہوں پر خرچ	افسران کے ٹی اے ڈی اے پر خرچ
1۔	2006۔07	9.130 (روپے ملین میں)	0.394 (روپے ملین میں)
2۔	2007۔08	10.139 (روپے ملین میں)	0.326 (روپے ملین میں)

(ہ) ان سالوں کے دوران سرکاری گاڑیوں کی خرید مرمت پیٹرول پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل یہ ہے۔

سیریل نمبر	مالی سال	نئی گاڑیوں کی خرید پر خرچ	گاڑیوں کی مرمت پر خرچ	گاڑیوں کے پیٹرول پر خرچ
1۔	2006۔07	2.819(روپے ملین میں)	0.434(روپے ملین میں)	2.600(روپے ملین میں)
2۔	2007۔08	0.498(روپے ملین میں)	0.261(روپے ملین میں)	3.250(روپے ملین میں)

(و) ان سالوں کے دوران ٹیلی فون / سوئی گیس / بجلی کے بلوں پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل یہ ہے۔

سیریل نمبر	مالی سال	ٹیلی فون کے بلوں پر خرچ	گیس کے بلوں پر خرچ	بجلی کے بلوں پر خرچ (روپے ملین میں)		میزان بجلی
1۔	2006۔07	0.503 (روپے ملین میں)	00	دفاتر	واٹر ورکس ڈسپوزل اسٹیشن	
2۔	2007۔08	0.583 (روپے ملین میں)	00	0.287	115.000	115.287
				0.266	121.132	121.398

(ز) ان سالوں کے دوران افسران کے دفاتر کی تزئین وآرائش پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل یہ ہے۔

سیریل نمبر	مالی سال	افسران کے دفاتر کی تزئین وآرائش پر خرچ رقم
1۔	2006۔07	0.153(روپے ملین میں)
2۔	2007۔08	0.123(روپے ملین میں)

فیصل آباد، پی پی-65 میں واٹر سپلائی کی سکیموں کی تفصیلات

*1730: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد کے حلقہ پی پی-65 میں واٹر سپلائی کی کتنی سکیمیں ہیں ان میں سے کتنی بند اور کتنی چالو حالت میں ہیں؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں واٹر سپلائی کی بند سکیموں کو کب چلانے کا ارادہ ہے؟

(ج) مذکورہ حلقہ کی یونین کونسل 198 میں واٹر سپلائی سکیم کب بچھائی گئی اس پر کتنی لاگت آئی نیز کیا اس سے عوام مستفید ہو رہے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) اس وقت حلقہ پی پی-65 میں مندرجہ ذیل یونین کونسلز میں واسا پینے کا پانی مہیا کر رہا ہے واسا کی کوئی بھی سکیم بند نہ ہے۔

یونین کونسل نمبر 186:	راجہ والا، سرفراز کالونی، گرین ویو کالونی، کنک بستی، سعید آباد۔
یونین کونسل نمبر 187:	جمیل ٹاؤن، اعجاز ٹاؤن، اقبال ٹاؤن، رحمت ٹاؤن۔
یونین کونسل نمبر 188:	رسول پورہ، فیض آباد، بسم اللہ ٹاؤن۔
یونین کونسل نمبر 190:	اکبر آباد، الائیڈ ہسپتال وغیرہ۔
یونین کونسل نمبر 191:	چک نمبر 7 ج ب
یونین کونسل نمبر 193:	گرین ٹاؤن، عثمان ٹاؤن
یونین کونسل نمبر 194:	مسلم ٹاؤن نمبر 1 پی ایم سی ہوسٹل
یونین کونسل نمبر 196:	رحمت آباد، اشرف آباد، غوثیہ آباد، حاجی آباد، کمرشل سنٹر گلستان، نیو گرین ٹاؤن
یونین کونسل نمبر 197:	حیدر آباد، مٹو پورہ
یونین کونسل نمبر 198:	جمیل آباد، گارڈن محلہ، (جہاں کام جاری ہے)

(ب) ان تمام علاقہ جات میں پانی کی فراہمی جاری ہے اور کوئی بھی سکیم بند نہ ہے۔ البتہ جہاں replacement رہا ہے یعنی (نشاط آباد ایریا) وہاں فی الحال پرانی لائنوں کے ذریعے ہی

پانی چل رہا ہے لیکن نئی پائپ لائنوں کے کنکشنوں کا کام مکمل ہوتے ہی وہاں بھی پانی کی فراہمی نئی لائنوں کے ذریعے شروع ہو جائے گی۔

(ج) 2007-08 میں یونین کونسل 198 کے محلہ حاجی آباد صدیق آباد گارڈن محلہ میں -/3927482 روپے کی لاگت سے واٹر سپلائی کی لائنیں لگائی گئیں۔اس سے تقریباً 10000 لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔دوسری سکیم پر کام جاری ہے البتہ حکومت پنجاب کی طرف سے فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لئے کام بند ہوا۔اب کنکشنوں کا کام شروع کر دیا گیا ہے اور مارچ تک مکمل طور پر کام ختم ہو جائے گا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

گاؤں درکالی شیر شاہی ضلع راولپنڈی کے واٹر سپلائی کے مسائل

8: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گاؤں درکالی شیر شاہی تحصیل کلر سیداں ضلع راولپنڈی میں واٹر سپلائی کی سکیم کا کام عرصہ سے التوا کا شکار ہے حالانکہ اس منصوبے پر لاکھوں روپے خرچ کئے گئے ہیں؟

(ب،ج) مذکورہ سکیم کب شروع ہوئی تھی؟

(د) مذکورہ سکیم کے التوائی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) ذمہ دار افراد کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

(و) اس منصوبے پر عمل درآمد کب شروع کیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ 1997 میں یہ سکیم جس کی لاگت 3892075 روپے تھی، اس منصوبے سے 2200 افراد کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنا تھا۔

(ب،ج) یہ سکیم 1997 میں مکمل کر دی گئی تھی، لیکن کچھ عرصے بعد سکیم بند ہو گئی کیونکہ محکمہ کے پاس سکیم کو مینٹین کرنے کے لئے وسائل نہ تھے یہ ذمہ داری (سی بی او) کی تھی کہ سکیم کو مناسب طریقے سے چلاتے لیکن (سی بی او) نے مناسب نگرانی نہ کی اور لوگوں نے

کنویں کی دیوار کو توڑ کر اس میں سے ٹینکر (بوزر) سے پانی بھر کر بیچنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے کنویں کی دیوار ٹوٹ گئی اور مشینری پانی میں جا گری اور سکیم بند ہو گئی اب صورتحال یہ ہے کہ ریزائنگ مین اور ڈسٹریبوشن کے پائپ لوگوں نے کئی جگہ سے اکھاڑ لئے ہیں اور سکیم بند پڑی ہے۔

(د) سکیم مکمل ہونے کے بعد چلانے کی ذمہ داری مقامی افراد / (سی بی او) کی تھی اس لئے اس کو نقصان پہنچانے والے افراد کے خلاف کارروائی ان ہی کے ذمہ آتی ہے۔

(ہ) اس سکیم کو دوبارہ چلانے کے لئے تخمینہ لگا کر ایم پی اے کی Priority List میں شامل کر لیا گیا ہے سکیم پر دوبارہ کام اسٹیمیٹ کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے بعد باقاعدہ کام شروع کر دیا جائے گا۔

یو سی۔42 شالامار ٹاؤن لاہور میں سیوریج کے مسائل

31: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یو سی۔42 شالامار ٹاؤن میں واسا کے کون کون سے اہلکار کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ اہلکاران موقع پر سیوریج کی صفائی کرتے ہیں؟

(ج) کیا ان کی چیکنگ سینئر افسران کرتے ہیں، اگر ہاں تو ان کی کارکردگی تسلی بخش ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ گلی نمبر 74 نزد نم پیر شالامار ٹاؤن میں سیوریج سسٹم کام نہ کر رہا ہے، ایک ماہ سے پانی گلی میں کھڑا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعدد دفعہ ایس ڈی او اور ایکسین متعلقہ کو تحریری شکایت کی گئی ہے مگر کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے؟

(و) کیا حکومت اس گلی کا سیوریج سسٹم درست کروانے اور متعلقہ ذمہ دار سرکاری ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) شالامار ٹاؤن یونین کونسل 42 میں محکمہ واسا کی طرف سے سب انجینئر جنید الرحمان ٹکٹ نمبر 7597 عرصہ ڈھائی سال سے تعینات ہیں جبکہ ماتحت سینیٹری ورکر کام کرتے ہیں۔

علاقہ میں سٹاف کی کمی کے پیش نظر کوئی مستقل سپر وائزر یا اسسٹنٹ سپر وائزر تعینات نہ ہے۔تفصیل سٹاف مندرج ذیل ہے:۔

نام	عہدہ	ٹکٹ نمبر	عرصہ تعیناتی
مغفور احمد	HPF	2987	5سال
محمد مقصود	P/F	4915	4سال
عبدالغفور	APF	8665	3سال
محمد یوسف	APF	8383	3سال
مشتاق	S/W	8105	6سال
حسن	S/W	5758	7سال
شہزاد	S/W	10261	7سال
حمید	S/W	9999	7سال
سموائیل	S/W	10389	7سال
رانجھا	S/W	5195	7سال
مشتاق	S/W	10439	7سال
تنویر	S/W	10567	7سال

(ب) جی ہاں، جب کبھی بھی علاقہ سے شکایت موصول ہوتی ہے رفع کر دی جاتی ہے۔

(ج) جی ہاں سٹاف کی چیکنگ باقاعدگی سے ہوتی ہے اور ان کی کارکردگی تسلی بخش ہے۔سٹاف کم ہونے کی وجہ سے کبھی کبھی شکایت دور نہیں ہو سکتی جو اگلے دن دور کر دی جاتی ہے۔

(د) یہ درست نہیں ہے کہ گلی نمبر 74 نزد نم پیر میں ایک ماہ سے پانی کھڑا ہے اس علاقہ سے سیور بند ہونے کی شکایت موصول ہوتی رہتی ہے۔جس کو بروقت سٹاف بھیج کر حل کر دیا جاتا ہے۔بار بار بند ہونے کی وجہ گلی نمبر 74 سے ملحقہ گلی ہے۔ جس کا سیور محکمہ واسا نے نہ بچھایا ہے۔

(ہ) جی ہاں۔یہ درست ہے کہ متعلقہ ایس ڈی او کے دفتر میں شکایت کی گئی ہے۔جس کو حل کروا دیا گیا ہے اور اس وقت گلی نمبر 74 میں کوئی سیور بند نہ ہے اور نہ ہی گلی میں گندہ پانی کھڑا ہے۔

(و) محکمہ واسا کا اس گلی میں نیا سیور ڈالنے کا کوئی ارادہ نہ ہے۔سیور لائن کی صفائی کر دی گئی ہے اور سیور لائن کام کر رہی ہے۔اس لئے متعلقہ سرکاری ملازمین کے خلاف کارروائی کا جواز نہیں بنتا۔

این بلاک ماڈل ٹاؤن توسیعی لاہور کے رہائشیوں کے مسائل

49: محترمہ طیبہ ضمیر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ این بلاک ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم میں ایل ڈی اے فلیٹس میں ناجائز تجاوزات کی بھرمار، گراؤنڈ والے فلیٹس میں دکانیں کھولنے کا رجحان حد سے زیادہ ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فلیٹس کے اوپر ڈی ٹائپ فلیگس تعمیر کئے جا رہے ہیں، جو کہ محکمہ کے اہلکاروں کی ملی بھگت اور بغیر نقشہ کے تعمیر کر رہے ہیں، جس کی وجہ سے فلیٹس کی بنیادیں کھوکھلی اور اوپر مزید تعمیر سے کسی بھی وقت فلیٹس زمین پر گر سکتے ہیں اور بہت بڑا جانی نقصان ہونے کا خدشہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ فلیٹس میں تجاوزات کے علاوہ ورکشاپس کھولنے کا رجحان تشویش ناک حد تک بڑھ چکا ہے اور یہ فلیٹس جرائم پیشہ لوگوں کا گڑھ بن چکے ہیں، جس سے رہائش پذیر لوگ بہت پریشان ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فلیٹس کے ارد گرد کوئی دیوار نہ ہے، جس کی وجہ سے سکیورٹی کے مسائل بھی درپیش ہیں؟

(ہ) کیا محکمہ ایل ڈی اے فلیٹس کے ارد گرد دیوار تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ تجاوزات ختم ہو سکیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) این بلاک ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم ایل ڈی اے فلیٹس میں تجاوزات کے خلاف آپریشن کیا جاتا رہا ہے اور آخری آپریشن مورخہ 08-11-11 کو کیا گیا تھا اور ناجائز تجاوز کنندگان کے چالان بھی کئے گئے ہیں۔یہاں کل 101 عدد گراؤنڈ والے فلیٹس کمرشل استعمال میں ہیں۔ ان میں سے 62 عدد فلیٹس 2001-02 میں اس وقت لاگو پالیسی کے مطابق سالانہ بنیاد پر کمرشل کر دیئے گئے۔جب کہ بقیہ 39 عدد فلیٹس ناجائز کمرشل استعمال کئے جا رہے ہیں۔ اس وقت کمرشل پالیسی چونکہ زیر التواء ہے۔اس لئے محکمہ ایل ڈی اے ان ناجائز کمرشل استعمال فلیٹس کو کمرشل کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ان کا حتمی فیصلہ نئی کمرشل پالیسی آنے کے بعد ہی کیا جائے گا۔تاہم ان ناجائز کمرشل استعمال ہونے والے فلیٹس کے

خلاف اس وقت ایل ڈی اے ایکٹ مجریہ 1975 کی زیر دفعہ 35 اور 38 کے تحت چالان کر کے سینئر سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں بھیجیں جاتے ہیں۔

(ب) اس وقت فلیٹس کی بالائی منزل پر کسی قسم کی تعمیر نہ ہو رہی ہے۔ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم این بلاک میں کل 1184 فلیٹس ہیں۔ان میں سے 296 گراؤنڈ فلور فلیٹس ہیں۔جس میں سے 147 فلیٹس کی آخری چھتوں پر کمروں کی شکل میں ماضی میں ہونے والی پرانی تعمیرات ہیں۔جو کہ بالائی منزل پر رہنے والے مالکان اور رہائشیوں نے بنا رکھی ہیں۔

اس وقت محکمہ ایل ڈی اے نے بلڈنگ کنٹرول کے لئے خصوصی عملہ مقرر کیا ہوا ہے تاکہ ان فلیٹس پر کسی قسم کی مزید کوئی ناجائز تعمیرات نہ ہونے پائے۔

(ج) ورکشاپس جو سرکاری اراضی پر تجاوز کریں ان کا چالان کیا جاتا ہے اور موقع سے عارضی انکروچمنٹ ختم کر دی جاتی ہے۔اس جز کا آخری حصہ ایل ڈی اے سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) بمطابق نقشہ سکیم این بلاک ماڈل ٹاؤن توسیعی فلیٹس کے ارد گرد کوئی دیوار منظور شدہ نہ ہے۔

(ہ) این بلاک ماڈل ٹاؤن توسیعی فلیٹس کی کوئی دیوار نقشہ میں منظور نہ ہے لہذا فلیٹس کے ارد گرد دیوار بنانے کی کوئی تجویز نہ ہے۔

جناب علی حید نور خان نیازی: جناب سپیکر! مجھے ٹائم دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نیازی صاحب! مجھے یاد ہے، میں بالکل آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! ایک سال کے بعد تو میرا سوال آیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔رولز کے مطابق وقفہ سوالات کے لئے ایک گھنٹہ ہے۔پلیز تشریف رکھیں۔اب جناب مہدی عباس خان صاحب سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کریں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! آج میرے ساتھ جو حادثہ پیش آیا ہے وہ میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کے علم میں لانا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! ایک منٹ۔ایک رپورٹ پیش ہونی ہے پھر نیازی صاحب بات کریں گے ان کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے 30 سیکنڈ میں اپنی بات ختم کر لینی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

لاہور چیئرنگ کراس پر معزز خاتون رکن اسمبلی سے موبائل فون کا چھن جانا

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آج کے اجلاس میں شرکت کے لئے جب میں پونے تین بجے چیئرنگ کراس پر پہنچی اور میری گاڑی اشارے پر کھڑی تھی۔میں ڈرائیور کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک ایک آدمی آیا جس نے سکیورٹی گارڈ کی وردی پہنی ہوئی تھی، ٹوپی بھی پہنی ہوئی تھی لیکن بیلٹ نہیں تھی اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور سیٹ پر رکھا ہوا میرا موبائل اٹھا کر بھاگا تو میں نے اپنے ڈرائیور سے کہا کہ اس کا پیچھا کرو، ڈرائیور فوری طور پر گاڑی سے نکل کر اس کے پیچھے بھاگا۔90 شاہراہ کے سامنے سڑک کے درمیان جنگلہ ہے اور میں اپنی آنکھوں سے دیکھتی رہی کہ وہاں پر کم از کم چھ، سات پولیس والے موجود تھے، وارڈن موجود تھا۔چیئرنگ کراس پر بے تحاشا پولیس تھی۔میرا ڈرائیور آوازیں دیتا ہوا اس کے پیچھے بھاگ رہا ہے کہ یہ موبائل snatch کر کے لے گیا ہے۔میں گاڑی کے شیشے کھول کر وہاں چیخ رہی ہوں۔

جناب سپیکر! مجھے موبائل snatch ہونے کا اتنا غم نہیں ہے جتنا اس بات کا غم ہے کہ ان پولیس والوں نے میری کسی دہائی پر، میرے ڈرائیور کے پیچھا کرنے پر کسی نے آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔کئی منٹ گزرنے کے بعد ٹریفک وارڈن تشریف لائے اور کہنے لگے کہ آپ گاڑی ہٹائیں۔میں نے کہا کہ آپ کو نظر نہیں آ رہا کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے اور میں چیخ رہی ہوں؟ بجائے اس کے کہ آپ میری مدد کے لئے آئیں اور وائرلیس کریں الٹا آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ گاڑی ہٹائیں تو اس وارڈن نے میری بات سنی ان سنی کر دی منہ پھیرا اور دوسری طرف چل دیا۔میرا ڈرائیور واپس آیا تو میں نے پھر واویلا کیا اور میں گاڑی سے اس لئے نہیں نکلی کہ پیچھے سے کوئی میرا پرس بھی اٹھا کر نہ لے جائے۔میں پولیس والوں کی طرف اشارے کر کے ان کو بلاتی رہی لیکن ایک پولیس والا بھی میری دہائی دینے پر میرے قریب نہیں آیا۔مجھے یہ بتا دیجئے کہ کیا پولیس والوں کو یہ instructions تھیں کہ

یہاں پر یہ واقعہ ہو گا اور آپ نے آنکھ اٹھا کر بھی اس گاڑی کی طرف نہیں دیکھنا؟ پولیس والوں کے اس رویے پر مجھے کوئی تسلی دی جائے۔ یہ لاء اینڈ آرڈر کا انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے اس لئے اس پر ایوان میں بات کرنے کے لئے کوئی ٹائم رکھا جائے۔ میری گاڑی پر ایم پی اے کی پلیٹ لگی ہوئی ہے لیکن وارڈن مجھے دیکھ کر واپس ہو گیا، پولیس والا کوئی نہیں آیا۔ میں اسمبلی میں آئی اور سیدھی رانا ثناء اللہ صاحب کے پاس گئی اور سارا معاملہ ان کے گوش گزار کیا۔

جناب سپیکر! ٹھیک ہے کہ اتنی پولیس کی موجودگی میں وہ موبائل فون چھین کر چلا گیا، یہاں پر بے روزگاری ہے، لوگ ڈکیتیاں کر رہے ہیں لیکن پولیس والے میری دہائی پر کیوں نہیں آئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا point بڑا valid ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: کیا یہ سب کچھ مجھے روکنے کے لئے کیا گیا ہے؟ کیا یہ واقعہ کسی understanding کے تحت ہوا ہے؟ میں اپنے آپ کو بہت زیادہ unsecure feel کر رہی ہوں۔ میرے ذہن میں بہت سارے سوالات اٹھ رہے ہیں کہ یہ واقعہ ایسے ہوا ہے کہ پولیس والے دانستہ طور پر stuck ہو کر کھڑے رہے ہیں اور کسی نے میری طرف دیکھنے کی کوشش تک نہیں۔ میں اس سلسلے میں شدید پریشان ہوں۔ میرے ساتھ اس طرح ہو رہا ہے، میری آواز دبانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ لہذا اس سلسلے میں مجھے تسلی دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ لاء منسٹر صاحب! کیا محترمہ آپ کے پاس آئی تھیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا ہے اس پر ہمیں افسوس اور تشویش ہے۔ محترمہ میرے پاس تشریف لائیں اور انھوں نے مجھے اسی طرح بتایا کہ یہ واقع میرے ساتھ پیش آیا ہے۔ یہ سول لائن کا ایریا بنتا ہے، میں نے اسی وقت سول لائن کے ایس پی آپریشن اور ایس پی انوسٹی گیشن کو بلا کر محترمہ کے ساتھ ان کی میٹنگ کروائی اور میں نے ان سے دو چیزیں کہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ اس بارے میں محترمہ جو بھی کارروائی چاہتی ہیں، ایف آئی آر درج کروانا چاہتی ہیں تو آپ فوری طور پر ایف آئی آر درج کریں اور وہاں پر جو لوگ موجود تھے جو on duty تھے ان سے متعلق پوری معلومات حاصل کریں اور ان سے جواب لیں کہ انھوں نے اس وقت respond کیوں نہیں دیا؟ اگر یہ پایا گیا کہ کسی پولیس ملازم نے جس کی وہاں ڈیوٹی تھی

اس نے proper respond نہیں کیا تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ میں پھر عرض کر دیتا ہوں کہ میں نے پولیس والوں سے کہا کہ محترمہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا ہے اس کا مقدمہ بھی درج کریں اور ملزم بھی تلاش کریں۔ ایس پی صاحب ان کے ساتھ بیٹھے ہیں and she was satisfied after that محترمہ نے باقی سارا افسانہ تو سنایا ہے لیکن اس بات کا ذکر نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس اسمبلی کے معزز رکن کے ساتھ ایک direct incident ہوا ہے اور ہوا بھی بالکل اسمبلی کے باہر ہے۔ اگر اسمبلی کے باہر سکیورٹی کا یہ عالم ہوگا تو پھر باقی جگہوں کی کیا گارنٹی دے سکتے ہیں؟ رانا صاحب! یہ بالکل ٹھیک ہے کہ آپ نے ایس پی آپریشن اور ایس پی انویسٹی گیشن کو بلایا ہے لیکن وہ ملازمین جو اس وقت ڈیوٹی پر موجود تھے یہ ان کا فرض بنتا تھا ایک ایم پی اے کیا اگر وہاں ایک خاتون بھی کھڑے ہو کر واویلا کر رہی ہے تو وہ آ کر سنتے اور ان سے بات کرتے ۔ میں آپ سے کہوں گا کہ آپ فوری طور پر انھیں بلائیں اور محترمہ کو ساتھ بٹھا کر وہاں جو جو بھی پولیس ملازمین موجود تھے ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں اپنے سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! پلیز ذرا ایک منٹ بیٹھیں۔ میں وقفہ سوالات ختم کر چکا ہوں۔ announce کر چکا ہوں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 1729 کا جواب درست نہیں ہے اور میں اس سے مطمئن بھی نہیں ہوں لہذا اسے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ pending کیا جاتا ہے۔ سیکرٹری صاحب نے note کر لیا ہے، آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا سوال بھی pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب نہیں۔ اگر آپ پہلے کہتے تو کر لیتے، اب تو محکمے والے جا چکے ہیں۔ چونکہ محترمہ نے کہا ہے کہ میں بات کرنے کے لئے کھڑی ہوئی تھی لیکن درمیان میں دوسری معزز رکن بات کرنے کے لئے کھڑی ہو گئیں اس لئے وہ بات نہیں کر سکی تھیں۔ جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ جوئس روفن جولیس: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کے لئے وقت دیا۔ میں آپ کی توجہ اس اشتہار برائے بھرتی کی طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں جو کہ منڈی بہاؤالدین میں بھرتی کے حوالے سے ہے۔ اس اشتہار میں درخواستیں مانگی گئی ہیں جس میں سینٹری ورکرز کے لئے "غیر مسلم، اقلیت" لکھا گیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز وزیر اقلیتی امور کی توجہ مبذول کروانا چاہتی ہوں کہ میاں شہباز شریف صاحب نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اقلیتوں کو ملازمتوں کے اندر quota دیا جائے گا۔ اگر یہی سینٹری ورکرز کا quota دینا ہے تو پھر وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں۔ ہمارے لوگ تو پہلے ہی بطور سینٹری ورکرز کام کر رہے ہیں۔ یہ ہم اقلیتوں کی بدنصیبی ہے کہ 35 سال پہلے ہمارے تعلیمی ادارے پیپلز پارٹی نے nationalize کر لئے تھے ورنہ آج ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے اور ہمیں quota مانگنے کی کبھی ضرورت پیش نہ آتی۔ کرسمس کے موقع پر وزیر اعلیٰ نے اپنی تقریر میں وزیر اقلیتی امور کو "شیر" کہا تھا تو یہ ایک بڑھک وزیر اعلیٰ کے آگے ماریں کہ اقلیتوں کو quota میں سے اچھی جگہوں پر نوکریاں دی جائیں۔ ہمارے لڑکے بھی بی اے اور ایف اے پاس ہیں۔ ہم نے کوئی sweeper بننے کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا۔ جب پاکستان بنا تھا تو تعلیم اور صحت دونوں شعبے اقلیتوں کے پاس تھے ہم نے یہاں پر بڑی خدمت کی ہے اس لئے ہمیں اچھے عہدے بھی دیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ جو شیر ہوتا ہے وہ بڑھک نہیں مارتا بلکہ وہ دھاڑتا ہے۔ اب ذرا ہم منسٹر صاحب کی دھاڑ سن لیتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! میری بہن نے ابھی بات کی ہے کہ پیپلز پارٹی کے دور میں ان کے ادارے nationalize کئے گئے۔ میں کہتی ہوں کہ اس وقت تو ان کے بچے ان سکولوں میں پڑھتے تھے آج جب ان کو یہ ادارے واپس ملے ہیں تو ان کے بچے فیسیں نہ دے سکنے کی وجہ سے ان اداروں میں نہیں پڑھ سکتے۔ آپ کے لوگ سینٹری ورکرز کے علاوہ اسامیوں پر بھی بھرتی ہونے چاہئیں لیکن پیپلز پارٹی نے آپ کا فائدہ کیا تھا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہ بالکل ٹھیک بات ہے کہ میاں شہباز شریف صاحب جو کہ خادم اعلیٰ پنجاب ہیں نے اپنی توجہ کو اس community کی طرف مبذول کیا ہے جو کہ ماضی میں محرومیوں کا شکار رہی ہے اور جن کو ہمیشہ ماضی کی حکومتوں نے neglect کیا۔ اس وقت ان کی ضرورت اور demand کو مدنظر رکھتے ہوئے quota کی بحالی کا

اعلان کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ quota کی بحالی کے ساتھ ساتھ آبادی کے تناسب سے نمائندگی کو یقینی بنانے کے لئے notification کی تیاری بھی اس وقت آخری مراحل میں ہے۔ میں محترمہ کو یقین دلاتا ہوں کہ بہت جلد اسی مہینے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ باقاعدہ notification جاری کیا جائے تاکہ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام سرکاری ملازمتوں میں اقلیتوں کو موثر نمائندگی دی جائے اور ان کے quota کو بحال کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میرا خیال ہے کہ نور خان نیازی صاحب کو قرارداد پیش کر لینے دیں۔ وہ بڑی دیر سے اجازت مانگ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں بڑی relevant بات کرنا چاہتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ محترمہ روفن جولیس صاحبہ نے بڑی proper بات کہی ہے لیکن مجھے وہ زمانہ یاد آ رہا ہے کہ جب وہ یہاں بطور وزیر بیٹھی ہوتی تھیں اور ہم وہاں کھڑے ہو کر یہی رونا روتے تھے کہ خدا کے واسطے اقلیتوں کو صرف سینٹری ورکرز ہی بھرتی نہیں کیا جانا چاہئے۔ ابھی تو ہماری حکومت کو آئے ہوئے سات آٹھ مہینے ہوئے ہیں۔ یہ جو کام اپنے پانچ سالہ دور میں نہیں کر سکے ہم انشاءاللہ جب پانچ سال پورے کر کے جائیں گے تو وہ سب کر کے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، محترم نور نیازی صاحب!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ضلع میانوالی میں پولیس چیک پوسٹ پر بم دھماکے کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ضلع میانوالی میں پولیس چیک پوسٹ پر بم دھماکے کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

میرا خیال ہے کہ اس پر کوئی مخالفت نہیں ہے۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ضلع میانوالی میں پولیس چیک پوسٹ پر بم دھماکے کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد

میانوالی میں پولیس چیک پوسٹ پر حملے کی مذمت، شہید ہونے والوں کے لئے خراج تحسین اور لواحقین سے ہمدردی کا اظہار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محرک قرارداد پیش کریں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ضلع میانوالی میں پولیس چیک پوسٹ پر ہفتے کی صبح ہونے والے دہشت گردی کے حملے کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان اس حملے کے نتیجے میں شہید ہونے والے پولیس اہلکاروں کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ دہشت گردی کی ان مذموم کارروائیوں کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ کو بے نقاب کرنا ضروری ہے۔ یہ ایوان اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ پاکستان کی سالمیت اور بقاء کے دشمنوں کی پشت پناہی سے کئے گئے ان بزدلانہ اقدامات سے پاکستان کے عوام اور ان کو تحفظ فراہم کرنے والے محافظوں کو ڈرایا نہیں جا سکتا۔ یہ ایوان پنجاب حکومت کی جانب سے مرحومین کے ورثاء کو دی جانے والی مالی امداد کو بھی سراہتا ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: میں پہلے یہ بتا دوں کہ یہ قرارداد رانا ثناء اللہ خان، وزیر قانون، راجہ ریاض احمد سینئر وزیر، چودھری ظہیر الدین قائد حزب اختلاف، مخدوم سید احمد محمود، جناب علی حیدر نور نیازی اور جناب ثناء اللہ مستی خیل نے مشترکہ طور پر move کی ہے۔
یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ضلع میانوالی میں پولیس چیک پوسٹ پر ہفتے کی صبح ہونے والے دہشت گردی کے حملے کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان اس حملے کے نتیجے میں شہید ہونے والے پولیس اہلکاروں کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ دہشت گردی کی ان مذموم کارروائیوں کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ کو بے نقاب کرنا ضروری ہے۔ یہ ایوان اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ پاکستان کی سالمیت اور بقاء کے دشمنوں کی پشت پناہی سے کئے گئے ان بزدلانہ اقدامات سے پاکستان کے عوام اور ان کو تحفظ فراہم کرنے والے محافظوں کو ڈرایا نہیں جا سکتا۔ یہ ایوان پنجاب حکومت کی جانب سے مرحومین کے ورثاء کو دی جانے والی مالی امداد کو بھی سراہتا ہے۔"

(اذان مغرب)

میرا خیال ہے کہ اس قرارداد کی مخالفت تو کوئی بھی نہیں کرے گا کیونکہ یہ قرارداد متفقہ طور پر آئی ہے۔ اگر اس پر کوئی معزز رکن بات کرنا چاہتا ہے، وزیر قانون صاحب اس پر کوئی بات کرنے کی ضرورت ہے یا اس پر direct voting کروا دی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس پر voting کروا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ضلع میانوالی میں پولیس چیک پوسٹ پر ہفتے کی صبح ہونے والے دہشت گرد حملے کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان اس حملے کے نتیجے میں شہید ہونے والے پولیس اہل کاروں کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ دہشت گردی کی ان مذموم کارروائیوں کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ کو بے

نقاب کرنا ضروری ہے۔ یہ ایوان اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ پاکستان کی سالمیت اور بقاء کے دشمنوں کی پشت پناہی سے کئے گئے ان بزدلانہ اقدامات سے پاکستان کے عوام اور ان کو تحفظ فراہم کرنے والے محافظوں کو ڈرایا نہیں جا سکتا۔ یہ ایوان پنجاب حکومت کی جانب سے مرحومین کے ورثاء کو دی جانے والی مالی امداد کو بھی سراہتا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں پنجاب مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جناب مہدی عباس خان مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

جناب مہدی عباس خان: میں یہ رپورٹ پیش کرتا ہوں کہ:

The Provincial Motor Vehicle (Amendment) Bill, 2009
(Bill No.9 of 2009)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش کی گئی۔ (رپورٹ پیش ہوئی)

اب نماز کے لئے 15 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد 6 بج کر 19 منٹ پر جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پوائنٹ آف آرڈر

ایس۔ایچ۔او منصور آباد (فیصل آباد) کے بہنوئی اور بھائی کا مسلح افراد کے ساتھ معزز رکن اسمبلی کے گھر پر حملہ اور آگ لگانے کی کوشش

(۔۔۔جاری)

ڈاکٹر اسد معظم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میرے ساتھ فیصل آباد میں جو واقعہ پیش آیا تھا اس کو پوائنٹ آف آرڈر پر میں نے اجلاس کے شروع ہونے والے دن پیش کیا تھا اور سپیکر صاحب نے مہربانی کرتے ہوئے ایک سپیشل کمیٹی بنائی تھی جس کا ایک اجلاس ہو گیا ہے لہذا میری استدعا ہے کہ اس میں جو بھی کارروائی ہوئی ہے اس کو ہاؤس کے floor پر پیش کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے آٹھ سالہ دور میں آپ کی بڑی contribution رہی ہے اور آپ ماشاء اللہ بڑے dedicated ساتھی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو اس کا فوری طور پر ازالہ بھی ہونا چاہئے۔ لاء منسٹر صاحب! اس کمیٹی کی میٹنگ میں اب تک کیا ہوا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو کمیٹی اس حوالے سے بنی تھی اس کا ہم نے ایک اجلاس کیا ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب کا basic grievance یہ تھا کہ انہوں نے جو مقدمہ درج کروایا تھا اس پر investigation conclude نہیں ہو رہی تھی۔ دوسرا یہ کہ ان کے خلاف ایک cross version baseless درج کر دیا گیا تھا جس میں ان کے والد محترم جو کہ بیمار بھی ہیں اور اس وقت ان کی تقریباً 75 سال کے قریب عمر ہے ان کو انہوں نے ملزم نامزد کیا تھا۔ کمیٹی کے بننے اور کمیٹی کے اجلاس ہونے کے درمیان کے عرصے میں سارے معاملے کو monitor کیا گیا ہے۔ اس کمیٹی میں اب conclude یہ ہوا ہے کہ جو انہوں نے پرچہ درج کروایا تھا اس میں تمام ملزمان کو چالان کیا گیا ہے اور ان کے خلاف cross version کو خارج کر دیا گیا ہے۔ نہ صرف خارج کر دیا گیا ہے بلکہ وہ cross version جس آفیسر نے without any base درج کیا تھا، کہا ہے کہ اس کے خلاف بھی proceed کیا جائے۔ اس کے علاوہ انہوں نے police officials کے متعلق

بات کی تھی کہ انہوں نے during this course threat کیا ہے جس کے بارے میں ڈی آئی جی/ سی پی او فیصل آباد کے ذمہ لگایا ہے کہ وہ within two weeks اس aspect کی انکوائری کر کے رپورٹ کمیٹی کو پیش کریں۔ اس رپورٹ کے مطابق ان کے خلاف proceed کیا جائے گا۔ اب اس میں دو طرح سے بات آگے بڑھ سکتی ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب چاہیں تو یہی کمیٹی اس معاملے کو دو ہفتے بعد اپنے اجلاس میں دیکھ لے اور اگر یہ چاہیں تو انہوں نے کمیٹی کے اجلاس میں جو بیان اور grievances کا اظہار کیا ہے اس کو بے شک as privilege motion consider کرتے ہوئے اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میں ہاؤس کا، آپ کا اور کمیٹی کے ممبران خاص طور پر کمیٹی کے سربراہ رانا ثناء اللہ صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ جس طرح اس دن انہوں نے کمیٹی کی میٹنگ کو conduct کیا وہ قابل تحسین ہے۔ یہ واقعہ جو یکم جنوری کو میرے ساتھ پیش آیا میں اس سے تھوڑا پیچھے جانا چاہوں گا اور سیاق و سباق کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ 2006 میں میرے بچوں کو فیصل آباد سلیمی سی این جی کے باہر سے اغواء کرنے کی کوشش کی گئی تھی جس میں میرا ڈرائیور اور بچوں کے ساتھ گن مین نے حوصلہ دکھایا۔ چونکہ وہ میرے علاقے میں واقع ہے اس لئے سلیمی سی این جی پر تعینات دو گارڈز میری گاڑی سے واقف تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ ڈاکٹر اسد معظم کی گاڑی کو روکا گیا ہے جس میں صرف اس کے دو بچے اور دو ملازم تھے، گن پوائنٹ پر بچوں کو چھیننے کی کوشش کی جا رہی ہے تو ان گارڈز نے ان اغواء کاروں پر فائرنگ کی جس سے وہ بھاگ گئے اور میرے بچے اغواء ہونے سے بچ گئے۔ جس direction میں وہ اغواء کار گئے اس کی روشنی میں بعد میں ایک شخص trace ہوا جو کہ مختلف ransom کی وارداتوں میں involve تھا جس کا نام شادا لوہار ہے اور اس کو بعد میں پولیس مقابلے میں مار دیا گیا۔ میں یہاں پر یہ بات ریکارڈ کے لئے کہوں گا کہ شادا لوہار کے مرنے سے پہلے تقریباً دو سے تین سال تک اسی شخص سے مسلسل رابطہ تھا جو کہ زبردستی میرے گھر میں داخل ہوا جس کا نام عاطف محمود ہے۔ یہ انسپکٹر اور سب انسپکٹر کا فیصل آباد میں پورا ایک ٹولہ ہے جو پولیس کی اپنی رپورٹ کے مطابق ransom کی وارداتوں میں involve تھے۔ اس شادے لوہار نامی شخص نے دو بچوں کو زندہ ذبح کر دیا تھا اور تین سے اس نے پیسے بھی وصول کئے تھے۔ جب آخری دفعہ اس کو گرفتار کیا گیا اور بعد میں پولیس مقابلے میں مار دیا گیا تو اس وقت بھی اس شخص کے

قبضے میں پیپلز کالونی کا ایک بچہ تھا جو کہ بعد میں جڑانوالہ کے پاس سے سڑک پر روتا ہوا ملا۔ فیصل آباد کا ایک اور بدمعاش جس کا نام عمران اصغر تھا اس کے ساتھ بھی اس کے ٹیلیفون پر تین سے چار سال کے رابطے تھے اور بعد میں وہ شخص بھی قتل، ڈکیتی، ransom بھتے میں اور مختلف وارداتوں میں فیصل آباد میں دہشت کی علامت بن گیا تھا۔ وہ ٹیلیفون ریکارڈ یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ اس رانا عاطف محمود کا اس شخص کے ساتھ بھی رابطہ تھا۔ میں ریکارڈ کے لئے پیش کرنا چاہوں گا کہ 9- ستمبر 2008 کا "Dawn" اخبار جس کے مطابق allege رابطوں کی ایک پوری داستان اس اخبار میں شائع ہوئی۔ اس رپورٹ کے بعد پولیس کا محکمہ اگر ان ملزمان کو جو کہ اغواء کاروں، قاتلوں اور ڈکیتوں کے ساتھ تعلقات ثابت ہونے کے باوجود سزا بھی دیتا ہے تو ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں ٹرانسفر کر دیتا ہے۔ آپ مجھے بتائیے کہ پہلے وہ فیصل آباد کی عوام پر ظلم و ستم ڈھاتے رہے اور اس کے بعد ظلم و ستم ڈھانے کے لئے کوئی جھنگ چلا گیا، کوئی ٹوبہ ٹیک سنگھ چلا گیا، کوئی کہیں اور چلا گیا تو یہ کہاں کی سزا ہے، یہ کہاں کا سسٹم ہے، یہ کہاں کی گڈ گورننس ہے؟ یہ سب کچھ پچھلی حکومت کے دور میں ہوتا رہا ہے۔ میں یہاں یہ بات کروں گا کہ good governance کے لئے میاں محمد شہباز شریف صاحب کا نام بہت عام ہے اور ہر جگہ ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ خدارا! ان لٹیروں، ڈاکوؤں اور ان پولیس والوں سے جو کہ وردی میں پنجاب کی عوام کے ساتھ ظلم و ستم کر رہے ہیں، ان کو اس سروس سے نکالا جائے اور ان کو ان کے جرم کی قرار واقعی سزا دی جائے کیونکہ یہ لوگ اپنے آپ کو untouchable سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد میں آپ سے اور اس ہاؤس سے یہ بھی استدعا کروں گا کہ جس طرح پچھلے دور میں disciplinary force جو کہ پولیس فورس ہے اس کو قتل و غارت کے لئے use کیا جاتا ہے ان لوگوں کو question کیا جائے اور ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس کے بعد ہاؤس سے التماس ہے کہ یہ کمیٹی اپنی جگہ پر قائم رہے کیونکہ یہ مسئلہ لاء اینڈ آرڈر کا بھی ہے۔ یہ مسئلہ نہ صرف ایک ایم پی اے کے ساتھ زیادتی کا ہے بلکہ یہ پورے فیصل آباد ضلع کا لاء اینڈ آرڈر کا بھی مسئلہ ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ یہی کمیٹی اس مسئلے کو آگے بھی probe کرے کیونکہ وہ لوگ آج بھی مجھے دھمکیاں دے رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر ایک دفعہ تمہارے بچے بچ گئے تو دوسری دفعہ نہیں بچیں گے۔ وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ گولی راستہ نہیں پوچھتی، گولی ایم پی اے کے جسم کو نہیں پہچانتی۔ میں یہ بات on the floor of the House کہنا چاہوں گا میرے بچے کہیں بھی ملک سے باہر بھی رہ سکتے ہیں مگر خدا کی قسم میں ایسے ظالموں کو نہیں چھوڑوں گا۔ میں رانا

صاحب اور آپ سے التماس کروں گا کہ properly اس کو probe کیا جائے۔ میں ریکارڈ کے لئے ان SHOs کے نام بھی لینا چاہوں گا جن کا یہ گروپ ان وارداتوں میں involve ہے، ان میں ایک شخص رانا عطاء جو کہ اس وقت سپیشل برانچ میں ملازم ہے، دوسرے کا نام علمدار شاہ ہے جو ransom اور تمام ملزمان کے ساتھ allege رابطے رکھتا تھا، تیسرے کا نام رانا عاطف اور چوتھے کا نام رانا وسیم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ان وارداتوں میں ملوث ہیں۔ "Dawn" اخبار اور secret agencies کے پاس ان کا پورا ریکارڈ موجود ہے۔ میری کمیٹی سے التماس ہے کہ ریکارڈ کو طلب کر کے باقاعدہ study کیا جائے اور اس کے بعد جو فیصلہ کیا جائے اس کو باقاعدہ ہاؤس میں پیش کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اس میں جو already بات ہوئی ہے یہ بڑی serious قسم کی بات ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسد معظم صاحب کی بات واقعی بڑی serious اور بالکل درست ہے۔ اسی طرح سے اس دن کمیٹی کے سامنے بھی انہوں نے ان لوگوں کے نام لئے تھے اور یہ ساری انفارمیشن بھی دی تھی۔ اگر ڈاکٹر صاحب کا خیال ہے کہ یہی کمیٹی اس کو further probe کرے اور بطور Privilege Motion کے استحقاق کمیٹی کو refer نہیں کرنا چاہتے تو پھر جس قسم کی انفارمیشن اور probe کی بات انہوں نے کی ہے تو پھر آپ اس کمیٹی کا ٹائم اگلے سیشن تک بڑھا دیں تاکہ مزید میٹنگ کر کے اس معاملے کو probe بھی کر لے اور محکمہ کو ہم نے اسی دن ان لوگوں کے نام refer کر دیئے تھے کہ وہ اپنے طور پر probe کریں اور ان کے خلاف disciplinary action لیا جائے۔ کمیٹی کے سامنے جو حقائق آئیں گے وہ بھی ایوان کے سامنے رکھ دیئے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میرا خیال ہے کہ ٹھیک ہے کیونکہ کمیٹی اپنا کام بھی کرتی رہے اور اس میں جو ریکارڈ ان کے پاس ہے اس کے مطابق کارروائی بھی کرے تو یہ اگلے سیشن تک pending کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر اسد معظم: ٹھیک ہے جناب!

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: اب توجہ دلاؤ نوٹس کا ٹائم ہے۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد یار ہراج اور ڈاکٹر سامیہ امجد کا ہے جس کا نمبر 168 ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جس طرح ڈی جی خان کے متعلق پہلے بات ہوتی رہی ہے تو یہ بڑا اہم ہے اور اسے pending کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔

وزیر محنت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر محنت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! اپوزیشن کے بغیر ایوان کی کارروائی بے مزہ ہوتی ہے تو کیا اپوزیشن کو بلانے کا کوئی پروگرام نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اپوزیشن نے بائیکاٹ کیا ہے؟

وزیر محنت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ جب نماز کے وقفہ کا اعلان کیا تو انہوں نے بھی بائیکاٹ کا اعلان کر دیا تھا کہ آپ انہیں وقت نہیں دے رہے اور وہ پریس کانفرنس کرنے چلے گئے تھے۔ ان سے رابطہ تو کرنا چاہئے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بائیکاٹ نماز کا کیا تھا یا اجلاس کا کیا تھا؟ (قہقہہ)
میرا خیال ہے کہ اپوزیشن کے ایک دو ممبر تو یہاں پر تشریف فرما ہیں لیکن پھر بھی وزیر محنت اشرف خان سوہنا اور وزیر جیل خانہ جات چودھری عفور، آپ دونوں صاحبان اپوزیشن کے پاس جائیں۔۔۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! بائیکاٹ تو ہوا نہیں ہے تو پھر آپ کیوں انہیں منانے کے لئے بھجوا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جس طرح ایک وزیر نے باقاعدہ ایک بات کو mention کیا ہے۔ ویسے میرے علم میں نہیں ہے۔۔۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اگر اپوزیشن کا ایک آدمی بھی موجود ہو تو اس کو بائیکاٹ تصور نہیں کیا جاتا اور وہ اصولاً بائیکاٹ ہے بھی نہیں۔ سوہنا صاحب ویسے ان سے پیار محبت کی کوئی بات کرنا چاہیں تو چلے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گھرال صاحب! آپ تو باہر سے آرہے ہیں تو کیا کوئی بائیکاٹ ہے؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ زبردستی بائیکاٹ کرانا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں نوانی صاحب! ہماری ہمیشہ یہ intention رہی ہے کہ دونوں sides کو ساتھ لے کر چلیں اور اگر اپوزیشن موجود نہیں تو یہ پوچھنا میرا فرض بھی ہے کہ وہ کدھر ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! بائیکاٹ اس وقت ہوتا ہے جب House میں یہ کہا جائے کہ ہم بائیکاٹ کر کے جا رہے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ کارروائی کو آگے چلائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، اگلا توجہ دلاؤ نوٹس سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

لاہور میں نائب صدر پیپلز پارٹی کا قتل

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے توجہ دلاؤ نوٹس کا نمبر 162 ہے کہ کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق ملک شاہد امتیاز نائب صدر پیپلز پارٹی لاہور مورخہ 31-جنوری 2009 کو نامعلوم افراد کی فائرنگ سے قتل ہو گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ واقعہ کے ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے؟

(ج) متعلقہ انتظامیہ نے آج تک کیا کارروائی کی، مکمل صورتحال سے آگاہ فرمائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کے جواب کے مطابق یہ وقوعہ اس طرح سے ہے کہ 31-1-09 کو نامعلوم افراد نے ویسٹ مین روڈ پر ایک بجے کے قریب جب مرحوم امتیاز صاحب اپنے brother-in-law کے ساتھ جا رہے تھے کہ ان کے اوپر فائرنگ کی گئی جس سے ان کی ہلاکت ہو گئی۔ پولیس ٹیم ایس پی انویسٹی گیشن کی زیر نگرانی انویسٹی گیشن کر رہی ہے اور اس سلسلے میں ابھی جو حقائق سامنے آئے ہیں انہیں disclose کرنا مناسب نہیں ہو گا کیونکہ انویسٹی گیشن in progress ہے لیکن اس حوالے سے انویسٹی گیشن ایجنسی کافی قریب پہنچ چکی ہے اور یہ قتل ایک دو دنوں میں انشاءاللہ تعالیٰ sought out ہو جائے گا اور ملزمان پکڑے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ rules کے مطابق اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ کوئی مزید سوال ہو تو وہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ منسٹر صاحب نے on the Floor of the House assurance دی ہے کہ تفتیش بھی مکمل ہو جائے گی اور ملزمان بھی گرفتار ہو جائیں گے کیونکہ کچھ نہ کچھ ہوا ہو گا تو جس کی بنیاد پر انہوں نے یہ بات کی ہے۔ ایک دو دن انتظار کر کے اس پر آپ دوبارہ بات کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ یہ تو وقت گزارنے کے بہانے ہوتے ہیں کہ ایک دو روز میں ملزم پکڑے جائیں گے۔ ہمارے پنجاب میں سیاسی ورکروں کو مارا جا رہا ہے۔ پچھلے دنوں مسلم لیگ (ن) کا ایک ورکر قتل ہو گیا تھا اور اب یہ ایک ہمارا قتل ہو گیا ہے۔ پولیس ناکے پر جب کھڑی ہوتی ہے تو شراب والوں اور چرس لے کر جانے والوں کو تو ایک منٹ میں پکڑ لیتی ہے اور اس قسم کے heinous crime پر یہ توجہ ہی نہیں دیتے۔ آج تک جتنے بھی قتل ہوئے ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی ملزم پکڑا گیا ہو اور آپ اسمبلی کا ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں ہر توجہ دلاؤ نوٹس کے جواب میں یہی آتا ہے کہ ایک دو دن میں ہم اسے trace کر لیں گے، ہم یہ کر لیں گے۔ جس ایس پی کی سربراہی میں یہ کمیٹی بنائی گئی ہے ایک دفعہ بھی وہ ایس پی خود موقع پر گیا ہے؟ اس کا S.D.P.O چلا گیا یا پولیس والے کوئی اور انسپکٹر وغیرہ چلے گئے۔ جو بندہ اس کی سربراہی کر رہا ہے جب وہ خود ہی موقع پر نہیں گیا تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایمانداری کے ساتھ اپنے فرائض سر انجام دے رہا ہے؟ میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا۔ اگر وہ دو دن کا کہہ رہے ہیں تو میں مان لیتا ہوں لیکن میں یہ بات گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ دو دن کے بعد کچھ بھی نہیں ہونا اور پھر جب میں نے کھڑے ہو کر بات کرنی ہے تو مجھے یہ جواب ملے گا کہ اب وہ ٹائم گزر گیا ہے، اب وہ بات گزر گئی ہے اور اب وہ dispose of ہو

گئی ہے۔ پولیس والوں نے اپنے پرانے ہتھکنڈوں پر ہی قائم رہنا ہے۔ اگر راناصاحب یہ سمجھتے ہیں کہ دو دن میں وہ بندے پکڑ لیں گے تو وہ یہ بات ایک دفعہ floor پر کہہ دیں۔ مجھے تسلی ہے اور میں دو دن بعد پوچھ لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو پیش رفت ہوئی ہے اس سے متعلق I.G.P نے محترم وزیر اعظم کو بھی اعتماد میں لیا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک چیز جو سامنے آتی ہے اس کو further verify اس لئے کیا جاتا ہے کہ بعد میں کوئی کمی کوتاہی سامنے نہ آئی کیونکہ یہ نامعلوم ملزم تھے تو اس سلسلے میں ابھی شناخت بھی involve ہے تو اس سارے process سے مرحوم کی فیملی بھی پوری طرح سے آگاہ ہے۔ اس حوالے سے legal formalities کو بھی پورا کرنا ہوتا ہے اور اگر اس سے پہلے میں یہاں پر کوئی statement دے دوں جو کل اخبارات میں شائع ہو جائے تو پھر یہی statement اس case کو fire back کرے گی۔ اس معاملے میں progress ہوئی ہے اور میں ایسے ہی نہیں کہہ رہا ورنہ میں یہ کہہ دیتا کہ نامعلوم ملزمان ہیں، پولیس انہیں تلاش کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ باقی یہاں پر انہوں نے ایس پی انوسٹی گیشن ڈاکٹر حیدر اشرف کے بارے میں کہا ہے کہ وہ موقع پر نہیں گئے تو میں اس بات کو چیک کر لیتا ہوں۔ وہ اس سارے معاملے کو deeply investigate کر رہے ہیں اور یہ ساری progress انہی کی کوشش سے ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ ضرور موقع پر گئے ہوں گے لیکن اگر اس میں کوئی کوتاہی ہے تو اسے بھی دور کروادیں گے۔ مدعی فریق نے صوفی نذیر کے متعلق کہا تھا کہ اس کے ساتھ ہماری تھوڑی بہت رنجش ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ ملزم ہو جس پر اسے باقاعدہ پکڑ کر interrogate کیا گیا۔ اس کے بعد مدعی فریق نے ہی قسم وغیرہ پر اسے clear کیا کہ یہ ہمارا ملزم نہیں ہے۔ اس بارے میں پوری تندہی سے proceed کیا گیا ہے اور اس میں قطعی طور پر کوئی کوتاہی یا غفلت نہیں کی گئی۔ میں اپنے بھائی حسن مرتضیٰ صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں جو میری ان سے بات ہوئی ہے اس بات کو میں due to legal technicality یہاں پر disclose نہیں کر رہا اس میں proper پیشرفت ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ملزمان بہت جلد انصاف کے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! اس میں ان کی بڑی clear statement آ گئی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ان سے اتفاق کرتا ہوں وہ صحیح کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے جو فرمایا ہے کہ ملزم دو دن میں پکڑے جائیں گے کیا ملزم identify ہو گئے ہیں کہ فلاں فلاں آدمی ہیں وہ صرف پکڑنے بقایا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، تفتیش اور جو technical points اس میں involve ہیں اس بنیاد پر انہوں نے کہا ہے۔ دو دن آپ بھی یہاں پر ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی یہاں پر ہیں اگر کوئی مسئلہ ہو گا تو دو دن بعد پھر اس کو take up کر لیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! دوسرا صوفی نذیر صاحب والا کوئی چکر، ڈرامہ ہے وہ خود پولیس نے پکڑا ہے، اس کے لواحقین نے نہیں پکڑوایا۔ پولیس نے خود ہی پکڑا اور خود ہی اس کو چھوڑ دیا ہے۔ آپ خود بھی وکیل ہیں، اسی معاشرے کا حصہ ہیں اور پولیس کو آپ جانتے ہیں۔ یہ ان کے delaying tacts ہیں کہ اس کو پکڑ لیا اس کو چھوڑ دیا۔ یہ سارے بہانے ہیں، کوئی proper investigation ہو رہی ہے اور نہ ہی بندے identify ہوئے ہیں۔ انہوں نے کیسے پکڑ لینا ہے؟ پھر ہماری جو پولیس ہے آپ دیکھیں تو صحیح ان کے حلیے ہی نہیں، چالیس چالیس انچ ان کی waist ہے اوناں دے ڈھڈ نکلے ہوئے نیں، اوناں نے کتھوں بندے پھڑنے او ہناں نیں دو دن وچ۔ (قہقہہ)

میری ان سے گزارش ہے کہ یہ صرف اور صرف ٹائم گزارنے کے لئے کر رہے ہیں۔ پنجاب پولیس دو دن میں بندے نہیں پکڑ سکتی۔ ان کے اپنے ساتھ واردات ہو جائے، نہیں پکڑے جاتے۔ یہاں ان کے D.I.G investigation کو fire لگے تھے آج تک وہ ملزم انہوں نے پکڑے ہیں؟ وہ نہیں پکڑ سکتے۔ دو دن میں پکڑے نہیں جانے باقی رانا صاحب ہمارے لاء منسٹر ہیں میں بھی treasury benches سے ہوں میں زیادہ تو نہیں کر سکتا لیکن ہمارا ایک بھائی شہید ہوا ہے اس کے لئے ہمیں رونا بھی پڑتا ہے۔ مہربانی فرمائیں اور اس میں ذرا دلچسپی لے کر ہمیں جو دو دن کا ٹائم دیا ہے اس کو ensure کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب نے جو ضمنی سوال کیا ہے اسے ضمنی سوال تو نہیں کہا جا سکتا انہوں نے تو comment کیا ہے۔ میں ان کی

خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ، دیکھیں تمام departments میں سب لوگ اچھے بھی نہیں ہیں اور سب کے سب برے بھی نہیں ہیں۔ وہ لوگ بھی پولیس ڈیپارٹمنٹ کے ہی فرد تھے جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ میانوالی میں پیش کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

وہ لوگ بھی پولیس ڈیپارٹمنٹ کا ہی حصہ ہیں جنہوں نے ان لوگوں کے خلاف لڑتے ہوئے شہادت قبول کی جو معاشرے کو destable کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کی جان و مال کو خطرے میں ڈالتے ہیں۔ ٹھیک ہے درمیان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کا حوالہ یا ذکر حسن مرتضیٰ صاحب کر رہے ہیں۔ باقی اس کیس میں جو investigation officers ہیں ان کی میں حسن مرتضیٰ صاحب سے اس کے بعد ملاقات کروا دیتا ہوں وہ ان سے زیادہ سمارٹ ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ جو Call Attention Notice ہوتا ہے یہ اسمبلی کا نہایت ہی اہمیت کا حامل سوال ہوتا ہے جو ایک ہی ہوتا ہے اور اس کے تین سوال ہوتے ہیں پھر اس پر ضمنی سوال ہوتے ہیں۔ آپ بھی اس ہاؤس میں دیکھتے رہے ہیں کہ جب Call Attention Notice ہوتا ہے تو کم از کم 20 گریڈ کا آفیسر یا 19 گریڈ کا آفیسر اور اگر وہ نہ ہو تو جو اس investigation کو head کر رہا ہوتا ہے اور اس کی پوری ٹیم اس آفیسر لابی میں موجود ہوتی ہے تاکہ اس ہاؤس کا جو concern ہو وہ اس کا نوٹس لیں اور اس کے مطابق مزید proceed کریں۔ آپ اس وقت دیکھ لیں، جن کو میں دیکھ رہا ہوں اور جن کو میں جانتا ہوں ان میں سے ایک لاء منسٹر صاحب کے P.A بیٹھے ہیں، ایک انسپکٹر ہیں شاید وہ آخری مراحل میں ہیں اور retire ہونے والے ہیں، ڈی ایس پی ہیں اور وہ بھی اس پوزیشن میں ہیں کہ یہ ان کی آخری investigation ہو گی۔(قہقہہ)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے نوانی صاحب کی اس بات پر سخت اعتراض ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ لابی میں فلاں صاحب بیٹھے ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ نوانی صاحب اتنے سینئر آدمی ہیں یہ پہلے بھی منسٹر رہے ہیں اور اب بھی یہ منسٹری کے ارد گرد ہی گھوم رہے ہیں اور پتا نہیں یہ کس وقت ministry میں داخل ہو جائیں۔ جب بھی کوئی بات ہوتی ہے یہ rules کی کتاب لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں تو ان کو یہ نہیں معلوم کہ گیلری میں کسی بیٹھے بندے کی طرف اشارہ

کر کے بات نہیں کی جا سکتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو آدمی کسی بات کا اس ہاؤس میں جواب نہ دے سکنے کی پوزیشن میں ہو اس کے متعلق کوئی comment pass کرنا اس ایوان کے وقار کے انتہائی خلاف ہے کیونکہ جو لوگ یہاں بیٹھے ہیں ان کا ایک مقام ہے، ان کی ایک حیثیت ہے۔ اس سلسلے میں جو سب سے اہم آدمی ہے وہ سول لائن سرکل کا S.P Investigation ہے جو اس حلقے کا انچارج بھی ہے اور وہ خود investigation بھی کر رہا ہے۔ میرے ساتھ I.G.P نے اس سلسلے میں پوری بات کی ہے، مجھے جو information درکار تھی وہ انہوں نے دی ہے، اس کے بعد جو C.C.P.O لاہور نے بھی اس سلسلے میں میرے ساتھ بات کی ہے اور پھر میں نے انہیں کہا کہ آپ S.P investigation جو اس کو conduct کر رہے ہیں ان کو بھیج دیں۔ انہوں نے میرے ساتھ بیٹھ کر جتنا ٹائم، جو سوال اور معاملات میں نے ان کے ساتھ discuss کرنا چاہیں انہوں نے میرے ساتھ کئے ہیں۔ اب بھی وہ لابی میں بیٹھے ہیں۔ اس کے علاوہ جن کی طرف وہ اشارہ کر رہے ہیں وہ تو اس سلسلے میں آئے ہی نہیں ہیں وہ تو کسی اور سلسلے میں آئے ہیں۔ S.P Investigation خود لابی میں موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! آپ کی بات کرنے سے پہلے میں بھی ایک بات کرنا چاہوں گا کہ ماشاء اللہ آپ بڑے seasoned پارلیمنٹیرین ہیں اور ہمیشہ آپ نے قواعد وضوابط کے مطابق بات کی ہے لیکن واقعی آج جو لاء منسٹر نے اشارہ کیا ہے کہ یہ ہاؤس کے rules اور روایات بھی ہیں کہ گیلری میں بیٹھے ہوئے اشخاص ہاؤس میں interact کر سکتے ہیں اور نہ ہی ہاؤس سے انہیں کوئی point out کیا جا سکتا ہے، یہ ویسے بھی مناسب بات نہیں ہے۔ نوانی صاحب! آپ اگر اس کے علاوہ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہاں اس ہاؤس میں کوئی بھی اگر گورنمنٹ کی طرف سے خامی ہو یا خرابی ہو اس کو point out بھی کیا جا سکتا ہے اور اس کی نمائندگی گورنمنٹ کا منسٹر کرتا ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ اس گیلری میں جو افسران بیٹھے ہوتے ہیں proper response from department جو ہونا چاہئے وہ نہیں ہوتا۔ پھر اس کی نمائندگی concerned minister کرتا ہے اور وہ خود اس کا جواب دیتا ہے۔

دوسری بات منسٹری کے گرد گھومنا یا پھرنا، ہم زندگی میں کبھی منسٹری کے سامنے گھومے ہیں نہ ہمیں ضرورت ہے۔ آج میں اس ہاؤس میں حلفاً کہتا ہوں کہ جس دن سے ہم نے join کیا آج تک کسی بندے سے اور Chief Minister سے یہ منسٹری کی بات نہیں کی۔ میں اس کے لئے

حلف دینے کے لئے تیار ہوں کیونکہ یہ کوئی important چیز نہیں ہے۔ اس کا گواہ Chief Minister بھی ہے اور ان کے party head بھی ہیں کہ جب ہم نے join کیا اس دن سے لے کر آج تک وہ بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے کبھی بھی ان سے منسٹری کی بات نہیں کی ہے۔ اگر ہم نے بات کی ہے تو اپنے علاقے کی فلاح و بہبود کی بات کی ہے، اپنے علاقے کے ترقیاتی کاموں کی بات کی ہے، اپنے علاقے کے غریب عوام کی بہتری کے لئے کی ہے، ہم نے اپنے لئے کبھی بات نہیں کی اسی لئے ہمارے ضلع کی عوام کو ہمارا اعتماد حاصل ہے وہ ہم پر اعتماد کرتے ہیں اور ہم جو بھی فیصلہ کرتے ہیں انہیں پتا ہوتا ہے کہ یہ دیانتداری سے اپنے علاقے اور غریب عوام کی نمائندگی کرتے ہیں اسی لئے وہ ہم پر اعتماد کرتے ہیں۔ ہم کبھی منسٹریوں کے پیچھے نہیں بھاگے اور میری یہ بات on the floor of the House ہے کہ میں نے اور نہ میرے کسی بھائی نے کبھی بھی منسٹری کی بات نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ اس پر کافی بات ہو گئی ہے اور لاء منسٹر نے بھی بات کر لی ہے۔ جی، حسن مرتضیٰ!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایک میرا ہی بقایا بھول گئے ہیں۔ (قہقہہ)

میں نے تو لابی میں point out کیا ہے نہ کچھ اور کیا ہے، میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ کیا ملزم identify ہو گئے ہیں جو دو دن میں پکڑے جائیں گے؟ اس کا جواب ہی کوئی نہیں دیا اور اپنی منسٹریوں میں لڑ لڑا کے میرا نوٹس dispose of کر دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! وہ بندے identify ہو گئے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ویسے میں respond تو نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن نوانی صاحب ویسے ہی دل پر بات لے گئے ہیں اور انہوں نے بات اس تسلسل سے کی ہے مجھے ایسے لگا جیسے وہ یہ کہنے جا رہے ہیں کہ ہم منسٹری لیں گے ہی نہیں لیکن خیر انہوں نے یہ بات نہیں کہی۔ (قہقہہ)

ایک معزز ممبر: پہلے کوئی بنا تو دے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اگر یہ بھی کر دیں اور مل جائے تو آپ لیں گے بھی نہیں؟

ایک معزز ممبر: انشاء اللہ!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): نہیں، انہوں نے یہ بات نہیں کی ہے۔ (قہقہہ)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اس طرح سے نہیں۔ میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں نے جس بات کو point out کیا ہے وہ یہ ہے کہ نوانی صاحب ہمارے بھائی ہیں، بڑے سینئر ممبر ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کی طرف سے جو انہوں نے ایک فقرہ بولا ہے وہ کسی بھی فرد کے لئے جو اس ہاؤس کی کارروائی میں interact نہیں کر سکتا اس کے لئے مناسب نہیں تھا اس پر میں نے اعتراض کیا تھا باقی جہاں تک حسن مرتضیٰ صاحب نے بات کی ہے میں نے ان سے پہلے بھی یہ بات کی ہے کہ اس میں نامعلوم ملزم ہیں، اس میں identification کا مرحلہ involve ہے، میری یہاں پر کوئی statement کل کو اس کیس کے merits کو effect کر سکتی ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں، اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 57 چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری عبداللہ یوسف، چودھری محمد ارشد، جناب طاہر اقبال چودھری، محترمہ آمنہ الفت، جناب محمد شفیق خان، شیر علی خان، جناب خرم نواب، جناب محمد محسن خان لغاری، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ آمنہ جہانگیر، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ عائشہ جاوید، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، سیدہ ماجدہ زیدی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، میاں شفیع محمد، میاں اعجاز شفیع، محترمہ قمر عامر چودھری، انجینئر شہزادالٰہی، محترمہ جوئیس روفن جولیس کی طرف سے ہے یہ آج تک کے لئے pending کی گئی تھی، چونکہ اب یہ سب موجود نہیں ہیں، یہ پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ کے بارے میں تھی اور آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ lay ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے یہ بتائیں کہ آپ لوگ کدھر ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس وقت ایک پارلیمانی میٹنگ ہے، ہماری پارٹی وہاں گئی ہے لہذا آپ یہ تحریک التوائے کار صبح تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ صبح تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اچھا! آپ یہ بتا دیں کہ سب گئے ہوئے ہیں کیونکہ یہاں منسٹر صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ کوئی بائیکاٹ ہے۔ Is there any boycott?

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! واک آؤٹ کیا تھا، بائیکاٹ تو نہیں کیا تھا، واک آؤٹ کا لفظ ضرور کہا تھا۔ اب چونکہ آپ نے اس کو take up کیا ہے تو اس کو صبح کے لئے pending کر دیں۔ ہم اس پر بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! شکریہ۔ ہماری معزز ممبر نے یہ بات یہاں پر admit کی ہے کہ اس وقت ہماری پارلیمانی میٹنگ ہو رہی ہے۔ آپ یہاں سے اپوزیشن کی سنجیدگی کا اندازہ لگا لیں۔ اس قوم کے rights کے ساتھ، اس ملک کے عوام کے ساتھ ان کی commitment جو ہے وہ یہ ہے کہ یہ پارلیمانی میٹنگ کو ترجیح دیتے ہیں بجائے اس کے کہ یہ اسمبلی کے سیشن میں لوگوں کے حقوق کی بات کریں، عوام کی problems کی بات کریں، proposals دیں، بڑا اہم اجلاس ہے pre-budget discussion ہونی ہے۔ آپ ان کے سنجیدہ پن کا اندازہ لگا لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مشرف کی باقیات کی پیداوار ہیں، یہ پاکستانی قوم سے بالکل مخلص نہیں ہیں اور ان کو پاکستانی قوم کی نمائندگی کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ یہ لال مسجد کے قاتل ہیں اور انہوں نے وردی میں مشرف کو دس مرتبہ منتخب کرنے کا کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ان کی غیر موجودگی میں آپ نے ایکpoint raiseکر دیا ہے۔ پلیز!آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!شکریہ۔ میری ایکprivilege motionہے، بہت importantہے اگر آپ اس کوtake upکر لیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ ایک تحریک استحقاق نمبر6 محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ کی ہے--- وہ موجود نہیں ہیں، یہ بھی pendingکی جاتی ہے اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 9 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

روزنامہ "جنگ" کی غلط رپورٹنگ
سے معزز رکن اسمبلی کی شہرت کا نقصان

شیخ علاؤالدین: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 6-فروری2009 کی اشاعت میں رپورٹر مسٹر نسیم قریشی نے غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ کر کے یہ خبر شائع کروادی کہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس کے دوران شیخ علاؤالدین کو ڈانٹ پڑ گئی۔ تفصیل یوں ہے کہ مورخہ 5-فروری2009کو یوم یکجہتی کشمیر پر خصوصی اجلاس طلب کیا گیا تھا، اس میں جناب سپیکر نے کوئی ایسی بات نہ کی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ علاؤالدین کو ڈانٹ پڑ گئی ہو لیکن موصوف رپورٹر نے بے بنیاد، غیر ذمہ دارانہ اور من گھڑت رپورٹنگ کر کے یہ خبر شائع کروادی۔ یہ بے بنیاد خبر شائع کر کے میرے حلقے اور پورے ملک میں میری شہرت کو نقصان پہنچایا گیا ہے اور میری سیاسی ساکھ کو بھی نقصان پہنچایا ہے جبکہ جو واقعہ انہوں نے اپنی خبر میں رپورٹ کیا ہے وہ سرے سے ہوا ہی نہیں ہے۔

جناب والا!میں آپ کی خدمت میں ایک ریفرنس کیس چودھری محمد افضل چیمہ MLA، VSروزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ کے privilege motionمورخہ .14-03-1952پر محترم جناب سپیکر ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین کا فیصلہ صفحہ355 Punjab Assembly decisions,پیش

کر رہا ہوں۔ جس کا میں صرف relevant portion پڑھوں گا جو اس معاملے کو ہمیشہ کے لئے clear کر دے گا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا کہ:

> Reflection upon members the particular individuals not being named or other wise indicated or equivalent to reflections on the House.

یہ ان کا فیصلہ ہے۔ یہ ان کا تاریخی فیصلہ ہے جس کا میں نے آپ کی آسانی کے لئے حوالہ دیا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ پر اور اس professional misconduct پر مسٹر نسیم قریشی کو پنجاب اسمبلی کی رپورٹنگ کرنے سے ہمیشہ کے لئے ممنوع قرار دیا جائے۔ روزنامہ ''جنگ'' کو ہدایت کی جائے کہ وہ فوری طور پر واقعہ کی back page پر جہاں انہوں نے یہ خبر لگائی ہے تردید اور معذرت اپنی پہلی اشاعت میں شائع کریں۔ میں آپ کی اجازت سے اس کو تھوڑا سا elaborate کروں گا کہ جب میں نے جنگ کے دوسرے لوگوں سے جو ہمارے دوسرے رپورٹر بیٹھتے ہیں ان سے یہ بات کی تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص پہلے دن آیا ہے، یہ جو رپورٹر صاحب ہیں ان کا یہ پہلا دن تھا اور ہم نے اس کو already notice دے دیا ہے کہ تم نے یہ غلط رپورٹنگ کی ہے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ ان کا پہلا دن تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ ہاؤس میں اور بھی لوگ بیٹھے تھے جب یہ واقعہ ہوا ہی نہیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ کیا کوئی پہلے دن جہاز اُڑائے اور crash کر دے؟ پہلے دن گاڑی چلائے اور سب کو مار دے تو میں اس معاملے کو نہیں چھوڑوں گا۔ میں کل اپنے حلقے میں تھا اور آپ کو پتا ہے کہ میں اپنے حلقے میں ایسے نہیں پھرتا رہتا ہوں، مجھے بہت سے لوگوں نے کل کہا کہ "او سپیکر نے کی کہہ دِتا جی "اب میں صفائیاں ہی دیتا رہا ہوں۔ میں نے اور کیا کرنا تھا۔ جب کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں its worse type of professional misconduct تو میری اس میں استدعا ہے کہ اس تردیدی خبر کو فوری طور پر چھاپیں، اس شخص کو ممنوع کریں اور دوسرا یہ میری motion کو allow کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں شیخ علاؤالدین صاحب نے جو version اس privilege motion میں لیا ہے اور یہ بالکل درست ہے کہ ایسا کوئی واقعہ اس دن نہیں ہوا اور یہ رپورٹنگ غلط ہوئی ہے لیکن پریس بھی اس ہاؤس کا ایک حصہ ہے جس طرح اپوزیشن

ہے،treasury benchesہیں اور اسی طرح سے پریس ہے اور وہ بہت اہم حصہ ہے جو اس ہاؤس کی proceedingکو ان لوگوں تک پہنچاتا ہے جن کی خدمت کے لئے یا جن کی بہتری کے لئے ہم یہاں پر ہیں یا جنہوں نے ہمیں یہاں پر بھیجا ہے۔ میری شیخ صاحب سے یہ استدعا ہو گی کہ پریس گیلری جو ہے وہ ان کا ایک باقاعدہ طریق کار ہے اس پر ان کے الیکشن ہوتے ہیں وہاں پر ان کی executive bodyہے، صدر ہیں، سیکرٹری صاحب ہیں تو اگر وہ اجازت دیں تو میں ان سے جواب بھی لے لوں اور مناسب سمجھیں تو ان کے ساتھ ایک میٹنگ کر کے اس معاملے کو بہتر انداز میں resolveکر لیں تاکہ آئندہ بھی کوئی دوبارہ اس قسم کا واقعہ نہ ہو اور جس قسم کی وہ تردید یا جو وہ چاہتے ہیں کہ اس طرح سے ان کا معاملہ resolveہو سکتا ہے تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں خود بھی ان سے requestکروں گا اور اپنا اثرورسوخ بھی استعمال کروں گا کہ ہم اس معاملے کو انشاء اللہ تعالیٰ resolveکر لیں گے اور اسے for one weekآپ pendingفرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! غالباً مناسب بات ہے کیونکہ اس کے اندر میں بھی یہ سمجھتا ہوں لیکن رانا صاحب! ایک چیز ہے کہ ایک ہفتہ کے لئے pendingتو کیا جائے لیکن چونکہ یہ واقعہ بالکل ابھی ہوا ہے اگر تو اس ہاؤس کے اندر اس طرح کی بات نہیں ہوئی جو آپ ریکارڈنگ سے دیکھ سکتے ہیں تو آپ بات کر کے خبر کی فوری طور پر تردید تو لگوا سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ نہیں کہ ہم اس کو ایک ہفتہ کے بعد take upکریں گے۔ میں اس کو آج ہی take upکروں گا اور اس میں جو رپورٹر صاحب ہیں جس کا اب بتا رہے ہیں کہ وہ پہلے دن آئے تھے اور اس کے بعد وہ آ بھی نہیں رہے تو ان کو بھی بٹھائیں گے، شیخ صاحب وہاں پر موجود ہوں گے اور پریس گیلری کے ہمارے جو ذمہ داران صحافی بھائی ہیں ان کو بٹھا کر اس کا وہ حل جس پر شیخ صاحب مطمئن ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ وہ نکلے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بات آپ کی بالکل ٹھیک ہے۔ اس کا حل ہفتہ تک تو آپ نکالیں گے لیکن خبر کی تردید تو فوری طور پر اخبار میں آنی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں کہتا ہوں کہ چونکہ اجلاس آج سیکنڈ ٹائم تھا تو اس لئے خبر کی تردید کے لئے شاید کل تک ہمیں اس بات کا انتظار کرنا پڑے گا لیکن کل اس سلسلے میں بیٹھیں گے اور اس معاملے کو resolveکریں گے، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ایک ہفتہ ٹائم زیادہ ہے تو

پھر اگر اس پر کل بات ہو گی تو پرسوں یہ رپورٹ دے دیں گے تو اس میں کوئی تاخیر والی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں نے آپ کے سامنے ایک رولنگ پیش کی ہے اور سب جانتے ہیں کہ ماشاء اللہ آپ خود ایک وکیل ہیں اور اچھے وکیل ہیں۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب میں نے 1952 کی رولنگ نکالی ہے اور میں نے یہ خود نکالی ہے، I was so disturbed. کہ میں نے اس دن صبح بیٹھ کر خود یہ سارا پڑھا اور پھر آپ کے آگے case law پیش کر دیا۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ صاحب یہاں نہ آئیں لیکن اس کے اندر کیا حرج ہے کہ فوری طور پر روزنامہ "جنگ" اس کی تردید کرے۔ باقی کارروائی ہو، ان کو بلائیں، میں تو ان کو شکل سے جانتا بھی نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ جانتے ہیں کہ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کیا اخبار تھا، وہ اخبار کیا چیز تھی، اگر اس کے خلاف خلیفہ شجاع الدین (مرحوم) اللہ ان کی مغفرت کرے، میں نے ان کی judgment پڑھی ہے تو پڑھ کر لطف آیا ہے، انھوں نے کہا ہے کہ ایک ممبر کے بارے میں بات کرنا پورے ہاؤس کے بارے میں بات کرنا ہے، انھوں نے hold کیا ہے، اس کی کاپی میرے پاس ہے تو بات یہ ہے کہ یہ پہلے تردید تو کریں ناں۔ باقی بعد میں جو ہمارے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے ان کو بلا کر پوچھ لیں اور یہاں اس وقت بھی وہ معزز ارکان بیٹھے ہوئے ہیں جو اس وقت موجود تھے۔ ایسی کوئی سرے سے بات ہی نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ایک جو basic principle ہے وہ condemn unheard والا بھی ہے۔ اس کے اندر میں صرف اتنی بات کروں گا کہ جس طرح رانا صاحب نے کہا ہے کہ کل ان سب کو بلا کر سن لیں گے لیکن آپ کی بات سے پہلے میں نے خود یہ بات کی ہے کہ اگر تو رانا صاحب اس بات کی تسلی کر لیں کہ اس ہاؤس میں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ہے تو اس کی تردید فوری طور پر آنی چاہئے۔ اس کا پھر ہمیں انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ اس تردید کی آپ فوری طور پر اشاعت کروائیں اور آپ کی جو اپنی تحقیق ہے وہ کر کے اسے اگلے ہفتہ تک پیش کر دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب! شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحاریک استحقاق ساری مکمل ہو چکی ہیں۔ جی، محترمہ!

پوائنٹ آف آرڈر

ایل ڈی اے میں بیوہ کوٹا کے پلاٹوں پر تعمیر شدہ گھروں کو خالی کرنے کا نوٹس جاری ہونے سے الاٹیوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ فرح دیبا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ ایک بہت اہم issue ہے جو پچھلے پانچ چھ ماہ سے چل رہا ہے جس کا تعلق ایل ڈی اے کے محکمہ سے ہے اور اس بات سے کوئی بھی بے خبر نہیں ہے کہ ایل ڈی اے میں کرپشن بہت عرصہ سے چل رہی ہے جس کو ابھی تک صحیح طرح سے روکا نہیں گیا۔ میں 1986 کی بات کر رہی ہوں جب ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف وزیر اعلیٰ تھے اور انھوں نے ایک بہت ہی بہترین اقدام widows کوٹا کے لئے شروع کیا تھا تو وہاں بھی ایل ڈی اے کے محکمہ نے کرپشن نہیں چھوڑی اور میرے علاقہ جوہر ٹاؤن میں تقریباً گیارہ سو خاندان ہے جو اس طرح کے حالات کا شکار ہے وہاں پر انھوں نے وہ نوٹس بھیجا کہ آپ یہ گھر خالی کریں، بیس سال کے بعد ایل ڈی اے کے محکمے کو وہ خیال آیا۔ انھوں نے یہ کہا کہ ایل ڈی اے کی پالیسی میں یہ ہے کہ بیس سال قبل جو widows عورتیں تھیں وہ کسی کو پلاٹ نہیں دے سکتیں لیکن بہت سی ایسی مستحق عورتیں تھیں جنھوں نے وہ پلاٹ فروخت کر دیئے اس میں ایسے سو کے قریب پلاٹس ہیں جو اصل ہیں، میاں محمد نواز شریف کے اصل لیٹرز کے ساتھ ہیں اور ایک ہزار جو پلاٹس ہیں وہ جعلی لیٹرز ہیں، ایل ڈی اے کا جو محکمہ ہے انھوں نے یہ کرپشن کی ہے۔ یہ انتہائی لمحہ فکریہ ہے۔ پانچ دنوں کا نوٹس آیا کہ ہم یہ گھر بلڈوز کریں گے، آپ لوگ پانچ دنوں میں یہ گھر خالی کریں۔ بیس سال میں ان کو خیال نہیں آیا، میں یہ سمجھتی ہوں کہ ایل ڈی اے کا جو محکمہ ہے، ایل ڈی اے کے خلاف کوئی کسی فٹ پاتھ پر ریڑھی بھی نہیں لگا سکتا تو بیس سال کے اندر ان کو یہ خیال نہیں آیا۔ یہ بہت بڑی سازش ہے، جب ہماری پنجاب گورنمنٹ آئی تو اس وقت یہ problem شروع ہوئی ہے، میں سمجھتی ہوں کہ میں نے اس کے بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے ہنگامی حالات میں ٹائم لیا، انھوں نے وہ پانچ دن کا نوٹس رکوایا اور اس کے اوپر تفصیلی directive بھجوایا، directive پانچ چھ بار جا چکا ہے لیکن اس طرف سے کوئی جواب نہیں آیا، میں خود بار بار گئی۔ اس سے پہلے جو ڈی جی، ایل ڈی اے تھے ان سے بھی ملی اور اب جو ڈی جی، ایل ڈی اے ہیں میں ان سے بھی ملی، میں نے ان سے یہ کہا کہ علاقے کے لوگ وہ compensation دینے کو تیار ہیں، آپ یہ گھر ان کے نام ٹرانسفر کریں۔ اس میں ایل ڈی اے

involve ہے اور ایل ڈی اے نے یہ کرپشن کی ہے تو براہ مہربانی اس کو دیکھیں، اس چیز کا سختی سے نوٹس لیا جائے اور اب جب ان کو پتا چلا ہے کہ یہ بات چل نکلی ہے، ایل ڈی اے کا جو محکمہ ہے، ان کا جو سٹاف ہے وہ ہر گھر میں جا رہا ہے اور ان سے کہہ رہا ہے کہ آپ ہمیں پیسے دیں، یہ گھر آپ کے نام ٹرانسفر ہو سکتا ہے اور ہم یہ کر دیں گے۔ اب without legislation یا نئی پالیسی کے بغیر یہ گھر ٹرانسفر نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ widows کو دیئے گئے تھے۔ براہ مہربانی اس کو دیکھا جائے تاکہ اگر کسی کے گھر چھینیں جائیں تو آپ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں، ہم سب سمجھ سکتے ہیں کہ یہ بہت ہی فکر والی بات ہے۔ وہاں پر جوان بہنیں بھی ہیں، کسی کی بیٹیاں بھی ہیں، معصوم بچے بھی ہیں اور ریٹائرڈ آفیسرز بھی ہیں۔ اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب! یہ کوئی بات ہے جس پر محترمہ فرما رہی ہیں، میرا خیال ہے کہ یہ بہت important issue ہے، اس پر ذرا فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح سے انھوں نے کہا ہے کہ یہ ہزاروں لوگوں کے حقوق کا مسئلہ ہے، وہ کافی عرصہ سے وہاں پر بیٹھے ہیں اور ان کے گھروں کا معاملہ ہے تو میں ان سے کہوں گا کہ یہ انتہائی public important کا معاملہ ہے تو اس پر کسی طرح سے کوئی تحریک لے آئیں تاکہ محکمہ سے باضابطہ طور پر جواب لیا جائے۔ اب پوائنٹ آف آرڈر کے اوپر تو میں یہی کر سکتا ہوں کہ ایل ڈی اے کے جو متعلقہ حکام ہیں ان کو فون کر دوں یا محترمہ جا کر ان کو مل لیں یا ان کو یہاں پر بلا کر بٹھا دیں لیکن اگر یہ چاہتی ہیں، اب اس میں انھوں نے یہ بھی کہا کہ کوئی policy matter بھی involve ہے تو اگر اس میں کوئی اس طرح کی پوزیشن ہے جس طرح سے انھوں نے concern show کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مناسب ہے کہ اس کے اوپر کوئی تحریری طور پر جو طریق کار اس ہاؤس میں کسی معاملے کو اٹھانے کا available ہے اس طرح سے آ جائیں تاکہ اس کے اوپر محکمہ سے proper جواب لیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جتنی آپ نے important بات کی ہے تو اس پر آپ تحریک التوائے کار لے آئیں تاکہ یہ اچھے طریقے سے رجسٹرڈ بھی ہو جائے اور جواب بھی آ جائے۔

محترمہ فرح دیبا: جی، ٹھیک ہے۔ اس میں یہ بہت ضروری ہے کیونکہ پچاس ساٹھ لوگ روزانہ پانچ چھ ماہ سے میرے گھر میں آکر بیٹھے رہتے ہیں، صبح سات آٹھ بجے شروع ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہمیں پھانسی کی سزا دے دیں اس حکومت نے اگر ہمارا ساتھ نہیں دیا۔ یہی ان کے الفاظ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ اس میں اگر اتنی ہی بات تھی تو آپ کو بہت پہلے تحریک التوائے کار لے آنی چاہئے تھی۔ اب آپ اس کو فوری طور پر لے آئیں۔ اس کو دیکھ لیں گے۔

محترمہ فرح دیبا: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

جعلی ادویات اور ان کا خام مال بنانے والی کمپنیوں کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو یہاں مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنھوں نے جعلی ادویات بنانے والوں کے خلاف بہت بڑا آپریشن کیا اور جس کی مد میں تقریباً ساڑھے چار کروڑ روپے کا رامٹیریل جو تھا انھوں نے وہاں سے برآمد کیا لیکن یہاں ایک بات بڑی فکر کی ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں صرف لاہور کے اندر سے جعلی ادویات کا برآمد ہونا یہ انسانیت کے ساتھ بہت بڑا کھیل کھیلا جاتا رہا ہے اور ان ملزموں سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس کے اندر بہت سی معروف کمپنیوں کو وہ لوگ یہ راء مٹیریل دیتے رہے ہیں۔ میں یہاں آپ سے یہ گزارش کروں گی کہ وزیر موصوف صاحب سے آپ یہ بات پوچھیں کہ اگر ملزمان نے اعتراف جرم کرتے ہوئے ان کمپنیوں کا نام لیا ہے جن کو یہ رامٹیریل دیتے رہے ہیں، وہ بڑے بااثر لوگ ہیں، بڑی معروف کمپنیاں ہیں جن سے عام آدمی سے لے کر بڑے سے بڑا آدمی بھی ادویات خریدتا رہتا ہے تو کیا ان کمپنیوں کا نام باہر نہیں آنا چاہئے، کیا ابھی تک ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا ہے، ان کا لائسنس منسوخ کرنے کے بارے میں کچھ سوچا گیا ہے؟ یہ بات کوئی ایسی نہیں ہے کہ ہم اس کو ایسے ہی چھوڑ دیں، یہ اس ایوان کے لئے بہت لمحہ فکریہ ہے اور صرف اس ایوان کے لئے ہی نہیں بلکہ اس عوام کو بھی اس بات کو جاننے کا پورا حق ہے کہ ان کی زندگیوں کے ساتھ اور ان کے بچوں کی زندگیوں کے ساتھ کون لوگ کھیل رہے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بڑا important point raise کیا ہے۔ پتا نہیں کتنی جانیں ان کی نذر ہو چکی ہیں۔ جس طرح اب جعلی ادویات کے خلاف کارروائی شروع ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعی حکومت کا ایک اچھا قدم ہے۔ منسٹر صاحب! یہ بات بھی بہت important ہے کہ جن لوگوں کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے اب تک ان کے خلاف کیا ہوا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! موجودہ حکومت اور میاں شہباز شریف صاحب نے اس سلسلے میں پوری طرح ایک موثر لائحہ عمل اختیار کرتے ہوئے ٹاسک فورس بنائی ہے۔ بعض جگہوں پر ان باتوں پر اعتراض بھی کیا گیا ہے کہ ٹاسک فورسز بنائی گئی ہیں۔ ٹاسک فورسز کو باقاعدہ administrative powers دی گئی ہیں۔ ہمارے رولز کے مطابق آپ کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے پاس administrative powers نہیں ہیں۔ ان ٹاسک فورسز میں اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ممبران کو شامل کیا گیا ہے اور ان ٹاسک فورسز میں 70 فیصد ممبر شپ اس معزز ایوان سے ہے اور بعض کی سربراہی بھی اس معزز ایوان کے منتخب ممبران کر رہے ہیں۔ اس طرح منتخب قیادت کو مختلف حوالوں سے مختلف محکموں کا کنٹرول دینے اور پارلیمانی روایات اور جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لئے موجودہ حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کا vision ہے۔ ہیلتھ میں پنجاب کو ساؤتھ، نارتھ اور سنٹرل پنجاب تین حصوں میں تقسیم کر کے ٹاسک فورسز بنائی گئی ہیں اور اس میں منتخب نمائندے ہیں، اس میں ہیلتھ administrative department ہے اس سے بھی نمائندے ہیں ان کے علاوہ اس میں پولیس اور سول ایڈمنسٹریشن کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس پر پوری موثر کارروائی ہو رہی ہے۔ ان لوگوں کے خلاف نہ صرف مقدمات درج ہو رہے ہیں بلکہ پوری طرح ان کا پیچھا کیا جا رہا ہے۔ اب انھوں نے جس particular case کے متعلق بات کی ہے ابھی off hand تو مجھے اس کی تفصیل کا پتا نہیں ہے لیکن میں اس سے متعلق ساری تفصیل لے کر ایوان کو آگاہ کر دوں گا۔ میں ایک بات اس معزز ایوان کے سامنے رکھنا چاہوں گا کہ خواہ کوئی ڈرگ مافیا ہو، کوئی پراپرٹی مافیا ہو، خواہ کوئی کتنا ہی با اثر آدمی ہو جب تک وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ہے کسی با اثر ملزم کی قطعی طور پر نہ کوئی رسائی ہو سکتی ہے اور نہ ایسا اثر و رسوخ ہو سکتا ہے کہ قانونی action کو divert کر سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا اقبال صاحب نے پہلے کہا ہوا ہے۔ جی، رانا صاحب!

ڈی سی او لاہور کی جانب سے پتنگ بازی کی مشروط اجازت دلانے کی یقین دہانی

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! اخبار میں ڈی سی او لاہور سے خبر منسوب ہے کہ انھوں نے فلائنگ کائٹ ایسوسی ایشن کے ساتھ میٹنگ میں انھیں یقین دہانی کرائی ہے کہ اگر آپ ڈور پر کیمیکل نہ لگائیں تو میں آپ کو پتنگ بازی کی اجازت لے کر دے دوں گا۔ لہذا میری استدعا ہے کہ ایوان کی طرف سے انھیں ہدایت کی جائے کہ وہ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں۔ یہ ایک جان لیوا کھیل ہے لہذا اس کی اجازت نہیں ہونی چاہئے اور ہمارا جو فیصلہ ہے اس کے مطابق اس پر پابندی ہی رہنی چاہئے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب مجھے اجازت دی جائے پھر مجھے موقع نہیں ملے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں جعلی ادویات کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گزرے وقتوں کی ایک خبر ہے کہ جب پنجاب کے سابق گورنر علاج کے لئے امریکہ تشریف لے گئے اور وہ اپنے ساتھ جو ادویات لے گئے وہ ساری کی ساری جعلی نکلی تھیں۔ یہ خبر ہمارے قومی میڈیا میں رپورٹ بھی ہو چکی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب اتنے بڑے بڑے ایوانوں میں جعلی ادویات پیش کی جاتی ہیں تو پھر غریب عوام کا کیا بنے گا؟ یہ غریب عوام تو زہر کھاتے ہیں اور زہر ہی پیتے ہیں۔ بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے علم میں بھی یہ بات آئی ہے کہ فلائنگ کائٹ ایسوسی ایشن والوں سے یہ بات کہی گئی ہے۔ میں اس سلسلے میں کہتا ہوں کہ اگر ہم اجازت دے دیں تو پھر اس بات کی کیا گارنٹی ہو گی کہ پھر دھاتی ڈور یا شیشے والی ڈور استعمال نہیں ہو گی اور اسے روکنے کے کیا parameters ہوں گے؟

(اذان عشاء)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں اسمبلی میں اس بات پر بحث کرنی چاہئے کہ آیا یہ بسنت اسلامی تہوار ہے یا ہندو تہوار، کیا ہم نے اسلامی روایات اور اسلامی تہواروں کو چھوڑ کر ہندو تہوار کو promote کرنا ہے؟ ایسی تفریح کا موقع فراہم کرنا جس سے قیمتی انسانی جانیں ضائع ہوں، اس میں معصوم، بے گناہ لوگوں کی گردنیں کٹ جاتی ہیں، جو معصوم بچے اس تفریحی پروگرام کا شکار ہو جاتے ہیں کل ان کے خون کا حساب کون دے گا، ان کے خون کے جرم میں ہم کیسے proceed کریں گے؟ لہذا میں گزارش کروں گا کہ آنے والے دنوں میں ایوان میں اس پر بحث کے لئے کوئی دن رکھ لیں یا پھر یہ ایوان متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کرے کہ بسنت ایک غیر اسلامی تہوار ہے اور اس کی بالکل اجازت نہیں دینی چاہئے اور اس سے انسانی جانیں بچانے کے لئے ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ یہ اسلامی فریضہ بھی ہے اور ہمارے فرائض میں بھی شامل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! میں ان کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! ابھی ہماری ایک معزز ممبر جعلی ادویات کے بارے میں بات کر رہی تھیں۔ میں بھی ساؤتھ میں اس ٹاسک فورس کا ممبر ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو جعلی ادویات پکڑی گئی ہیں وہ بھی اسی ٹاسک فورس اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ پہلے تو ان لوگوں پر کوئی بھی ہاتھ نہیں ڈالتا تھا لیکن یہ ٹاسک فورسز بننے اور لوگوں کو aware کرنے سے محکمہ صحت سے related مشینری بھی activate ہوئی ہے اور اس میں بڑے حوصلہ افزا results آ رہے ہیں۔ جو لوگ جعلی ادویات کا کاروبار کرتے ہیں امید ہے کہ وہ یہ کاروبار چھوڑ جائیں گے یا پھر اپنے انجام کو پہنچیں گے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ کرنا چاہوں گا کہ میرے خیال میں ابھی چند دنوں میں وزیر اعلیٰ صاحب اس بارے میں میٹنگ بھی رکھنا چاہ رہے ہیں اور اس میں تھوڑی سی قانون سازی کی بھی ضرورت ہے۔ میٹنگ کے بعد وہ فیصلہ کریں گے کہ اسمبلی کے Floor پر اس طرح کی بات ہو تاکہ یہ جو گھناؤنا کاروبار کر رہے ہیں اور لوگوں کی جانوں سے کھیل رہے ہیں یہ کاروبار بند ہو۔ میں

معزز ممبران کے notice میں یہ لانا چاہتا تھا کہ ہماری ٹاسک فورسز پوری طرح active ہیں اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں دن رات اسی کام میں لگی ہوئی ہیں اور انشاء اللہ اس کے حوصلہ افزا نتائج پورے پنجاب کو ملیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! رانا اقبال صاحب نے جس اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلائی اور چودھری خادم حسین صاحب نے بھی اس پر روشنی ڈالی ہے میں ان کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک فضول کھیل ہے جس میں وقت اور پیسے کا زیاں ہے۔ جیسا کہ چودھری صاحب نے فرمایا ہے کہ اس پر لازمی طور پر کوئی قرارداد آنی چاہئے یا پھر اسمبلی کا متفقہ فیصلہ آنا چاہئے۔ اس قسم کا کوئی کام جو کہ خلاف شریعت ہو اور جس سے جانی و مالی نقصان بھی ہوتا ہو اس کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دینی چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر اشرف چوہان صاحب!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میں نے ایک قرارداد particularly بسنت کے حوالے سے جمع کروائی تھی وہ اس لئے کہ ایک تو یہ ہمارا تہوار نہیں ہے دوسرا اس کی وجہ سے پچھلے سالوں میں کافی زیادہ لوگوں کی اموات ہوئیں اور سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ جن حالات سے اس وقت یہ ملک دو چار ہے میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی خوشی منانے والا وقت ہے، میں نہیں سمجھتا کہ ہم پتنگیں اڑا کر ان لوگوں کے ساتھ کوئی انصاف کریں گے جو North میں آئے دن شہید ہو رہے ہیں۔ لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ میں نے جو قرارداد جمع کروائی ہے اسے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محمد اخلاق صاحب!

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دو دن پہلے میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر پر تہرے قتل کا ایک مسئلہ اٹھایا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اخلاق صاحب! وزیر قانون صاحب کھڑے ہوئے ہیں، پہلے انھیں بات کر لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں سمجھا تھا کہ شاید اخلاق صاحب بھی پتنگ بازی کے حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں اور میرا خیال تھا کہ میں سب معزز ممبران کا ایک ہی بار جواب دے دوں گا۔غالباً اخلاق صاحب جس معاملے کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں وہ معاملہ سیالکوٹ سے متعلقہ ہے تو اس سلسلے میں جن معزز ممبران نے بات کی ہے اور ڈی سی او، لاہور کے حوالے سے ایک خبر کا بھی حوالہ دیا ہے میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ بالکل درست بات ہے کہ kite flying والوں کی ایک ایسوسی ایشن ہے وہ لوگ مطالبہ کر رہے ہیں اور سوسائٹی کے کچھ اور بھی segments ہیں جو اس حق میں ہیں کہ اجازت دے دی جائے۔بعض دفعہ کہا جاتا ہے کہ چلیں ایک دن کے لئے ہی اجازت دے دی جائے۔اس ایک دن کی اجازت کو بعد میں پھر کون روکے گا؟یہ پھر دس دن تک جاری رہے گی اور اس کا کوئی اور حل نہیں ہے۔یہ بات درست ہے کہ اگر کیمیکل ڈور استعمال نہ کی جائے تو اس سے نقصان نہیں ہوتا، پہلے بھی لوگ پتنگ بازی کرتے رہے ہیں لیکن اس سے کبھی نقصان نہیں ہوا۔اب جب سے یہ دھاتی ڈور کا سلسلہ چلا ہے تو اس میں کوئی رکاوٹ آرہی ہے، اس کو روکا جا سکتا ہے اور نہ اس کو check کیا جا سکتا ہے تو اس لئے حکومت قطعی طور پر پتنگ بازی کی اجازت دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ڈی سی او، لاہور کے بیان سے متعلق جو بات کہی گئی ہے اس کو بھی میں آج check کر لوں گا۔میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہاؤس میں جس طرح سے معزز ممبران نے بات کی ہے اس سے ہاؤس کی sense بھی بالکل واضح ہے۔میں اسے بھی وزیر اعلیٰ پنجاب اور حکومت پنجاب تک پہنچاؤں گا کہ پتنگ بازی کی اجازت بالکل نہ دی جائے۔ویسے اس وقت پتنگ بازی کی اجازت دینے کا معاملہ زیر غور بھی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میں سمجھتا ہوں کہ اس پتنگ بازی سے قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں، کئی گھروں کے چراغ بجھ گئے ہیں اور جس طرح ہاؤس کی sense آرہی ہے، جس طرح مولانا چنیوٹی صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ فعل غیر شرعی بھی ہے، جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارا ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے تو پھر اس کے اندر کسی غیر شرعی، غیر اسلامی کام کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔وزیر قانون صاحب نے جس طرح فرمایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب کا یہ ایک بہت مستحسن اقدام ہے۔جی، اخلاق صاحب!

سیالکوٹ میں سابق وزیر کے بیٹے کا نشے میں دھت ہو کر تین افراد کو قتل کرنا

(---جاری)

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! میں نے سیالکوٹ میں triple murder کے بارے میں دو دن پہلے سوال کیا تھا کہ وہ قتل صوبائی وزیر کے بیٹے نے کیا ہے۔ پولیس اس کے بارے میں جانبدارانہ تحقیق کر رہی ہے۔ تین ہیجڑوں کے ساتھ بدفعلی کا ارتکاب کیا گیا اور پھر ان کو قتل کر دیا گیا۔ میں مطالبہ کروں گا کہ جس نے بھی یہ قتل کئے ہیں ان کو کیفر کردار تک پہنچنا چاہئے۔ میں نے ہاؤس میں یہ درخواست کی تھی کہ اس حوالے سے قائد حزب اختلاف کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ یہ بڑا ضروری ہے کیونکہ وہ لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ اس case کو politicize کیا جائے۔ جس نے یہ قتل کئے ہیں اس کا حقیقی چچا اس وقت ضلعی ناظم سیالکوٹ ہے۔ اس نے ایک اجلاس بلا کر وہاں ایک قرارداد مذمت پیش کی ہے جس میں انھوں نے یہ کہا ہے کہ اس case کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور مسلم لیگ (ن) ہمیں سیاسی طور پر pressurize کر کے (ق) لیگ چھوڑنے پر مجبور کر رہی ہے تو میرا یہ مطالبہ ہے کہ اس کی انکوائری غیر جانبدارانہ طریقے سے کروائی جائے۔ ضلعی ناظم نے اس حوالے سے وہاں پر جو کارروائی کی ہے اور جس یونین ناظم نے وہاں پر یہ قرارداد پیش کی ہے ان کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے۔ میری یہی گزارشات تھیں، بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم و معزز ممبر محمد اخلاق صاحب نے یہ معاملہ آج سے دو دن پہلے اٹھایا تھا۔ میں نے اس سلسلے میں سیالکوٹ پولیس سے مکمل، تفصیلاً رپورٹ حاصل کی ہے۔

جناب سپیکر! یہ 2008-11-5 کو غلام حیدر ولد اللہ بخش قوم ارائیں ساکن نیا عدالت گڑھ نے پولیس تھانہ اگوکی میں اپنا بیان ریکارڈ کروایا ہے۔ اس میں اس نے بتایا ہے کہ مظہر حسین عرف جھورا بعمر 25/24 سال اور اس کے ساتھ دو ساتھی تھے تو کوئی سیاہ رنگ کی کار میں نامعلوم آدمی آئے اور انھوں نے آ کر ان کو قتل کر دیا۔ اس کے بیان کے اوپر یہ مقدمہ درج ہوا اور وہاں سے پھر کچھ ایسے شواہد ملے کہ جس سے یہ معاملہ اس طرف جاتا تھا کہ اس case میں احمد بلال چیمہ ولد محمد اجمل چیمہ

ملزم ہیں جو کہ ماڈل ٹاؤن سیالکوٹ کے رہائشی ہیں۔اس کے بعد احمد بلال چیمہ صاحب اور ان کے چچا ضلعی ناظم اور ان کے والد کو بھی کہا گیا کہ آپ اس کو لائیں اور شامل تفتیش کریں جو کہ اب کہہ رہے ہیں کہ یہ ہمارے خلاف انتقامی کارروائی ہو رہی ہے۔یہ احمد بلال پہلے تو کہتے رہے ہیں کہ ہم آج آ رہے ہیں، کل آ رہے ہیں لیکن پھر انھوں نے ایسے کیا کہ یہ مورخہ 2009-1-24 کو بحوالہ پاسپورٹ نمبری AB4152591 فلائٹ نمبر QR-333 کے ذریعے بیرون ملک فرار ہو گئے۔اب وہاں سے کچھ ایسے شواہد ملے ہیں۔ایک موبائل فون ملا ہے اس سے یہ بات ان کی طرف direct ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر جن کو قتل کیا گیا ہے ان کے وہاں سے ایسے شواہد ملے ہیں، جب test کروائے گئے ہیں تو اس سے بھی احمد بلال کے اس واردات میں ملوث ہونے کے قوی امکانات پائے جاتے ہیں۔اس سلسلے میں مورخہ 2009-2-4 کو ان کے خلاف وارنٹ بلاضمانت جاری ہو چکے ہیں اور آئندہ ان کے خلاف زیر دفعہ 87/88 ضابطہ فوجداری کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔اس کے بعد اگر یہ شامل تفتیش نہیں ہوتے تو ان کو بذریعہ انٹرپول لایا جائے گا۔یہ آدمی اس وقت امریکہ میں ہے، اس کے بارے میں معلومات حاصل کر لی گئی ہیں تو اسے انٹرپول کے ذریعے سے واپس لا کر اس تہرے قتل کی واردات کے حوالے سے انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے گا۔میں آج بھی on the Floor of the House کہتا ہوں کہ اگر چیمہ فیملی یہ سمجھتی ہے کہ ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہو رہی ہے یا ان کے ساتھ کوئی victimization ہو رہی ہے تو اس case میں جو ثبوت سامنے آئے ہیں ان کو وہ rebut کریں، وہ آ کر شامل تفتیش ہوں۔اگر وہ بے گناہ ہے تو بے گناہ ہو گا۔اگر وہ گنہگار ہے، اس نے یہ قتل کیا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی باتوں سے قطعی طور پر ان کو سہارا نہیں مل سکتا اور اس طرح سے وہ قانون کے ہاتھوں سے نہیں بچ سکتے۔میں یہ بھی بتا دوں کہ احمد بلال چیمہ اجمل چیمہ صاحب کے بیٹے ہیں۔ضلع ناظم سیالکوٹ کے بھتیجے ہیں اور ضلع ناظم اٹک کے son-in-law ہیں تو آپ دیکھیں کہ یہ لوگ کس قسم کے گھناؤنے جرائم میں پانچ سال ملوث رہے ہیں، لوٹ مار کرتے رہے ہیں، کرپشن کرتے رہے ہیں، لوگوں کو قتل کرتے رہے ہیں اور اب آ کر اگر ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی ہوتی ہے تو پھر یہ دیکھیں کہ پورے ملک میں کس طرح سے شور مچاتے پھرتے ہیں۔اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ یہاں پر آئیں، اپنے آپ کو پیش کریں۔اگر وہ اس کی جوڈیشل انکوائری چاہتے ہیں، کسی دوسرے honest آفیسر سے انکوائری چاہتے ہیں یعنی جس طرح کا انکوائری کمیشن یا انکوائری یہ چاہیں گے ہم ان کو فراہم کرنے کو تیار ہیں لیکن اگر

چور یہ سمجھتا ہے کہ چور چور کا شور مچانے سے بچ جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح سے ان کو بھاگنے دیں گے اور نہ ہی ان کو بچنے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ فرمائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! آپ جب مجھے floor عنایت فرماتے ہیں وہ موقع جس پر میں نے کوئی بات point out کرنی ہوتی ہے یا point of order پر کوئی نکتہ پیش کرنا ہوتا ہے تو اس کا وقت گزر چکا ہوتا ہے۔ اب میری بات شاید اتنی بر محل نہ ہو۔ بات یہ ہے کہ ابھی ابھی پتنگ بازی یا بسنت کے حوالے سے بات ہو چکی ہے۔ یہ اسلامی تہوار ہے یا غیر اسلامی تہوار ہے میں اس کو defend کرتا ہوں اور نہ ہی اس کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ بہت ساری غیر اسلامی رسومات ایسی ہیں جو ہم ابھی تک اپنائے ہوئے ہیں اور دن رات اس پر ہم چل رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم سب غیر اسلامی لباس میں یہاں پر بیٹھے ہیں۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لباس کبھی نہیں پہنا تھا۔ ہماری خوراک غیر اسلامی ہے، ہمارے شادی بیاہ کے رسم و رواج بھی غیر اسلامی ہیں۔ اس حوالے سے میں اس پر تنقید کرتا ہوں اور نہ ہی مخالفت کرتا ہوں۔ کہنا صرف یہ چاہتا ہوں کہ بسنت ایک تفریح کا تہوار ہے۔ بے شک آپ اسے ہندو تہوار کہہ لیں لیکن ہندوستان سے کبھی ایسی خبریں نہیں آئیں کہ لوگ وہاں پر اس طرح سے مرتے ہوں۔ چین میں تقریباً سارا سال پتنگ بازی ہوتی ہے اور وہاں پر لوگ پتنگ بازی کے مقابلے بھی کرتے ہیں لیکن وہاں سے بھی اس طرح اموات کی خبریں نہیں آتی ہیں۔ اب دیکھنا اس میں یہ ہے اور وہ لوگ قابل مذمت ہیں جو اپنے کاروبار کے سلسلے میں کیمیکل ڈور یا دھاتی ڈور بنا کر بیچتے ہیں، وہ لوگ قابل مذمت ہیں اور دخل اندازی پولیس بھی ہیں جو دھات والی یا کیمیکل ڈور سے لوگوں کی گردنیں کاٹتے ہیں۔ یہ عمل قابل مذمت ہے۔ یہ ایک خوشی کا تہوار ہے ساری دنیا میں منایا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! میری ایک انتہائی اہمیت کی حامل تحریک التوائے کار ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اسے out of turn take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک آپ نے ابھی دی ہے۔آفس میں جمع ہو جائے اس پر ساری کارروائی مکمل ہو جائے۔ ہم کل اس کو لے لیں گے۔اسے کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار 998/2008 ہے۔ یہ 09-2-2 کو move ہو چکی ہے اور اس کو 6 تاریخ کے لئے pending کیا گیا تھا اور اس کے بعد یہ آج تک کے لئے موخر ہے۔ جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثنا اللہ خان): جناب والا! mover نے ایک بڑا اہم مسئلہ اشٹام اور رجسٹری جو کہ معاہدہ جات کے لئے استعمال ہوتے ہیں ان سے متعلق انہوں نے point out کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب تحریک التوائے کار نمبر 998 ہے۔

لاہور مینٹل ہسپتال میں سینئر ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی ہونے کی وجہ سے مریض عدم توجہی کا شکار

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، ٹھیک ہے۔ انہوں نے جس معاملے کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے اس ہسپتال میں جو سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں اس سلسلے میں انہوں نے فرمایا ہے کہ یہاں پر علاج بہت مہنگا ہے اور ادویات نہ ہونے کے باعث بے بسی سے کسی مسیحا کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس institution کو جو funds already available ہیں، برصغیر کے جو بڑے ہسپتال ہیں metro hospitals ہیں ان میں سے یہ ایک ہسپتال ہے اور برصغیر کی تقسیم سے پہلے یہ ہسپتال قائم ہے۔ اس سلسلے میں ان کو جو فنڈز مہیا کئے جا رہے ہیں اور اس وقت وہاں پر مریضوں کو جو سہولتیں میسر ہیں اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ تھوڑی سی بہتری کی گنجائش ہے۔ جس طرح ہم نے دوسرے ہسپتالوں میں ایمرجنسی میں ادویات مفت کی ہیں، جس طرح teaching hospitals کو ادویات مفت دیتے ہیں یہاں پر شاید کوئی تھوڑی سی negligence ہوئی ہے تو اس سلسلے میں جو بہتری کی گنجائش ہے محکمے کو direct کر دیا گیا ہے کہ وہ اس میں بہتری لائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ mover اس معاملے کو تحریک التوائے کے ذریعے حکومت کے نوٹس میں لائے ہیں۔ میں ان کا انتہائی شکر گزار ہوں اور اس سلسلے میں پیشرفت ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو mover نے اس کے اندر لکھا ہے وہ تو اتنی بڑی تعداد لکھی ہے کہ بیس مردانہ، تیرہ زنانہ ڈاکٹر---

شیخ علاؤالدین: جناب والا!اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: ایک تو وہاں کی جو چیف ہیں ان کا نام ڈاکٹر نصرت حبیب ہے۔انہوں نے مجھے direct بھی دو لیٹر لکھے ہیں اور انہوں نے میرا ٹیلی فون پر شکریہ بھی ادا کیا ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور میں صرف اس کا relevant portion پڑھوں گا۔انہوں نے admit کر لیا ہے کہ ہمارے ہاں حالات ایسے ہی ہیں۔ وہ لکھتی ہیں کہ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ لاہور میں خالی اسامیوں پر بھرتی اخبار میں اشتہار کے مرحلے میں ہے یعنی under process ہے انہوں نے مان لیا ہے کہ ہاں واقعی ایسا ہی ہے۔ جناب! جو بات آپ نے feel کی ہے اس کو اس نے خود admit کر لیا ہے اور لکھا ہے کہ جو جلد ہی مکمل کر لی جائے گی۔ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ کے سامنے کارڈیالوجی والوں نے بے ہنگم طریقے سے بہت سی عمارتیں بنادی ہیں جس کی وجہ سے مینٹل ہسپتال کے نرسنگ ہوسٹل کی ہوا اور روشنی بھی بند ہو گئی ہے۔ اس کی سوئی گیس پانی اور سیوریج کا نظام بُری طرح سے متاثر ہو رہا ہے۔اس کے علاوہ 120 سال پرانا گیٹ جو آثار قدیمہ کا حصہ ہے وہ بھی متاثر ہو رہا ہے۔ حکومت سے استدعا ہے کہ وہ ان مسائل پر غور کرے۔ میرا خیال ہے کہ وہ خاتون مجھے ہی حکومت سمجھ بیٹھی ہے۔ذہنی مریضوں کی مشکلات کو کم کیا جائے۔ Punjab Institute of Mental Health Lahore Community Psychiatry میں تحصیل و ضلع level کے ڈاکٹروں کو ٹریننگ دینے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے اور میں نے بھی یہ چیز highlight کی ہے کہ ماہر نفسیات نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو وہاں جو مشکلات پیش آ رہی ہیں ان کی مدد کر سکتا ہے بشرطیکہ اس ہسپتال میں ایک آڈیٹوریم کی سہولت ہو۔ لہذا حکومت سے دوبارہ التجا ہے کہ اس سلسلے میں ہسپتال ہذا کی مدد کی جائے ۔W.H.O کے اعداد و شمار کے مطابق ذہنی امراض میں اضافہ ہو رہا ہے۔ وہی جو میں نے کہا ہے اس کو اس نے second کیا ہے۔ لہذا تجویز کیا جاتا ہے کہ معاشرے میں ذہنی بیماریوں کے بارے میں شعور پیدا کرنے کے لئے الیکٹرانک میڈیا پر ذہنی امراض سے آگاہی کے پروگرام منعقد کئے جائیں۔ یہ ادارہ اس معاملے میں پورا تعاون کرے گا۔ اس نیک کام میں نہ صرف حکومت بلکہ معاشرہ انتہائی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ یہ تو انہوں نے relevant لکھا لیکن جناب سپیکر آپ کا تعلق بھی لاہور سے ہے آپ کو تو پتا ہی ہے کہ اس ہسپتال کا ایک چھوٹا سا پرانا گیٹ ہے اب اس کو بھی بند کیا جا رہا ہے۔ میں یہ بات بھی مانتا ہوں کہ دل کا معاملہ

ہر طرح سے ہی خطرناک ہے، دل کے مریضوں کو ضرور دیکھا جائے لیکن یہ وہ لوگ ہیں اور ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں جن کو کوئی دیکھنے والا نہیں ہے اس لئے ہمیں مینٹل ہسپتال پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے، وہاں واقعی حالات بہت خراب ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں اور آپ کے علم میں بھی ہے کہ اربوں روپے کے اس ہسپتال کے اثاثے تھے۔ شادمان چوک تک مینٹل ہسپتال کی پراپرٹی تھی اور اب وہاں پر دوائیاں تک نہیں ہیں۔ میں یہاں پر صرف ایک دوائی کا ذکر کروں گا Zaprexa کتنی مہنگی دوائی ہے جو صرف Schizophrenia کے اندر استعمال ہو رہی ہے اور اللہ خیر کرے اس وقت Schizophrenia کے مریض کتنے زیادہ ہو گئے ہیں، کتنے لوگ depression کا شکار ہیں۔ میری اس میں صرف یہ گزارش ہے اور مجھے وزیر قانون کی بات پر بھی پورا اعتماد ہے حکومت بھی یہ کرنا چاہے گی لیکن میری اتنی گزارش ہے کہ مینٹل ہسپتال کے معاملات کو اس طرح سے take up کیا جائے کہ یا تو کوئی کمیٹی بنا دی جائے یا اس مسئلے پر پہلے سے کوئی کمیٹی موجود ہے، اگر آپ ہیلتھ کمیٹی یا وزیر قانون صاحب جس کو بہتر سمجھتے ہیں اس کو refer کر دیا جائے اور اس کو باقاعدہ یہ ایجنڈا دیا جائے کہ آپ نے اتنے دن کے اندر اندر اس ہسپتال کے معاملات حل کرنے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک خاتون کا بھی ذکر کیا ہے ہماری ایم پی اے محترمہ عفت صاحبہ ہیں بلکہ چیف منسٹر ٹاسک فورس کی چیئر پرسن محترمہ عفت لیاقت علی خان ہیں اس کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔ ایک خاتون جو میرے علم میں آیا ہے وہ لاہور کی نہیں ہیں۔ یہ المیہ ہے کہ خاندان والے خود اپنے ان جگر گوشوں اور ان پیاروں کو disown کر دیتے ہیں۔ اس میں میری استدعا یہ ہے کہ اس ایوان کے چار، پانچ لوگ جن میں، میں خود بھی جانے کو تیار ہوں لہذا ان لوگوں کے لئے خاص طور پر کچھ کیا جائے۔ یہ بہت ضروری ہے اس کا ہمیں بہت اجر ملے گا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں شیخ صاحب نے جو بات کی ہے کہ ان کے پاس کوئی لیٹر ہے غالباً انہوں نے اس ادارے کی سربراہ کا شاید حوالہ دیا ہے کہ ان کا لیٹر ان کے پاس موجود ہے۔ انہوں نے اس لیٹر کا relevant portion پڑھا ہے اس میں اور ڈیپارٹمنٹ نے جو جواب دیا ہے ان دونوں میں آپ ذرا فرق ملاحظہ کریں کہ ہسپتال میں مریضوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت انتہائی اچھے، منظم اور مربوط انداز سے کی جاتی ہے جبکہ ہسپتال کا عملہ تندہی اور جانفشانی سے مریضوں کی خدمت میں عبادت سمجھ کر اپنے فرائض منصبی انجام دے رہا ہے۔ ہسپتال

میں مریضوں کو ان کی صحت کے لئے جو مختلف خدمات مہیا کی جا رہی ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔ یہ اس طرح کا جواب ہے کہ میرے خیال میں اس کے بعد اس میں further improvement کی گنجائش نہیں رہتی۔ میں ایک مرتبہ وہاں پر گیا تھا اس visit کو مدنظر رکھتے ہوئے وہاں پر improvement کی گنجائش ہے لیکن ڈیپارٹمنٹ نے جو جواب دیا ہے یہ entirely different ہے اور جب ان کے پاس لیٹر کی کاپی ہے تو یہ کاپی مجھے دیں۔ سب سے پہلے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ سیکرٹری ہیلتھ، عفت لیاقت علی خان چیئر پرسن چیف منسٹر ٹاسک فورس اور شیخ صاحب وہاں پر جائیں اور ہم یہ onfirm کریں کہ ڈیپارٹمنٹ کا موقف صحیح ہے یا اس ادارے کی سربراہ کا وہ خط صحیح ہے۔ اس کے بعد اگر اس میں ضرورت ہوئی تو نہ صرف کمیٹی بنانے پر مجھے کوئی اعتراض ہوگا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ادارے کی سربراہ نے ایک طرف یہ حقائق لکھے ہیں اور دوسری طرف ڈیپارٹمنٹ نے جو جواب دیا ہے اس نے پھر کہاں سے یہ اندازہ لگایا کہ وہاں پر ہر چیز صحیح انداز میں چل رہی ہے لہذا اس پر proper action لیا جائے گا۔ اس کو بدھ تک کے لئے pending کر لیں جس طرح میں نے عرض کیا ہے تو کل ہی میٹنگ کر کے پرسوں اس پر ہم respond کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات تو سامنے آ گئی کہ ادارے کا سربراہ کچھ لکھ رہا ہے اور ڈیپارٹمنٹ کچھ لکھ رہا ہے۔ رانا صاحب نے بالکل اچھا فیصلہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر اشرف چوہان صاحب کا بھی اس پر اچھا experience ہے، جس طرح آپ نے خواتین کا کہا تو محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ بھی رانا صاحب کے ساتھ میٹنگ کر لیں اور اس پر جو بھی ہوتا ہے وہ بدھ والے دن ہاؤس میں پیش کیا جائے لہذا اسے بدھ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار 999/2008 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ یہ 04/02/2009 کو move ہوئی تھی اور pending کی گئی تھی۔ جی، رانا صاحب!

سابقہ تاریخوں کے stamp papers کی بآسانی دستیابی کی وجہ سے مقدمہ بازی کی بھرمار اور عوام کا جائیدادوں سے محروم ہونا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سیکرٹریٹ کی اس روش کی پہلے بھی ایک دفعہ نشاندہی کر چکا ہوں۔ آپ دیکھیں کہ شیخ صاحب کی منشا ہوگی اور نہ انہوں نے ایسا چاہا

ہو گا کہ اب straightway Adjournment Motions انہی سے منسلک ہیں تو جب ایک معزز ممبر بار بار اٹھ کر Adjournment Motion پیش کرتا ہے تو اس سے پھر بعض اوقات دوسرے ممبران کو اعتراض بھی ہوتا ہے۔ اگر سیکرٹریٹ میں ان چیزوں کو regular کرکے numbering ہو جائے تو اس میں اس بات کا لحاظ رکھا جانا چاہئے۔ آپ دیکھ لیں کہ ایک، دو، تین، چار، پانچ یعنی پہلی motions 5 صرف شیخ صاحب کی ہیں اور اس کے بعد جا کر دوسرے معزز ممبران کی ہیں تو اس سلسلے میں شاید رولز کوئی واضح نہیں ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں آپ کی کوئی direction ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! پہلی بات تو یہ ہے کہ شیخ صاحب نے ایک بڑا important point raise کیا ہے اور دوسرا باقاعدہ ایک mechanism ہے جس کے تحت ممبران تحاریک التوائے کار move کرتے ہیں اور ان کے اندر جو issues ہوتے ہیں اور اتفاق ایسا ہے کہ شیخ صاحب کے issues زیادہ ہیں اور انہوں نے کافی زیادہ matters کے اوپر تحاریک move کی ہوئی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلے بھی ایک دفعہ یہاں ہاؤس میں جب شیخ صاحب تیسری یا چوتھی Adjournment Motion پر اٹھے تھے تو یہاں پر شور پڑ گیا تھا۔ لوگوں نے اعتراض کرنا شروع کر دیا تھا تو اس میں یہ ہے کہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ شیخ صاحب نے important issues کو نہیں اٹھایا لیکن یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ باقی ممبران نے جو issues اٹھائے ہیں وہ important نہیں ہیں تو اب اس میں یہ ہے کہ اگر ایک معزز ممبر دس Adjournment Motions دے دے اور دس نمبر وہی چلیں اور اس کے بعد پھر کوئی ایک نمبر آئے تو اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ کچھ mechanism ضرور ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! پھر ہم mechanism drive کرتے رہیں گے فی الحال اس تحریک کا کیا بنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کی یہ motion اشٹام پیپرز سے متعلق ہے، انتہائی important ہے اور اس سلسلے میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ ان اشٹام پیپرز کی وجہ سے بہت زیادہ فراڈ اور litigation ہوتی ہے تو اس کا مفصل جواب ہے جس کا میں relevant portion پڑھ دیتا ہوں کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب میں یہ تجویز زیر غور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! میں اس میں یہ suggest کروں گا کہ یہ بڑا important matter ہے، آپ جو بھی جواب دیں گے اس پر شیخ صاحب بات کریں گے اس سے بہتر یہ ہے کہ اس کو pending کر دیتے ہیں اور آپ دونوں بیٹھ کر اس کو دیکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کافی پیشرفت ہو چکی ہے۔ بورڈ آف ریونیو پنجاب میں یہ تجویز زیر غور ہے کہ جعلی اور پرانی تاریخوں میں اشٹام پیپر کے حصول کو ناکام بنانے کے لئے ہر اشٹام پیپر پر کرنسی نوٹ کی طرز کا سیریل نمبر print کیا جائے اس بارے میں مورخہ 04-11-2008 کو بورڈ آف ریونیو میں اجلاس بلایا گیا جس میں زیر صدارت سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو، چیف کنٹرولر آف سٹیمپس کراچی، اسسٹنٹ مینجر پاکستان سکیورٹی پرنٹنگ کارپوریشن کراچی اور چیف انسپکٹر ٹریژری پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ نے شرکت کی۔ یہ ان کا جواب تھا تو بعد میں، میں نے ان سے کہا کہ آپ یہ جو فرما رہے ہیں کہ 04-11-2008 کو میٹنگ ہوئی تھی اس کی بعد میں پیشرفت ہوئی ہے تو اس سے آگاہ کیا جائے تو اس میں انہوں نے latest بتایا ہے کہ مورخہ 14-01-2009 کو ہونے والے اجلاس میں اس بات پر اصولی طور پر اتفاق ہوا ہے کہ اشٹام پیپر پر بنک نوٹ کی طرز پر سیریل نمبر کا اندراج کیا جائے اس سلسلے میں نمونہ جات تیار کئے جا رہے ہیں اس ضمن میں جاری کردہ minutes of meeting میٹنگ میں شامل کر دیئے گئے ہیں تو اس سلسلے میں انہوں نے فیصلہ کر لیا ہے اور اب اس فیصلے کی رو سے میں minutes of meeting شیخ صاحب کی خدمت میں بھی پیش کر دوں گا اس میں انہوں نے 4 steps decide کئے ہیں کہ:

It was decided unanimously by all presentatives of four provinces.

کیونکہ یہ معاملہ تمام صوبوں کا ہے۔

That denomination of paste non judicial stamp be raised form 10 thousand to 25 thousand and 50 thousand.

اس میں دوسرا point decide ہوا ہے کہ:

It was decided unanimously by the all representatives of the four provinces that serial number be printed on all stamp papers and adhesive stamps of all value in future. It was also decided that

province code and year code be also provided in all stamp papers adhesive stamps of all value.

جناب سپیکر! اس میں تیسرا decide ہوا ہے کہ:

It was decided unanimously that the following security features…

اس میں انہوں نے اس کے colour and border line سے متعلق کافی features کو decide کیا ہے۔ یہ بھی تجویز تھی کہ اشٹام پیپر پر سال بھی print کیا جائے کیونکہ دس دس سال پرانے سٹیمپ پیپر زیادہ پیسوں میں ملتے ہیں لہذا یہ بھی decide ہو گیا ہے۔ ایک یہ تجویز بھی تھی کہ ہر اشٹام پیپر پر district code ہو لیکن اس کی یہ reason دی گئی ہے کہ پہلے اس بات کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ ایک ڈسٹرکٹ کی کیا ضرورت ہو گی اور پھر وہ کسی دوسری جگہ استعمال نہیں ہو سکیں گے تو وہ ضائع جائیں گے۔ یہ اب تک decide ہوا ہے اور اس پر عمل ہو رہا ہے تو اس سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ apprehension جن کا اظہار محترم شیخ صاحب نے اس adjournment motion میں کیا ہے ان کا ازالہ ہو جائے گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں محترم راجہ بشارت صاحب ہوتے تھے تو ان کو بھی میری تحاریک التوائے کار پر اعتراض ہوتا تھا۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ اس جگہ میں مسئلہ ہے۔ میں تو جو بھی بات کرتا ہوں وہ لوگوں کے فائدے کے لئے کرتا ہوں اور میرے خیال میں، میں تو پڑھ لکھ کر یہاں تحاریک لاتا ہوں۔

جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے جو جواب دیئے ہیں وہ ٹھیک ہیں لیکن مجھے ایک بات سمجھ نہیں آتی کہ بے شمار ایسے کیس ہیں جن میں 40 ہزار روپے والے انعامی بانڈز جعلی بنے ہیں حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ ان لوگوں نے کتنا بڑا risk لیا ہو گا۔ آپ اور وزیر قانون بھی جانتے ہیں کہ جتنے زیادہ فراڈ ہوتے ہیں وہ 5 اور 50 روپے والے stamp papers پر ہوتے ہیں، سارے declaratory suits اور سارے specific performance suits جن میں لوگوں کی نسلیں رل جاتی ہیں تو وہ یہ 5 اور 50 روپے والے stamp papers ہیں۔ میری ایک سادہ سی تجویز ہے کہ یہ سارے اقدامات ایک طرف اور بنک کے pay order کے ذریعے ایک طرف ہے۔ میں ایک حوالہ دیتا ہوں کہ اگر آج وزیر خزانہ نے بجٹ پیش کیا تو آج جو duty کی

assessment ہو گی اور جو bill of entry پر sign ہوں گے۔ اگر اس کی payment کا pay order آج کا بن گیا تو وہ پچھلی ڈیوٹی پر لگے گا، جو duty کل 100 فیصد تھی اور آج 300 فیصد announce کی گئی ہے تو اس پر وہ لاگو ہو جائے گا اگر اس کا pay order بنا ہوا ہے۔ میں بڑی سادہ سی بات عرض کر رہا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر برانچ کو pay and order draft کی entry کرنا پڑتی ہے کہ میں نے آج اتنا draft یا pay order کیا ہے۔ بڑے سے بڑے banker ڈرتا ہے۔ اس میں سادہ سی بات یہ ہے کہ حکومت نے ایک executive order issue کرنا ہے کہ کوئی stamp paper بغیر pay order کے issue نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہو گا کہ 5 ہزار روپے کی جعلی کرنسی آ گئی ہے۔ ان لوگوں کا خدا بیڑا غرق کرے جو ہمارے ملک کی جعلی کرنسی بنا رہے ہیں۔ اس وقت 5 ہزار روپے کا جعلی نوٹ بھی بازار میں ہے، 40 ہزار روپے کا جعلی انعامی بانڈ بھی بازار میں ہے اور جو بانڈ نکل آتا ہے وہ سال دو سال claim نہیں ہوتا تو یہاں ایسا مافیا بھی موجود ہے کہ اس بانڈ کا claim کرتے ہیں اور جعلی بانڈ بناتے ہیں۔ اس وقت تک کوئی measure کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک ایسا نہیں کیا جائے گا۔ میں نے اس پر بہت کچھ سوچا ہے کیونکہ میں نے لوگوں کو دیکھا ہے۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی بات بتاتا ہوں کہ ایک پارٹی کا pre-emption suit کے اندر فیصلہ ہو گیا، پارٹی appeal میں گئی اور ریمانڈ ہو گیا۔ میرے پاس کیس موجود ہے وہ میں پیش کر سکتا ہوں۔ جب پارٹی ہائیکورٹ گئی تو اس نے بڑی عجیب بات کہی جو میرے لئے بھی بہت عجیب تھی۔ اس نے کہا کہ جو کاغذات exhibit ہوئے ہوئے ہیں ان پر جعلی دستخط ہیں، جج صاحب کے دستخط جعلی ہیں۔ اب جو جج یہ سن رہے تھے وہ بہت گھبرائے کہ سول جج کے دستخط جعلی ہیں کہ جس کو وہ base کیا جا رہا ہے اس لئے جس قوم سے ہمارا واسطہ ہے، جن چوروں اور مافیا سے ہمارا واسطہ ہے، جو پانچ، پانچ ہزار کنال زمین لے جاتے ہیں۔

جناب والا! جس طرح پنجاب یونیورسٹی کا بہت مشہور کیس ہے اور اللہ بھلا کرے جسٹس شفیع الرحمن کا کہ جو پوری زمین بچا گیا ہے۔ یہ آپ کے علم میں بھی ہو گا کہ جس میں کتنے بڑے بڑے نام آئے تھے۔ وہ کیس نیچے سے اس کے حق میں ہوتا چلا گیا اور جب سپریم کورٹ میں کیس گیا تو وہاں جسٹس شفیع الرحمن نے صرف ایک بات پوچھی کہ جس جگہ پر پنجاب یونیورسٹی اور نیو کیمپس بن گیا ہے کیا تمھارے باپ کو پتا تھا کہ یہ خسرہ نمبر نہیں آنے باقی جتنے بڑے بڑے پلاٹ اور میدان ہیں

جناح ہسپتال کا پچھلا سارا حصہ ہے وہ خسرہ نمبر ڈال کر اس نے 1945 کی رجسٹری بنوالی اور وہ upto ہائیکورٹ کیس جیت گیا۔ اس پر سپریم کورٹ کا فل بنچ کا فیصلہ آیا۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں لوگوں کو بچانا چاہتا ہوں، میں لوگوں کی نسلوں کو بچانا چاہتا ہوں۔ خدا کے لئے اس میں حکومت کو کہیں کہ یہ سب کچھ کریں لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ جو مرضی کر لیں، کالا، پیلا، نیلا اور لائن لگائیں یا نہ لگائیں کیونکہ میرا کاروبار کچھ ایسا ہے۔ میرے پاس جب ہزار کی جعلی کرنسی آتی ہے تو لڑکے سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ جو مشین آتی ہے جس سے نوٹ چیک کئے جاتے ہیں تو وہ مشین خود چور ہے۔ وہ جعلی نوٹ کو جلدی پاس کرتی ہے اور جس نوٹ پر تھوڑی سی چنٹ پڑی ہو اس کو نکال کر باہر پھینک دیتی ہے اس کا کوئی حل نہیں ہے۔ میں ایسی کوئی بات نہیں کہہ رہا یہ بڑی معمولی بات ہے۔ ان کو through the bank فروخت کرنا شروع کر دیں۔ ان کو وثیقہ نویس ہی بیچے گا اور وہی لے کر جائے گا لیکن بنک کے ذریعے لے کر آئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ بورڈ آف ریونیو جو تبدیلیاں لا رہا ہے وہ اپنی جگہ بہت اہم ہیں۔ جہاں شیخ علاؤالدین صاحب نے فرمایا ہے تو اس طرح 50 روپے یا 25 روپے کا stamp paper نکلوانے کے لئے 50 روپے pay order کی فیس دینا پڑے گی تو یہاں پر میں یہ تجویز دوں گا کہ جیسا کہ حکومت نے قانون بنایا ہے کہ کمپنیاں اپنے اکاؤنٹ سے 25 ہزار روپے سے زیادہ cash بھی نہیں نکلوا سکتیں اس سے ٹیکس میں مسئلہ بنتا ہے۔ اگر ایسا قانون بنا دیا جائے کہ رجسٹری کی transaction کی consideration money mandatory ہو جائے اس طرح ایک چیک تو یہ ہو جائے گا کیونکہ جب بھی کوئی deal ہوتی ہے تو اس پر Contract act لاگو ہوتا ہے اور دو پارٹیوں کے درمیان سودا ہوتا ہے۔ اس طرح اس کی جو consideration money پر بھی پابندی آ جائے کہ pay order کے بغیر رجسٹری ہو ہی نہیں سکے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نے جو بات کی ہے یہ بالکل مختلف بات ہے اور یہ معاملہ اور ہے۔ آپ consideration amount کو بہت جانتے ہیں کہ دو کروڑ کے سودے کو 50 لاکھ میں لکھوایا جاتا ہے اور جو ملبہ ہوتا ہے جس کو کباڑیا 10 ہزار میں لینے کو تیار نہیں ہوتا۔ میں لاہور کا ہوں اور مجھے بہت پتا ہے کہ ایک commercial property میں ایک rake لگا ہوتا

ہے جس کو کباڑیا 5 سو میں نہیں لیتا اس کو 50 لاکھ میں لیا جاتا ہے۔ وہ بالکل different story ہے اور یہ بالکل different ہے۔ اس میں بڑی سادہ سی بات ہے کہ جتنے تعمیل مختص کے دعوے ہوتے ہیں ان سے لوگوں کو بچایا جائے اور declaratory suits سے بچایا جائے۔ 1960 کے نکاح نامے پیش کئے جا رہے ہیں۔ آج بھی میرے پاس کیس ہیں کہ 1960 میں مجھے یہ دے دیا تھا اور دو روپے کا خالی بغیر stamp paper کہ مجھے تو یہ property نکاح میں دے دی گئی تھی۔ اس طرح چار بیویوں تک کوئی کھڑی ہو جاتی ہے اور کہتی ہے کہ فلاں property مجھے دی گئی تھی۔ ہم تو چوری رہتے رہے ہیں اس طرح اس کی اولاد رل جاتی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ رجسٹریشن ایکٹ پہلے ہی موجود ہے۔ شیخ صاحب نے جو stamp paper والی بات کی ہے کہ جو بھی agreement to sell ہو وہ ہر حالت میں رجسٹرار کے پاس رجسٹرڈ ہونا چاہئے۔ کوئی بھی ایسا agreement جو رجسٹرار کے پاس رجسٹرڈ نہ ہو اس کو عدالت میں یا شہادت میں inadmissible ہونا چاہئے، اس پر بھی قانون سازی ہونی چاہئے۔ اس میں ایک بات میں اور شامل کروں گا جو اس سے متعلقہ ہے کہ فراڈ جعلی stamp papers سے ہوتے ہیں جو پرانی تاریخوں میں لئے جاتے ہیں۔ یہ شیخ صاحب کی بات درست ہے کہ یہ مل جاتے ہیں لیکن جائیداد کے فراڈ میں جو زبانی انتقال ہے جس کو ہم بیع زبانی کہتے ہیں وہ بھی ایک اہم کڑی ہے۔ اس پر میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب کو گزارش کروں گا کہ جو بیع زبانی کا انتقال ہے اس کو قانون سازی کرتے ہوئے مکمل طور پر ختم کرنا چاہئے کیونکہ وہ فراڈ کی ماں ہے۔ جب کوئی registered document ہوگا تو اس کا کوئی proof اور ریکارڈ ہوگا۔ ہمارے پٹواری صاحبان جو کرپشن مافیا ہیں وہ اپنے روزنامچہ واقعاتی میں خالی نمبر ڈال کر چھوڑ رکھتے ہیں اور جو کوئی ٹکٹ لے کر آجاتا ہے اور جو کوئی ان کی جیب گرم کر دیتا ہے اور ان کی مٹھی گرم کر دیتا ہے تو وہ پرانی تاریخوں میں بیع زبانی کے انتقال درج کر دیتے ہیں۔ اس سے ایک لامحدود litigation شروع ہو جاتی ہے جس سے نسلیں لڑائی میں داخل ہو جاتی ہیں اور وہ سلسلہ سات سات نسلوں تک ختم نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ ہمارے سول ایکٹ میں جو lacunas ہیں تو پھر وہی دیوانی والی بات ہے کہ دیوانی دیوانی ہوتی ہے اس لئے میں اپنے موقف پر زور دوں گا کہ بیع زبانی کے انتقال کو ختم کرنا چاہئے۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کیا اس سے related ہے؟

جناب محمد نوید انجم: نہیں۔پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر بیٹھ جائیں۔ابھی تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو جائے پھر ٹائم دیتا ہوں۔ جی، رانا صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! تحاریک التوائے کار ہے جو ہربنس پورہ کے متعلق ہے اور بہت ہی اہم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ٹائم ویسے ہی ختم ہو گیا ہے اور اب میں نے floor دے دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وقفہ تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین صاحب سے شروع ہوا ہے اور اب انہی پر ہی ختم ہو رہا ہے۔کیونکہ مجھے پتا ہے کہ انہوں نے اپنی ایک تحریک پر کم از کم پندرہ / بیس منٹ لینے ہوتے ہیں تو دوسرے ممبران کو اگر یہ کہا جائے کہ شیخ صاحب زیادہ پڑھے لکھے ہیں اور باقی اَن پڑھ ہیں تو یہ بھی مناسب نہیں ہے۔اگر rules اس بات کی اجازت نہیں دیتے تو میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب کو خود ہی چاہئے کہ وہ دن میں ایک تحریک التوائے کار کو discuss کیا کریں تاکہ دوسرے معزز ممبران کو بھی وقت ملے۔مجھے ان کے تحاریک التوائے کار پیش کرنے اور محنت پر کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ میں نے ہمیشہ ان کو appreciate کیا ہے اور انہوں نے جو بھی معاملہ اٹھایا ہے میں نے اس کو اس نظر سے دیکھا ہے کہ وہ محنت کر کے ایک بہتر چیز سامنے لے کر آئے ہیں جس کو ہم نے concede کیا ہے۔مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ Liquidation Board کے حوالے سے یہ ایک دو بہت important چیزیں تحریک التوائے کار کے ذریعے سے اس معزز ایوان کے نوٹس میں لائے پھر جب ہم نے meetings کیں تو میں سمجھتا ہوں کہ in future ہمیں اس سے بڑا فائدہ ہوا ہو گا۔

جناب سپیکر! محترم شیخ صاحب نے جو بات کی ہے اس میں دو چیزیں ہیں، اس کو میں نے بڑے غور سے سنا ہے اور باقی ممبران نے بھی بڑا contribute کیا ہے۔اگر آپ apprehension کے پیچھے چلے جائیں کہ سپریم کورٹ کے جج بھی جعلی ہو گئے ہیں، ان کے دستخط بھی جعلی ہو جاتے ہیں، نوٹ بھی جعلی بن جاتا ہے، بنک سے نکاح نامہ بھی جعلی بن جاتا ہے تو پھر کون کون سی چیز ہم بنک سے کروائیں گے؟ کل کو یہ کہیں گے کہ پہلے نکاح نامے کا بنک سے pay order بنوایا جائے اس کے بعد

نکاح ہونا چاہئے، اگر ہم apprehension پر جائیں تو پھر ہم بالکل خوفزدہ ہو کر ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ بنیادی بات یہ تھی کہ آج 2009 ہے اور آج اشٹام فروش 1980 کا اشٹام فروخت کرتا ہے اور اس پر معاہدہ لکھا جاتا ہے جس کے بعد اس کے اوپر civil suit ہو جاتا ہے۔ اب وہ تو ہو چکا ہے لیکن اس کو ختم کرنے کے لئے یہ جو apprehension تھیں ان کے متعلق اقدامات لئے گئے ہیں۔ جس طرح اصغر منڈا صاحب نے بات کی ہے تو اس کے متعلق بھی سب کو معلوم ہے کہ ریونیو کے پورے ریکارڈ کو computerize کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس وقت جو چیزیں معاشرے میں برائیوں کا سبب بن رہی ہیں ان کے متعلق اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔ جب ریونیو کا سارا ریکارڈ computerize ہو جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ جو بات منڈا صاحب نے کی ہے اس کا بالکل قلع قمع ہو جائے گا۔ یہ سب کچھ تمام صوبوں نے مل کر کرنا تھا لیکن یہ جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں اس سے میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب بھی مطمئن ہیں کہ اس سے stamp paper کے جعلی بننے یا پچھلے سالوں کے خریدے جانے کی زیادہ تر شکایات ساری ختم ہو جائیں گی۔ جہاں تک انہوں نے pay order کی بات کی ہے تو رانا افضل صاحب نے بھی اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ لوگوں کو stamp paper چھوٹے چھوٹے معاملات اور بیان حلفی کے لئے چاہئے ہوتے ہیں۔ ہر آدمی نے رجسٹری تو نہیں کروانی اور بڑی جائیدادیں جس میں کروڑوں روپے involve ہوتے ہیں ان کی رجسٹریاں تو شیخ صاحب جیسے لوگ کم و بیش ہی کرواتے ہیں۔ باقی لوگوں کو اپنے چھوٹے موٹے ڈیڑھ یا دو مرلے کے مکان کے لئے stamp paper کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس process کو ہم اس حد تک complicate کر دیں کہ اس معاملے میں لوگوں کے اخراجات بھی بڑھ جائیں اور وہ مشکلات کا شکار ہو جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز کو بھی ہم نے پیش نظر رکھنا ہے۔ باقی ان کی تجویز آ گئی ہے، بورڈ آف ریونیو کے آفیسر یہاں پر بیٹھے ہیں انہوں نے نوٹ کر لیا ہے۔ میں بھی ان کو اپنے طور پر refer کر دوں گا جسے وہ consider کر لیں گے لیکن سر دست میں سمجھتا ہوں کہ جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں ان کو کافی سمجھا جائے اور اس تحریک کو شیخ صاحب press نہ کریں اور اسے dispose of کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کا شکر گزار ہوں لیکن میں ایک چیز add کرنا چاہتا ہوں جو کہ اب ریکارڈ پر آنی ضروری ہو گئی ہے کیونکہ انہوں نے یہ بات کی ہے۔ میں اس معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ Income Tax Law, 1979 کے تحت حکومت کو سمجھ

نہیں آ رہی تھی کہ ایک آدمی کو چیک کیا جاتا تھا کہ تمہارے پاس دو یا چار کروڑ روپیہ کہاں سے آیا؟ آپ کو یاد ہوگا کہ جب مشرف صاحب کی حکومت آئی تو انہوں نے سروے شروع کروایا جو door to door ہوا۔ بات لمبی نہ ہو جائے میں مختصر یہ کہوں گا کہ بہت سارے لوگ جانتے ہیں کہ wealth tax کیوں ختم ہوا؟ اب حکومت کو یہ پتا نہیں چل رہا تھا اور سمجھ نہیں آتا تھا کہ جس کا مکان پکڑتے تھے تو وہ اپنے کسی بھی ایسے رشتہ دار کا نام لیتا تھا جو پاکستان میں ٹیکس گزار تھا یا پاکستان سے باہر تھا۔ پھر Income Tax Law میں ایک amendment آئی جس کا ذکر میں یہاں پر کرنا اب ضروری سمجھتا ہوں اور اس کا علم لاء منسٹر صاحب کو ہوگا۔ Amendment یہ آئی کہ کوئی loan ایسا consider نہیں کیا جائے گا جو through pay order یا cross check نہیں ہوگا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں نے white money کرانی شروع کر دی۔ اب لوگ مجبور ہیں اور ہوتا یہ ہے کہ لوگ چودہ /پندرہ لاکھ والی گاڑی یا پانچ لاکھ کی گاڑی کے لئے بھی سوچتے ہیں۔ آپ سب کو پتا ہے کہ لوگ کیسے گاڑی لیتے ہیں؟ lease کے علاوہ جب گاڑی لی جاتی ہے تو پہلے ڈھونڈا جاتا ہے کہ کوئی رشتہ دار ہے جو قرضہ دے دے اور cross check مجھ سے پہلے ہی لے لے۔ جو لاء منسٹر صاحب نے باتیں کی ہیں وہ صحیح ہیں۔ Registered document کے متعلق آپ سے زیادہ کون جانتا ہے کہ پانچ، دس، پچاس، سو، دو سو یا پانچ سو روپے کا registered document نہیں ہوتا اور اس کی ضرورت ہی نہیں ہے لیکن اگر اس کا pay order بنک میں enter ہو جائے تو وہ ایک طرح کا authentic document بنے گا اور لوگوں کی نسلیں بچ جائیں گی۔ اگر لاء منسٹر صاحب کہتے ہیں تو میں اس کو press نہیں کرتا کیونکہ میرا فرض پورا ہو گیا ہے اور میں نے جو سمجھا، دیکھا اور جو مجھے اللہ نے علم دیا ہے اس کے مطابق میں چاہتا ہوں کہ لوگ اس مصیبت سے بچیں۔ میں نے لاء منسٹر صاحب کو اس بات کا جواب صرف اس لئے دیا کہ انہوں نے Income Tax Ordinance, 1979 میں amendment کی کہ loan کو اس طرح کیا جائے کہ یہ واقعی loan ہے اور اب کوئی loan consider نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہی میری بات ہے۔ میں اس کو press نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! یہ بات بڑی clear ہے اور ہم بھی اس کا تجربہ رکھتے ہیں۔ ان کی تجویز بہت اچھی ہے۔ جو کچھ آپ نے بتایا ہے یہ بالکل ایک improvement ہے لیکن اگر ان کی تجویز کو بھی اس کا حصہ بنا لیا جائے تو یہ اور بھی زیادہ foolproof ہو جائے گا۔ شیخ صاحب اپنی تحریک کو press نہیں کرتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے پچھلے اڑھائی ماہ سے ایک تحریک التوائے کار اسمبلی میں جمع کروائی ہوئی ہے اسے out of turn اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ موضع ہر بنس پورہ میں سرکاری زمین پر قبضہ مافیا پچھلے اڑھائی تین ماہ سے plotting کر کے state land کو فروخت کر رہا ہے۔ آپ میری اس تحریک کو out of turn پیش کرنے کی اجازت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے کیونکہ اس کے لئے 30 منٹ ہوتے ہیں۔ ایک تحریک التوائے کار اسمبلی میں دی گئی ہوئی ہے جو پیش ہوئی تھی جس پر ووٹنگ ہوئی تھی تو کل اس کے لئے دن رکھا ہوا ہے۔ پرسوں آپ کی تحاریک out of turn لے لی جائے گی۔

جناب محمد نوید انجم: میری تحریک کا نمبر 1100 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب! اس کو نوٹ کر لیں اور پرسوں اس کو out of turn لیا جائے گا۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

عام بحث

سالانہ بجٹ 10-2009 پر اراکین اسمبلی سے پیشگی تجاویز کی غرض سے عام بحث

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سالانہ بجٹ 10-2009 کے لئے اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث کا آغاز مورخہ 4-فروری 2009 کو ہوا تھا۔ بحث کا آغاز وزیر خزانہ کی تقریر سے شروع ہوا تھا۔ آج بھی بحث جاری رہے گی۔ جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے ناموں کی چٹیں نہیں بھجوا سکے وہ اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھجوا دیں۔ اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ اب میں علی اصغر منڈا صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنی تقریر شروع کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر! ہمارے آئندہ آنے والے بجٹ پرpre-budget تجاویزاور آراء لینے کے لئے یہ ایک نیااور تاریخی قدم اٹھایا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسلم لیگ(ن)اور پیپلز پارٹی کی مشترکہ کوشش اور سوچ کا نتیجہ ہے اور یہ بڑا احسن قدم ہے کیونکہ ہمارے کچھ دوست بجٹ کی بحث پر اعتراضات اٹھاتے تھے۔ میں اس پر وزیر خزانہ صاحب اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کی اس سوچ اور pre-budget اجلاس پر ان کی عظمت کو سلام اورsalute پیش کرتا ہوں۔

میں سب سے پہلے یہ گزارش کروں گا کہ آنے والے بجٹ میں ہمیں سب سے زیادہ مہنگائی اور غربت ختم کرنے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔ جس طرح موجودہ بجٹ کے اندر غریبوں کے لئے دو روپے کی روٹی مہیا کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت اچھا قدم ہے۔

جناب سپیکر! فوڈ سپورٹ پروگرام غریبوں کے لئے بنایا گیا اور ہر ماہ انہیں جو رقم دی جاتی ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: میں دیکھ رہا تھا کہ ایک تو لسٹ بہت لمبی ہے اور بہت زیادہ ممبران بات کرنا چاہتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اگر پانچ منٹ کا ٹائم ہر ممبر کے لئے رکھ لیا جائے تو مناسب رہے گا۔ منڈا صاحب! آپ بھی پانچ منٹ میں مکمل کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی سے پانچ منٹ شروع ہوں گے تاکہ میں اس لحاظ سے اپناmind conclude کرنے کے لئے تیار کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! آپ کے دو منٹ ہو گئے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں فوڈ سپورٹ پروگرام کی بات کر رہا تھا کہ یہ بہت اچھا پروگرام ہے اور میں نے بجٹ پر بحث کے دوران بھی کہا تھا کہ یہ ہماری حکومت کا مشاورت کے بعد فیصلہ ہے اور ہم اسے own کرتے ہیں لیکن اس حوالے سے میری گزارش تھوڑی سی ذرا مختلف ہے کہ ہم ہزار، ہزار روپے دینے کی بجائے اگرarea مخصوص کرکے جیسے پانچ ہزار ایک صوبائی حلقے میں دے رہے ہیں تو ہم اگر یہamount ہزار کی بجائے مستحق لوگوں کوmark کرکے ان کی لسٹیں بے شک ڈی سی او اور عوام کے منتخب نمائندوں کی مشاورت سے تیار کر لیں۔ ایسے لوگوں کو ووکیشنل ٹریننگ دینے کے بعد، انہیں فنی تربیت دینے کے بعد کم از کم ایک یا دو لاکھ روپے کے

قرضے دیئے جاتے تاکہ مستقل بنیادوں پر غربت ختم کرنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا یا پھر اس طرح کر لیں کہ فی شخص ہزار روپے دیتے ہیں تو ساتھ ساتھ ووکیشنل ٹریننگ، سمال کاٹیج انڈسٹری اور فنی تربیت کا انتظام کر کے مستقل بنیادوں پر ہمیں یہ بے روزگاری اور غربت ختم کرنی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک نوجوان جو پڑھا لکھا ہے یا ایک نوجوان آدمی کو ہم ہزار روپے مہینہ دے رہے ہیں تو یہ اسے عادت ڈالنے والی بات ہے اس سلسلے میں ہمیں ووکیشنل ٹریننگ پر زور دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! گرین ٹریکٹر سکیم بہت اچھا قدم ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ گذشتہ نو سالوں میں زراعت کو ترقی دینے کے لئے، کسان کی حوصلہ افزائی کے لئے اور وہ غریب کسان جس کی اتنی پراپرٹی نہیں ہے کہ وہ اسے pledge کروا کر قرضہ لے کر یا چار لاکھ روپے نقد دے کر ٹریکٹر لے سکے تو یہ ان کے لئے بہت احسن قدم ہے۔ جس طرح وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بجٹ کے دوران کہا تھا کہ ہم نے اس کی تعداد دُگنی کر دی ہے یعنی دس ہزار کی بجائے بیس ہزار ٹریکٹر کر دیئے ہیں تو وہ بیس ہزار والا وعدہ پورا نہیں ہوا اور میں یہ گزارش کروں گا کہ آئندہ پنجاب میں دس ہزار کی بجائے کم از کم بیس ہزار غریب کسانوں کو ٹریکٹر دینے چاہئیں۔

جناب سپیکر! بجٹ speech میں privatization کا ذکر آیا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا احسن قدم ہے اور ہم اسے appreciate کرتے ہیں لیکن میں اس حوالے سے یہ گزارش ضرور کروں گا کہ یہ اتنا شفاف اور صاف عمل ہونا چاہئے کہ کوئی بھی شخص اس پر انگلی نہ اٹھا سکے وگرنہ پھر افتخار محمد چودھری جیسے لوگ اس ملک میں موجود ہیں تو یہ کوئی اچھا شگون نہیں ہوگا۔ یہ اتنا transparent اور صاف وشفاف ہونا چاہئے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ حکومت کو income حاصل ہونی چاہئے اور غلط privatization کا process نہ دہرایا جائے۔

جناب سپیکر! غیر ترقیاتی بجٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کے لئے میں یہ تجویز دوں گا کہ جس طرح مہنگائی بڑھی ہے 100 فیصد نہیں تو کم از کم اس کے 50 فیصد کے حساب سے ان کی تنخواہ ضرور بڑھانی چاہئے کیونکہ یہ بھی ہمارے بھائی ہیں اور ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہیں کم از کم 50 فیصد ضرور بڑھانی چاہئیں۔

جناب سپیکر! آخر میں میری یہ گزارش ہے کہ جس طرح بڑی سکیموں کے لئے اور بڑے بڑے منصوبوں کے لئے consultants اور third party validation لازمی قرار دی گئی ہے تو کیا چھوٹے منصوبوں کے لئے یا لوکل گورنمنٹ کے منصوبہ جات کے لئے بھی کوئی check and

بنایا گیا ہے یا ان کو کھلا چھوڑ دیا جائے کہ وہ جو چاہیں لوٹ مار کریں، کرپشن کریں اور اپنا balance کمیشن لیں؟ میری اس حوالے سے یہ گزارش ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے یا باقی اداروں کے چھوٹے منصوبوں کے لئے third party validation یا ان کے لئے ایک monitoring team ہونی چاہئے کہ جہاں پر وہ خرابی کریں یا فنڈز کا صحیح استعمال نہ کریں یا سکیم اچھے انداز سے تیار نہ کریں یا اس کی حیثیت درست نہ کریں اور material معیار کے مطابق نہ لگائیں تو اس کے لئے بھی کوئی Monitoring or Steering Committee ہونی چاہئے جو انہیں پوچھ سکے اور ان سے حساب کتاب لے سکے۔

جناب سپیکر! ایک مزید گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ یہ زرعی ملک ہے اور جب بھی اس ملک کی معیشت پر برا وقت آیا تو میرا یہ دعویٰ ہے الحمد للہ کہ صرف زراعت اس ملک کو بچا سکتی ہے۔ صنعت بھی مددگار ہو سکتی ہے اور صنعت بھی اس ملک کی معیشت کو مضبوط کرنے میں اپنا مثبت کردار ادا کرتی ہے لیکن کیا ہم نے زراعت اور صنعت کو ترقی دینے کے لئے موجودہ بجٹ میں energy generate کرنے کے لئے کوئی رقم رکھی ہے؟ بجلی کی shortage اور لوڈ شیڈنگ ختم کرنے کے لئے ڈیم بنانے کے لئے رقم رکھنی چاہئے۔ ہم energy کو promote کریں اور generate کریں، ڈیم بنائیں اور نہروں کے انتظام کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔ کھاد کی کمی کا بھی سدباب ہونا چاہئے اور اس کا حق وفاقی حکومت کو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ منڈا صاحب! ٹائم کی limit کا خیال کریں۔ باقی آپ لکھ کر دے دیں۔ جی، خلیل طاہر سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور وانسانی حقوق (جناب خلیل طاہر سندھو): شکریہ۔

جناب سپیکر! تقریباً جو باتیں میرے بھائی نے کی ہیں میری بھی انہی سے ملتی جلتی باتیں تھیں جنہیں میں repeat نہیں کروں گا۔ سب سے پہلے میں حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کروں گا کہ پہلی دفعہ یہ مثال قائم ہوئی ہے کہ pre-budget تجاویز مانگی گئی ہیں۔

جناب والا! میں نے پچھلی دفعہ بھی budget speech پر یہ گزارش کی تھی لیکن مجھے نہیں پتا کہ کیا وہ mysterious mystery تھی کہ اس پر غور نہیں ہوا۔ میں نے خاص طور پر پورے پنجاب کی ایک request کی تھی کہ جو عدالتیں ہیں، عدالت صرف ایک جج کا نام نہیں ہوتا بلکہ نائب قاصد سے لے کر جج تک پوری ایک عدالت ہوتی ہے اور فیصلہ صرف جج نہیں کرتا بلکہ فیصلہ

عدالت کرتی ہے۔ جہاں پر پنجاب حکومت نے ایک بہت بڑا کام کیا جس سے میں سمجھتا ہوں کہ بہت سارے مسائل میں کمی واقع ہوئی ہے کہ ججوں کی تنخواہوں میں تین گنا اضافہ کیا گیا تو وہاں پر میری یہ گزارش ہو گی کہ باقی عملہ کی تنخواہیں بھی اسی مناسبت سے بڑھادی جائیں کیونکہ وہ بیچارے بھی صبح سے لے کر شام تک ججوں کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ میری وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب سے humble submission ہو گی کہ اس حوالے سے بھی کام کیا جائے۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ کی پوری بجٹ speech اور اس کا English version بھی میں نے پڑھا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ فلاں مد میں یہ بجٹ ہے۔ اس میں minorities کا اس دفعہ سرے سے کوئی ذکر نہیں ہے حالانکہ last time وزیر خزانہ نے یہاں پر فرمایا تھا کہ 20 کروڑ روپے minority کی ministry کے لئے اور دوسرے کاموں کے لئے مختص کئے گئے ہیں لیکن اس دفعہ اس کا بالکل سرے سے کوئی ذکر نہیں ہے۔ میری دو گزارشات ہیں کہ وہ غریب لوگ جو عدالتوں میں صبح سے شام تک کام کرتے ہیں ان کی تنخواہیں بھی اسی ratio سے بڑھادی جائیں جس طرح ججوں کی بڑھائی گئی ہیں تاکہ ان کو بھی relief ملے کیونکہ آج کے دور میں چھ ہزار یا آٹھ ہزار تنخواہ میں چار پانچ بچوں کی پڑھائی اور ان کی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں۔

دوسرا میرا جو deep concern ہو گا اور میری وزیر خزانہ سے humble submission ہو گی کہ minorities کے لئے بھی کچھ نہ کچھ ضرور ہونا چاہئے کیونکہ ہم already وہی feel کرتے ہیں کہ minority ایک down trodden طبقہ ہے لہذا اس کے لئے زیادہ سے زیادہ ہونا چاہئے۔ ہمارے صوبے کے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے یہاں پر فرمایا تھا کہ وہ اقلیت اور اکثریت کے concept پر یقین نہیں رکھتے ان کی نظر میں جس طرح قائداعظم محمد علی جناح نے 11۔اگست 1947 کو پہلی قانون ساز اسمبلی سے یہ speech کرتے ہوئے کہا تھا کہ ریاست کی نظر میں آپ سب برابر کے شہری ہیں۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ اس کی base بہت عرصہ پہلے جو Universal Human Right Charter ہے جس کی ہم نے باہر یوحنا میں بھی بات کی ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ فرمایا تھا کہ
"There is no superiority on black to white or white to black, or Ajam to Arab or Arab to Ajam.

اور اگر کسی کو کوئی فوقیت حاصل ہے تو وہ اس کے تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے ایک روشنی کا مینار ہے اور انہی کی روشنی میں میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ minorities کے لئے زیادہ سے زیادہ بجٹ رکھا جائے تاکہ وہ بھی اچھے اور خوشحال طریقے سے اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر محمد اشرف چوہان!

DR MUHAMMAD ASHRAF CHOHAN: Mr. Speaker! Thank you very much for allowing me to talk on this very important subject.

میں بڑا خوش نصیب ہوں کہ یہاں پر جناب وزیر خزانہ تشریف رکھتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہماری معروضات ان تک پہنچیں تاکہ یہ discussion کا اور عملی بجٹ کا حصہ بنے۔ میں آج صبح اپنے حلقے میں گیا وہاں پولیو کے ریجنل کا افتتاح کیا۔ میرا حلقہ گوجرانوالہ شہر میں ہے اور شہر پڑھے لکھے سمجھے جاتے ہیں لیکن آج صبح بڑا جذباتی منظر پیش آیا جب بچوں کو drop دے رہے تھے تو چھوٹی چھوٹی بچیاں آئیں اور رونا شروع ہو گئیں۔ انہوں نے کہا کہ انکل ہمارے پاس سکول نہیں ہے۔ وہ بہت زیادہ جذباتی تھیں۔ میری یہ suggestion ہے کہ جب ہم اپنے ملک کی اور اسلامی دنیا کی بات کرتے ہیں تو پھر ہم اسرائیل سے comparison کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بہت پیچھے ہیں۔ ہم اسرائیل کو کہتے ہیں کہ وہ امریکہ کا۔۔۔، جو بھی الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس قوم نے پہلے اپنے آپ کو تعلیمی میدان میں بہت آگے کیا۔ میں کچھ تھوڑا سا تناظر پیش کرتا ہوں جو میں نے انٹرنیٹ سے حاصل کیا ہے۔

جناب سپیکر! پوری دنیا میں Jews چودہ ملین ہیں اور ہم مسلم پندرہ سو ملین ہیں۔ چودہ ملین میں سے سات ملین Jews صرف امریکہ میں رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ امریکہ ان کی بات سنتا ہے۔ every fifth person in this world is Muslim. اس وقت ایک Jew کے مقابلے میں ایک سو سات مسلمان ہیں اور پھر بھی ہم ان سے کافی موقعوں پر ہار جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ Islamic world میں جو کل یونیورسٹیاں ہیں وہ صرف five hundred ہیں جبکہ صرف U.S.A میں چھ ہزار ہیں اور ہمارے پڑوسی انڈیا میں ساڑھے آٹھ ہزار یونیورسٹیاں ہیں۔ اسی طرح دیکھیں کہ ہمارا literacy rate پوری Islamic world میں صرف 40 فیصد ہے

جبکہ کچھ ایسے ملک بھی ہیں جہاں 100 فیصد ہے۔ میں اس حوالے سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے زیادہ مسئلہ یہ ہے کہ جب ہم education اور health والوں کے پاس جاتے ہیں تو department والے فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس سکول بنانے کے لئے پیسے ہیں یا ہسپتال بنانے کے لئے پیسے ہیں لیکن زمین پر آکر معاملہ رک جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ زمین وہی استعمال کر سکتے ہیں جو گورنمنٹ کی ہے۔ وہ زمین یا تو صحیح جگہ پر نہیں ہوتی یا اس کے لئے problem اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اس زمین کو اوقاف سے لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں صرف اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے یہ کہوں گا کہ اگر میں وہ لسٹ یہاں پڑھوں کہ جو Jewish community نے education کے ذریعے سے کیا ہے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ نے دیکھا البرٹ، آئن سٹائن، کالموکس، ملٹن فائیو مین ان جیسے لوگ اور پھر دیکھیں Leukemia drugs, Hepatitis اور kidney transplant جتنی چیزیں جو ہم یہاں بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ مریضوں کے لئے کر رہے ہیں وہ سب یہودیوں نے ایجاد کی ہیں۔ کمپیوٹر ورلڈ میں micro processing chip اور optical fiber cable اس کے علاوہ ہم stainless steel استعمال کرتے ہیں یا ویڈیو ٹیپ ریکارڈر استعمال کرتے ہیں وہ سب انہی کی ہیں۔ marketing میں آپ دیکھیں کہ کوکا کولا، لیوائز جینز سٹار بکس، ڈیل کمپیوٹر یہ سب کے سب یہودیوں کے ہیں اور یہ صرف اور صرف تعلیم کی بنیاد پر ہے۔ میڈیا میں C.N.N, A.B.C, Washington Post, Time Magazine, Washington Time, New York Time یہ سب کے سب یہودیوں کے own ہیں۔ میں اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ ہماری پنجاب گورنمنٹ ایک انقلابی گورنمنٹ ہے۔ یہ گورنمنٹ ایسے فیصلے کرنے کی متحمل ہو سکتی ہے جو ایک روایتی حکومت نہیں کر سکتی۔ ہمارے وزیر خزانہ ماشاء اللہ بڑے moderate اور بڑے سمجھدار ہیں اس لئے میری گزارش ہو گی کہ ہر سال سالانہ بجٹ میں سکول کے لئے land purchase کرنے کے لئے ایک special budget ہونا چاہئے کیونکہ سکولوں کی تعداد نہیں بڑھ رہی ہے۔ ابھی گوجرانوالہ جو اس ملک کا پانچواں بڑا شہر ہے اس شہر کے middle میں بچے آکر روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے پاس سکول نہیں ہے تو جو remote areas ہیں اس کی situation میرا خیال ہے کہ اس سے بھی worse ہو گی۔ land نہ ہونے کی وجہ سے سکول اور ہسپتال بن نہیں رہے ہیں۔ land نہ ہونے کی وجہ سے محکموں کے پاس پیسے lapse

ہو جاتے ہیں۔ وزیر خزانہ میری یہ گزارش سن لیں کیونکہ اگر ہم نے اگلی صدی میں اور اگر ہم نے دنیا کے سامنے آنا ہے تو صرف ایک تعلیم ہی ہے جس کی وجہ سے ہم آگے آ سکتے ہیں، بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا محمد افضل خان!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب کو مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے pre-budget تجاویز دیں۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ جب میں بجٹ کو پڑھ رہا تھا اور وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں بھی کہا کہ اس سال ہم nationalization کو کنٹرول کرنے کی کوشش میں ہیں۔ ابھی تک پہلے چھ ماہ میں صرف 48 فیصد پیسے خرچ ہوئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی خاص achievement نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ teaching staff اور medical staff کی بہت سی vacancies ہیں جو کہ fill نہیں ہوئی ہیں۔ 48 فیصد اگر سال کے پہلے آدھے حصے میں خرچ ہو گیا ہے تو دوسرے آدھے حصے میں میرا خیال ہے کہ 60 یا 70 فیصد پر جائے گا۔ ہر روز 80 کروڑ روپیہ جو پنجاب حکومت کو چلانے کے لئے ایک دن کا خرچہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس میں efficiency کو لے کر آنا ہے تو ہمیں ایک definite plan بنانا ہو گا کہ کس طریقے سے ہم نے اس سسٹم کو efficient کرنا ہے اور اس میں saving لے کر آنی ہیں، میں دو چیزوں پر کہنا چاہوں گا کہ اگر آپ نے سرکاری کاروں کا بے دریغ استعمال دیکھنا ہے تو کسی اچھے پرائیویٹ سکول میں صبح جب بچوں کے سکول کا ٹائم ہوتا ہے تو وہاں دیکھ لیں۔ ایک سکول کی میں نشاندہی کر دیتا ہوں جو ڈیفنس میں ہے وہاں اگر سبز پلیٹ والی چار سو گاڑیاں بچے چھوڑنے نہ آئیں تو میں غلط بیانی سے کام لے رہا ہوں گا۔ اسی طرح سے میں دیکھ رہا تھا کہ برطانیہ میں ان کی بیوروکریسی کی مراعات اور تنخواہوں کا کیا سسٹم ہے تو وہاں پر بھی سرکاری ملازمین کو جو salaries مل رہی ہیں وہ مارکیٹ سے کم ہیں لیکن وہاں پر package deal ہے۔ اس میں گاڑی کے پیسے بھی شامل ہیں، مکان کے پیسے بھی شامل ہیں اور اس کی پوری emolument شامل ہیں۔ وہ جا کر باقی شہریوں کی طرح اپنے لئے مکان لیتا ہے، اپنے لئے گاڑی لیتا ہے یا وہ choose کرتا ہے کہ میں نے ٹرین سے جانا ہے۔ یہاں میں نے ایسے پولیس آفیسر کو دیکھا ہے جب وہ شام کو کسی باغ میں walk کے لئے جاتے ہیں تو ان کے ساتھ 16 باڈی گارڈ ہوتے ہیں، کچھ آگے چل رہے ہوتے ہیں تو کچھ پیچھے چل رہے ہوتے ہیں۔ ایک بڑے افسر کے گھر میں دس سے پندرہ سکیورٹی والے اور ٹیلیفون آپریٹرز دس دس بارہ بارہ ہزار روپے لینے والے ہوتے ہیں جو کسی

گنتی میں نہیں آتے۔ ہمارے بجٹ اور ملکی حالات میں سب سے اہم اور مشکل چیز inflation ہے۔ ہر سال مہنگائی کی رفتار 20 فیصد ہو جاتی ہے اور food item کی inflation ہے۔ میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ ہم دو تین آئٹم choose کر لیں۔ آٹا، دال اور سبزیاں۔ یہ ہماری اپنی کاوشوں سے صوبہ پنجاب پورے پاکستان کو سپلائی کر سکتا ہے۔ ان کے لئے support دینی ہے تو support دیں، اگر R&D کے لئے پیسا دینا ہے تو دیں، ان کے لئے farm to market roads کرنی ہیں یا cold storages کرنے ہیں اس پر task force بنے، اس پر think tank بنے اور اس کے لئے budgetary support ہو۔ Next ہم نے بہت اچھا کام کیا، ہم نے kidney dialysis machines لگائیں ہم نے بہت چیزیں لگائیں، میں وزیر خزانہ کو دعوت دوں گا کہ پاکستان کے پنجاب کے کسی شہر کے کسی slaughter houses کو وزٹ کریں اور پھر شاید آپ اس کا گوشت کھانا چھوڑ دیں گے۔ ہمارے slaughter houses اتنے گندے، اتنے گھٹیا اور اتنے polluted ہیں کہ میں recommend کرتا ہوں کہ ہم پورے پنجاب کے بڑے شہروں کے لئے modern slaughter houses کے لئے فوری طور پر budget allocation کریں۔ چھوٹے شہروں کے لئے چھوٹے slaughter house بڑے شہروں کے لئے بڑے aughter house اور ہنگامی بنیادوں کے لئے ہم پیسے allocate کریں۔

tax base کو broaden کرنے کی بات ہر بجٹ میں کی جاتی ہے concrete step نہیں لئے جاتے، ہمارے یہاں بہت سے لوگ ٹیکس ادا نہیں کرتے trading profession ٹیکس سے بالکل بالا ہے، ٹریڈ پر کوئی ٹیکس نہیں ہے/ کوئی شخص کسی چیز کی دُکان کہیں بھی کھول سکتا ہے، کوئی licensing نہیں ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ ہم اپنی shops کے لئے licensing شروع کریں۔ باہر کے ملک میں کوئی نائی بھی اپنی دُکان نہیں کھول سکتا جب تک اس کی association اس کو license نہ دے اور اس کی جو T.M.A concerned ہے۔ جب آپ licensing کر دیں گے تو آپ کا قدرتی طور پر next step آ جائے گا کہ آپ اس کو tax net میں لے آئیں گے چاہے وہ سال کا 500 روپے ٹیکس دے۔ آپ کا tax base جو 15 کروڑ عوام میں صرف 20 لاکھ لوگ ٹیکس گزار ہیں اور ان میں سے بھی 5 لاکھ لوگ ٹیکس ادا نہیں کرتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ tax base کو broaden کرنے کے لئے we have to identify the steps. پراپرٹی ٹیکس پنجاب کا ایک بڑا ٹیکس ہے اور اس میں بہت massive violations

ہیں ہم نے 5مرلے کے گھر کے اوپر چھوٹ دے دی، یہ سوچے بغیر کہ گلبرگ میں 5مرلے کا گھر کروڑپتیوں کا ہوا کرتا ہے، کسی کچی آبادی میں 5مرلے کا گھر تو شاید عام آدمی کا ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ generalization جو ہے based on areas یہ کوئی اچھی generalization نہیں ہے ہمیں اپنے پنجاب میں جو پراپرٹی ٹیکس ہے اس کو نہ صرف area base کرنا چاہئے بلکہ اس کو quality base بھی کرنا چاہئے اور tax net سب کے لئے ہونا چاہئے اور جو غریب علاقے ہیں ان میں آپ ٹیکس چھوڑنا چاہتے ہیں تو چھوڑ دیں۔

ہمارا major budget مرکزی حکومت سے آتا ہے اور concurrent list جو ہے وہ آج سے دس سال پہلے صوبوں کو ٹرانسفر ہونی تھی جو کہ نہیں ہوئی اور 2فیصد کے حساب سے وہ ہر سال پیسوں کو پنجاب کے لئے بڑھا دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر جو G.S.T ہے میں آپ کو ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ میں چائنا گیا تو مجھے میرے host بڑے اچھے ہوٹل میں کھانے پر لے گئے، کھانے کے بعد انہوں نے بیرے کو اشارہ کیا اور وہ کاغذ لے آیا، اس نے اس کو scratch کیا اور اس نے چھلانگ لگائی اور ہنس پڑا کہ میرا بِل free ہو گیا ہے میں نے کہا کہ یہ کیسے free ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ ہمارے ملک میں لوگ کھانے پر کوئی ٹیکس ادا نہیں کرتے تھے جو 17فیصد ہمارے اوپر ٹیکس لگا ہوا ہے تو ہماری گورنمنٹ نے سوچا کہ یہ ٹیکس کیسے وصول کریں انہوں نے کہا کہ جو ٹیکس کی رقم ہے اس کا scratch card بنا دیا for example آپ نے کھانا کھایا، آپ کا 200روپے ٹیکس بنا تو وہ 200روپے کے scratch card لے آیا جب اس میں جتنی collection ہے انہوں نے اس میں 10فیصد ہے انعام رکھ دیا تو اس کے ساتھ ان کی فوڈ میں tax collection تھی وہ ایک سال میں دس گنا بڑھ گئی اور ہمارے لاہور میں ماشاء اللہ اگر لاہور یے 20کروڑ کا ایک شام میں کھانا کھاتے ہیں اور اس پر کم از کم 2کروڑ کا جو فوڈ ٹیکس ہے وہ سارا چوری ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان چیزوں پر ہمیں targeted planning کرنی چاہیئے کہ ہم tax collection کس طرح کریں؟ چند تجاویز میری اور بھی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ چونکہ ایک وقت مقرر کیا ہے تو آپ اس کو جلدی wind up کر لیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! غریبوں کے لئے ہم کچھ نہیں کرتے، پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں بس ٹرمینلز بنائے جائیں۔ مسافروں کے لئے باعزت طریقے سے travel کرنا، بس پر چڑھنا بس

سے اترنا، ہم نے بسوں کی base تو بنا دی ہے یہاں لائنوں میں بسیں کھڑی رہتی ہیں، ٹرمینلز نہیں ہیں۔ ہمارے پورے پنجاب کے بڑے شہروں کے لئے اگر ہم بس ٹرمینل بنا دیں، بارش میں غریب لوگ سامان بھی اٹھائے ہوتے ہیں اور اپنی شلواریں بھی اٹھائی ہوتی ہیں اور وہ کس طریقے سے بسوں پر چڑھتے ہیں، مجھے اس کو مزید کہنے کی گنجائش نہیں ہے۔ ٹیچنگ پر میرے بھائی ڈاکٹر صاحب نے بڑی اچھی بات کی۔ ایک آخری آئٹم جب آپ کسی شہر سے دوسرے شہر گاڑی پر جا رہے ہوتے ہیں تو راستے میں قصبے اور چھوٹے چھوٹے ٹاؤن ہوتے ہیں اور ہر جگہ traffic obstacle ہوتا ہے، سعودی عرب والوں نے ایسا کیا ہے کہ درمیان میں سے run through road بنا دیا ہے اور sides پر paths ہر قصبے کے لئے بنا دیئے ہیں جو قصبے کی لمبائی کے مطابق ہے وہاں پر انہوں نے sides کے اوپر double road دے دیا ہے شاید وہ ایک ایک قصبے کے اوپر آدھا آدھا کلو میٹر بنے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ main high ways پر جو چھوٹے شہر آتے ہیں ان کو اس طرح کی run through roads دی جائیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ!۔۔۔She is not present. جناب خرم اعجاز چٹھہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، پیر اشرف رسول!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب میاں محمد رفیق صاحب! جنگل میں مور ناچا سب دیکھیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جنگل میں مور نہیں ناچتا۔ پریس گیلری خالی ہے، باقی میں کہنا نہیں چاہتا۔ مجھے کل موقع عنایت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے مگر کل بحث نہیں ہو گی۔ پریس اس side پر موجود ہے آپ کو watch کر رہی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کیا آج بحث wind up ہو رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، کل Private Members Day ہے اس کے بعد دوبارہ بجٹ پر بحث ہو گی۔

میاں محمد رفیق: نہیں، جب بھی بحث ہو میں حاضر ہوں جناب!

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں شفیع محمد!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب سعید اکبر خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، راجہ شوکت عزیز بھٹی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب جوئیل عامر سہوترا!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، میاں غلام سرور!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ، محترمہ شمسہ گوہر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ، محترمہ انیلہ چودھری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ، محترمہ آمنہ الفت!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب رائے محمد شاہجہاں!۔۔۔ موجود نہیں ہیں،انجینئر بلال احمد کھر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب اعجاز احمد اچلانا!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ شگفتہ شیخ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد الیاس چنیوٹی صاحب!۔۔۔ یہ پرسوں کے لئے request کر گئے ہیں، محترمہ نسیم لودھی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب طاہر احمد سندھو!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب شیر علی خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! شکریہ to the point بات کروں گی، بجٹ میں ہمیشہ چھوٹے اضلاع کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ میرا تعلق ڈسٹرکٹ وہاڑی سے ہے جو کہ ایک زرعی علاقہ ہے اسے cotton king بھی کہا جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہاں مکئی، گندم، گنا اور سورج مکھی بھی بکثرت کاشت کی جاتی ہے۔ یہاں پر ایک Cotton Research Centre تو ہے لیکن اس سے ریسرچ کے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوتے لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ یہاں پر bio laboratory قائم کی جائے، Regional Agricultural Development centre (R.A.D.C) موجود ہیں جہاں پر کسانوں کو چھوٹی موٹی ٹریننگ دی جاتی ہے، علاقے کے لوگوں کی خواہش ہے کہ 6 ایکڑ سے زائد اس جگہ پر زرعی کالج بنایا جائے جس میں ڈپلومہ اور شارٹ کلاسز بھی شروع کی جائیں۔ وہاڑی کے بوائز کالج میں ایم اے کی کلاسز تو شروع کر دی گئی ہیں لیکن اس کے لئے علیحدہ بلاک بنایا گیا ہے اور نہ ہی فرنیچر موجود ہے اس کے ساتھ ساتھ معیاری لائبریری بھی موجود نہیں ہے جس سے طلباء کتابوں سے استفادہ کر سکیں لہذا آئندہ بجٹ میں لائبریری کے لئے علیحدہ رقم مختص کی جائے۔ تحصیل وہاڑی میں کالج ٹاؤن، علامہ اقبال ٹاؤن جیسے علاقے موجود ہیں جن کی آبادی 8 سے 10 ہزار کے لگ بھگ ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہاں بچے اور بچیوں کے سکول ہیں اور نہ ہی واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت موجود ہے ، محکمہ سوشل ویلفئر کی تقریباً ساڑھے 33 کنال زمین وہاڑی میں موجود ہے جس میں اس وقت دارالامان کی تعمیر کی جارہی ہے لیکن صنعت زار اور ورکنگ ویمن ہوسٹل وہاں پر موجود نہیں ہیں، ورکنگ ویمن ہوسٹل موجود

نہ ہونے کی وجہ سے جو بھی خواتین آفیسرز ضلع میں آتی ہیں وہ واپس اپنی ٹرانسفر کروالیتی ہیں۔ جس کی وجہ سے علاقے کے لوگوں کو بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ اس ساڑھے 33 کنال زمین پر DO سوشل ویلفیئر کے دفاتر بھی تعمیر کر دیئے جائیں تاکہ تمام سیکرٹریٹ ایک جگہ اکٹھا ہو جائے۔ Livestock کے شعبے کو ترقی دینے اور گوشت اور دودھ کی ترسیل کو یقینی بنانے کے لئے ضروری ہے کہ کسانوں کو آسان شرائط پر قرضے بھی دیئے جائیں اور کوشش کی جائے کہ ان کو مردوں کی طرح لیز پر زمین بھی دی جائے۔ منشیات کی وباء جس طرح پورے ملک میں پھیلتی جاتی ہے۔ ضلع وہاڑی بھی اس کی زد میں ہے۔ یہاں منشیات کے مریضوں کی بحالی کے لئے ایک سنٹر موجود تھا جسے D.H.Q والوں نے سٹور بنا لیا ہے تو میری خواہش ہے کہ وہاں پر ایک مریضوں کی بحالی کا نہ صرف ادارہ قائم کیا جائے بلکہ وہاں پر سٹاف بھی تعینات کیا جائے اور ماہر نفسیات کا ہونا بہت ضروری ہے۔ میں آخر میں اتنا کہنا چاہوں گی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جو صوبے کی ترقی اور لوگوں کو ریلیف دینے کے لئے اقدامات کئے ہیں اس پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں جیسے "گرین ٹریکٹر سکیم" اور "فوڈ سٹمپ پروگرام" اور "سستی روٹی" کی فراہمی ہے، 54 کروڑ کی لاگت سے گردوں کے علاج کے لئے Dialysis Centre اور مشینوں کی فراہمی ہے اور اس کے علاوہ 144 سکولوں کو Centre of excellence بنایا گیا ہے جنہیں دانش سکول سسٹم کا نام دیا گیا اور وہاں پر وہ طلباء تعلیم حاصل کریں گے جن کے والدین زکوٰۃ سے پیسے لیتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ بڑے ہسپتالوں میں جو انہوں نے parking stands وغیرہ کو فری کر دیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ موجودہ حکومت کا ایک کارنامہ ہے۔ جہاں پر پارکنگ کو فری کیا گیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یقیناً اس سے نہ صرف عوام کا معیار زندگی بلند ہوگا بلکہ انشاءاللہ ہمارا صوبہ بھی ترقی کرے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ دیبا مرزا صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب احمد خان بلوچ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب راحت اجمل خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد سعید مغل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، مہر محمد فیاض!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب طاہر نوید چودھری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، رائے محمد اسلم کھرل صاحب!

رائے محمد اسلم خان کھرل: جناب سپیکر! موجود تو ہوں لیکن آج کی فہرست کا آخری مقرر تھا اور بجٹ09-2008 میں بھی آخری ہونے کی وجہ سے رہ گیا تو میری گزارش ہے کہ پرسوں کے لئے پہلا نمبر ہی دے دیں۔اس دفعہ بھی پری بجٹ کی بحث کے لئے پیچھے ہی نہ رہ جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان جناب سپیکر! میری ایک تجویز یہ ہے کہ لاہور کے سیوریج سسٹم کو مزید بدحالی سے بچانے کے لئے بھینسوں کا انخلا شہر سے بہت ضروری ہے اور وہ میں نے پتا کروایا تو اس میں ایک complete تجویز رہ گئی تھی جو کہ میں یہ suggest کرنا چاہ رہا تھا کہ ڈسٹرکٹ مینجمنٹ نے لاہور کے اندر، بھینسوں کے انخلا کے لئے ایک message campaign شروع کی تھی لیکن اس میں ہمیں خاطر خواہ فوائد نہیں ہوئے، فوائد نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ شہروں کے اندر رہ رہے ہیں ان کے پاس شہروں کے باہر کوئی جگہ موجود نہیں ہے۔ لہذا میری یہ تجویز ہے کہ چار کالونیز گوالہ کالونی لاہور میں دریا راوی کی side پر فوری طور پر گورنمنٹ اپنے اخراجات پر ان کو جگہ دے تاکہ انہیں encourage کیا جائے کہ وہ لاہور کو چھوڑ کر، پوش ایریا کو چھوڑ کر وہاں جا کر خود اپنے shelters بنا کر اپنی بھینسوں کو رکھ لیں اور جو کوشش کی گئی تھی اس میں وہ لوگ ایک دفعہ تو باہر لے کر گئے ہیں لیکن یہ trend سامنے آیا ہے کہ وہ دوبارہ سے آ کر شہروں میں داخل ہو گئے ہیں اور وہاں پر شہروں کے اندر بند چار دیواریوں کے اندر کھتے ہیں اور ان کے فاضل مادہ کو جو S.W.M نے ٹھکانے لگانے کے انتظامات کئے ہوتے ہیں وہاں تک نہیں پہنچاتے بلکہ گٹروں میں ڈالتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے گٹر بند ہو رہے ہیں۔ میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ لاہور کے لئے ان کالونیوں میں کام شروع کیا جائے۔آپ کا بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جی، میاں محمد اسلم صاحب!

میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا شکریہ ادا نہ کریں، ان کا کریں جو موجود نہیں ہیں۔

میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کی مہربانی ہے کہ وہ چلے گئے ہیں۔ میں سب سے پہلے پنجاب حکومت کے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک نئی روایت ڈالی ہے کہ پری بجٹ10-2009 کے لئے بحث اور تجاویز کا آغاز کیا ہے۔ میرا

تعلق ساؤتھ پنجاب ضلع رحیم یار خان تحصیل خانپور سے ہے۔ جس ضلع کو پانچ سال قبل پہلے وزیرستان کہا جاتا تھا جہاں سے آٹھ وزیر بنے تھے اور چار کے قریب میری تحصیل خانپور سے تھے لیکن انہوں نے پانچ سال میں کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ ان کو اچھے لفظوں سے یاد کیا جاتا تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس موقع پر میں اس اسمبلی کے forum سے جناب یوسف رضا گیلانی صاحب وزیر اعظم پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری استدعا پر اسی پہلے سال میں ایک بینظیر بھٹو شہید کیڈٹ کالج خانپور کے نام کی منظوری دی اور 50 کروڑ کی گرانٹ کا اعلان کیا اور جس میں سے 10 کروڑ کی گرانٹ پنجاب حکومت کو 10۔ جنوری تک release کرنے کا حکم بھی صادر فرمایا۔ اسی موقع پر میں میاں محمد شہباز شریف کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان کا دورہ کیا اور وہاں کھلی کچہری میں فلائی اوور پل تحصیل خانپور کو دینے کی منظوری دی۔ اس کے علاوہ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے 250 ایکڑ اراضی کیڈٹ کالج کے لئے گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے مفت دینے کا اعلان کیا اور اس کی منظوری دی اس کے لئے بھی میں ان کا شکر گزار ہوں۔ میں صرف اپنے ضلع رحیم یار خان کے مسائل یہاں discuss کرنا چاہتا ہوں اور تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت بڑا ضلع ہے اس میں چولستان بھی موجود ہے، اس ضلع میں میٹھے پانی کی کمی ہے، میٹھا پانی موجود نہیں بلکہ کڑوا پانی ہے اور زہر آلود پانی ہے جو لوگوں کی زندگی کے لئے مضر صحت ہے۔ اس کے لئے میں استدعا کروں گا کہ سب سے پہلے عوام کی صحت کے پیش نظر وہاں واٹر فلٹر پلانٹ اور میٹھے پانی کا بندوبست کیا جائے اور خصوصی طور پر بجٹ میں اس کو شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ خانپور چاچڑاں شریف دریا کے پل سے کوٹ مٹھن شریف اور راجن پور دو اضلاع کو ملانے کے لئے کافی عرصے سے نشتر گھاٹ پل کی تجویز زیر غور ہے آج تک اس کے estimate بنتے رہے ہیں لیکن موقع پر کسی حکومت نے اس پر عمل نہیں کیا اس لئے میں استدعا کروں گا کہ وہ پل علاقے کی فلاح بہبود کے لئے، معاشی ترقی کے لئے انتہائی ضروری ہے تاکہ غریب لوگوں کے لئے جو آٹھ دس گھنٹے کی مسافت ہے وہ دو گھنٹے میں طے ہو جائے اور ڈیرہ غازیخان اور ضلع رحیم یار خان اور بہاولپور ڈویژن کی مسافت کم ہو جائے اور لوگوں کو معاشی ترقی کے مواقع ملیں۔ اس کے علاوہ میں اپنے خانپور شہر کے مسائل کی طرف آتا ہوں کہ تحصیل ہیڈکوارٹر خانپور میں گردوں کی بیماری کے علاج کے لئے کوئی dialysis وغیرہ کی سہولت موجود نہیں ہے اس لئے بھی میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہاں ہمیں ترجیحی طور پر بجٹ فراہم کریں۔ اس کے علاوہ تحصیل

ہیڈکوارٹر ہسپتال میں کوئی بھی دل کا وارڈ نہیں ہے اور دل کے وارڈ بنانے کے لئے تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کو upgrade کیا جائے اور وہاں تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال میں دل کا وارڈ سپیشل طور پر بنوایا جائے۔ اس کے علاوہ 1122 کی ہنگامی سروس تحصیل خانپور میں موجود نہیں ہے تو پورے پنجاب میں میری استدعا ہے کہ ہر تحصیل level پر اس ایمرجنسی سروس کو شروع کیا جائے اور اس کو بجٹ میں رکھا جائے۔ اس کے علاوہ تحصیل خانپور پاکستان بننے سے پہلے ضلع تھا اور اس میں کثیر آبادی کے پیش نظر وہاں 1947 میں پاکستان بننے سے پہلے جو سکول تھے وہ آج تک ویسے ہی ہائی سکول ہیں جن کو upgrade نہیں کیا گیا۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اس بجٹ میں ان ہائی سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکولز کا درجہ دیا جائے اور اسی بجٹ میں ان کو ڈگری کلجز کا درجہ دیا جائے اور ان کی تعمیر کے لئے رقم بھی مختص کی جائے۔ اس کے علاوہ میری استدعا ہے کہ مہنگائی، کرپشن اور بے روزگاری ختم کرنے کے لئے بھی اس بجٹ میں احسن طریقے سے اقدامات کئے جائیں اور لوگوں کو روٹی کپڑا اور مکان فراہم کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ رانا منور غوث صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جاوید حسن گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے آج باری دے دی۔ اگر shortage نہ ہوتی تو پھر آج بھی ہماری باری نہ آتی۔ میں سب سے پہلے تو حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ کا انتہائی مشکور ہوں اور انھیں مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اس pre-budget کی روایت ڈالی جو پچھلے ادوار میں نہیں تھی۔ مشکور اس لئے ہوں کہ بجٹ سے پہلے تمام ممبران کو سننے اور تجاویز لینے کا موقع ملے اور ہمارے ممبران کو بعد کے پچھتاوے کا موقع نہ ملے۔ ایک اچھے ملک اور اچھی قوم کے پنپنے کے لئے بہت سی تجاویز ہمارے مختلف ممبران نے دی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جب تک کسی بھی محکمے کو، کسی بھی ایریا کو، کسی بھی employee کو، اگر آپ ملک میں employment دیتے ہیں یا کوئی انسٹیٹیوٹ کھولتے ہیں تو اس کا اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں جب تک ان پر check and balance نہیں ہے۔ لہذا ہمارے لئے یہ انتہائی ضروری ہے۔ ہمارے نیشنل ہائی وے نے جو موٹروے کا سسٹم شروع کیا ہوا ہے سیکرٹری خزانہ بیٹھے ہیں میں اس سلسلے میں وزیر خزانہ کی موجودگی میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ ایک میٹنگ بلائیں جس میں نیشنل ہائی وے، لوکل پنجاب پراونشل ہائی وے اور کچھ ہمارے ممبران بھی ہوں جس میں یہ طے کیا جائے کہ

موٹروے کا روٹ تو اپنی جگہ بن گیا لیکن چھوٹے شہر جن میں جی ٹی روڈز نکلتی ہیں، جن میں بہت پرانی روڈز نکلتی ہیں۔ مثال کے طور پر لاہور سے راولپنڈی والی روڈ لے لیتے ہیں۔ جیسے ابھی رانا صاحب کہہ رہے تھے میں بھی یہی کہوں گا کہ ہر قصبے سے اسے through کریں اور throughout fences لگائیں تاکہ راستے میں کوئی خطرناک ٹریفک نہ ہو۔ میں پچھلے دنوں وزیر خزانہ صاحب سے یہ بات کر رہا تھا کہ اگر شہر کے درمیان دو قصبے ہیں تو ان کا centre لے کر دونوں قصبوں کے لئے ایک flyover دے دیا جائے اور شہر کو throughout کر دیا جائے تاکہ شہر کی ٹریفک راولپنڈی اور پشاور کی ٹریفک کو disturb نہ کرے اور موٹروے یا جی ٹی روڈ کا بوجھ کم ہو اس طرح دونوں روڈز کی آمدنی بھی زیادہ بڑھے گی۔ لہذا میں وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ راولپنڈی، پشاور اور رحیم یار خان تک جو پرانے روڈز ہیں ان کے ساتھ ایسی منصوبہ بندی کی جائے تاکہ جو آئے روز حادثات ہوتے ہیں وہ ختم ہوں اور ہماری مشکلات بھی ختم ہوں اور آئے دن جو ہم موٹروے کے نئے روٹس نکالتے ہیں وہ نکالنے کی بجائے انہی روٹس کو maintain کر لیں، انہیں rehabilitate کر لیں اور ان میں کچھ renovation کر لیں تاکہ موٹروے کا پیسا بھی بچ جائے اور روڈز بھی زیادہ نکلیں۔

جناب سپیکر! یہ تو مواصلات کا سسٹم تھا۔ اب میں ایگریکلچر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جب تک ہمارے ایگریکلچر ونگ میں ریسرچ انسٹیٹیوٹس مضبوط نہیں ہوتے انھیں زیادہ بجٹ نہیں دیتے، انہیں زیادہ relief نہیں دیتے with check and balance اس وقت تک ہمارا ایگریکلچر سیکٹر improve نہیں ہو سکتا۔ اگر پچھلے دور میں آپ نے کبھی میری تقریر سنی ہو تو آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے اس وزیر اعلیٰ سے یہ کہا تھا کہ ہمارے جو ایگریکلچر گریجویٹ ہیں، خوش قسمتی سے ہم ابھی بھی دو ایگریکلچر گریجویٹ بیٹھے ہیں۔ ہمارے ایگریکلچر گریجویٹس کو services کے مسائل ہیں باقی جو simple B.A or M.A ہیں انھیں بھی services کے problems ہیں۔ ہمارے پاس بے شمار state land پڑی ہے۔ میں نے یہ تجویز دی تھی کہ آپ وہ state land acquire کر کے جو آدمی کو بارہ / بارہ ایکڑ دیتے ہیں وہ ہمارے fresh graduates کو for seed purposes دیں۔ وہ seed produce کریں اور آپ اسے دوبارہ left back مارکیٹ میں دیں تاکہ ہمارا seed system properly چل سکے اور ہمیں اچھی فصلیں مل سکیں۔ جب اچھی فصلیں ملیں گی تو پھر ہمارا ایگریکلچر سیکٹر بھی زیادہ بہتر طریقے سے چل سکے گا۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ صاحب سے استدعا کروں گا کہ خدا را! جو brackish water کا ایریا ہے وہاں نہری پانی زیادہ دیں اور جو sweet water area ہے وہاں بجلی پر سبسڈی دیں تاکہ زمیندار اچھی output لے سکے۔ آئے دن ہمارے پانی کا مسئلہ ہوتا ہے اور یہ آگے بڑھنا ہے اور یہ اس وقت تک صحیح سسٹم نہیں چل سکتا جب تک آپ sweet and brackish water کو balance نہیں کرتے اور balance تبھی ہو گا جب آپ بجلی پر سبسڈی دیں یا پھر سولر انرجی سسٹم کو improve کریں تاکہ ہمارا ایگریکلچر سیکٹر صحیح چل سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جاوید صاحب! اتنی باتیں ہو گئی ہیں لیکن آپ کی دوسری بات ختم نہیں ہوئی۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب! دیکھیں ہوتا کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اب دوسری سے تیسری بات پر آجائیں۔

جناب جاوید حسن گجر: اچھا یہ بات ہے۔ اب میں ایجوکیشن سسٹم پر بات کرتا ہوں میں اپنے حلقہ پی پی۔294 رحیم یار خان میں آجاتا ہوں۔ یہ ہمارا پسماندہ ایریا ہے وہاں ایجوکیشن کی بہت کمی ہے۔ لہذا میں وزیر خزانہ صاحب سے کہوں گا کہ میرے ایریا کے لئے کم از کم دس بوائز اور گرلز ہائی سکول چاہیئں۔ چار گرلز اور بوائز انٹر کالجز چاہیئں۔ میرے علاقے کے لئے یہ بہت ضروری ہیں جب تک یہ نہیں ہو گا، جب تک وہاں کے غریب لوگ نہیں پڑھیں گے، اس وقت تک وہاں کی وڈیرہ شاہی سے نہیں نکل سکیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے استدعا کروں گا کہ یہ ان کی آنے والی نسلوں کے لئے میرے علاقے میں ایجوکیشن کے لئے بجٹ دیں تاکہ غریب کا بچہ بھی پڑھ سکے اور یہاں تک پہنچ سکے۔ میرے حلقہ پی پی۔294 میں چار رورل ہیلتھ سنٹرز جو with all the components of health centre چاہیئں۔ میرا آخری point بہت اہم ہے کہ ایک مارکیٹنگ سسٹم ہوتا ہے کہ ہم نے ایک چیز کو لے کر اسے focus کر لیا اور اس کا ایک target بنا لیا۔ ہم جب تک اس target کو achieve نہیں کر لیتے اس کے بعد اسے آگے نہیں بڑھاتے۔ سیکرٹری خزانہ صاحب اور وزیر خزانہ صاحب بھی بیٹھے ہیں میں ان سے کہوں گا کہ آپ ایک دو یا تین مشکل ترین ڈیپارٹمنٹ کو focus کر لیں کہ ایک دو یا تین ماہ میں اس کی efficiency کو بڑھانا ہے جب اس کی efficiency بڑھ جائے تو پھر دوسرا ڈیپارٹمنٹ پکڑ لیں۔ اس کی efficiency تب ہی بڑھے گی کہ اس کے تمام افسران، ان کو دی جانے والی سہولتیں اور جتنا بجٹ دیتے ہیں اسے check کرکے اسے target کرکے آگے بڑھیں۔ اس طرح انشاء اللہ آپ کے تمام مسائل حل ہوں گے۔ خدا حافظ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ-جی، رانا منور غوث خان صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں pre-budget تقریر میں جو تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں ان میں سب سے پہلے میں فروغ تعلیم کے لئے عرض کروں گا کہ اس وقت مختلف اضلاع میں ٹیچرز، ایجوکیٹرز کی بھرتی کے لئے اشتہار آ چکے ہیں اور ایجوکیٹرز بھرتی کئے جا رہے ہیں لیکن ہمارے دیہاتی علاقوں میں ٹیچرز کی بہت زیادہ کمی پائی جاتی ہے خاص طور پر سائنس ٹیچرز کی بہت زیادہ کمی ہے اور دیہات میں زیادہ پڑھے لکھے ٹیچرز available نہیں ہوتے۔ اس سے پہلے بھی اسمبلی میں محکمہ تعلیم کے حوالے سے بہت ساری بحث ہو چکی ہے۔ میں آج بھی وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ دیہاتی علاقوں میں ٹیچرز کی تعداد کو بڑھائیں تاکہ تعلیم عام ہو سکے، غریب لوگ پڑھ سکیں اور پاکستانی معاشرے کی تقدیر بدل سکے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ نہری پانی کی shortage کو کنٹرول کرنے کے لئے میرے بھائی جاوید صاحب نے تجویز دی ہے کہ جو brackish and saline area ہے وہاں کا پانی بڑھایا جائے اور جہاں پر میٹھا پانی available ہے انہیں بجلی پر subsidy دی جائے۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ میرا حلقہ پی پی-36 سلانوالی ضلع سرگودھا بھی اس کا شکار ہے، میری تحصیل سلانوالی میں مکمل طور پر brackish water ہے۔ وہاں پر saline area ہے اس علاقے کو بھی اس سہولت سے فیض یاب کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ پورے پنجاب میں اس وقت Rural Water Supply Schemes بند پڑی ہیں۔ اسی حوالے سے میں نے آپ سے اپنی تحریک التوائے کار کو out of turn لینے کی گزارش کی ہے جس پر آپ نے پرسوں کے لئے مہربانی فرمائی ہے۔ Rural Water Supply Scheme کی حالت بہت ناگفتہ بہ ہے کیونکہ ان کو User Committees کے حوالے کر دیا گیا ہے اور User Committee جو ہیں وہ politicize ہو چکی ہیں۔ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ اس سال جب بجٹ بنایا جائے تو محکمہ پبلک ہیلتھ میں Maintenance and Operation Wing کا ایک الگ شعبہ قائم کیا جائے تاکہ ان تمام رورل واٹر سپلائی سکیموں کو یہ Maintenance and Operation Wing دیکھے۔ ان کا ضلع کی سطح پر الگ سے XEN ہو اور تحصیل کی سطح پر S.D.O مقرر کیا جائے۔ ان کے ساتھ اپنا technical and operation

staff ہو جو وہاں پر bills کی collection کرے، ان واٹر سپلائی سکیموں کی maintenance کرے اور ان کو اچھے طریقے سے چلائے تاکہ لوگوں کو اس سے ایک سہولت میسر آ سکے۔

جناب سپیکر! Food Stamp Scheme شروع کی گئی ہے اس کے لئے میں میاں شہباز شریف صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اسی طرح پاکستان پیپلز پارٹی کی وفاقی حکومت کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو سکیم شروع کی جس سے بہت سے غریب خاندانوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ میرے خیال میں پانچ ہزار forms ہر صوبائی حلقے میں دیئے گئے ہیں۔ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ جو صوبائی فوڈ سپورٹ پروگرام شروع کیا گیا ہے ان کے فارموں کی تعداد بڑھائی جائے، پانچ ہزار forms کم ہیں اس کو سات ہزار یا دس ہزار کیا جائے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ Punjab Mines and Mineral Development Department کو active کیا جائے کیونکہ پچھلے ساڑھے آٹھ سال کے عرصے میں ڈکٹیٹر کی حکومت کے دوران اس محکمہ پر ایسے لوگوں کا قبضہ رہا ہے کہ جنھوں نے قواعد و ضوابط کی دھجیاں اڑائی ہیں۔ اس محکمہ کے سیکرٹری اور ڈی جی جتنی کرپشن کر سکتے تھے انھوں نے کی ہے۔ 18۔ فروری کے الیکشن کے بعد سرگودھا میں معدنیات کا ایک نیلام عام ہوا۔ اس وقت کے سیکرٹری اور ڈی جی نے اپنی ذاتی property سمجھ کر لوگوں کو اونے پونے داموں پر پہاڑیاں اور mines دیئے ہیں۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس Mines and Mineral Development Department کی کارکردگی کو بہتر بنائیں۔ اس سے انشاء اللہ پنجاب میں بہتر result آ سکتا ہے اور زیادہ سے زیادہ revenue generate کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں گورنمنٹ کا investment کم ہے اور revenue زیادہ generate کیا جا سکتا ہے لہذا اس جانب خاص طور پر توجہ دی جائے۔ اس کے علاوہ محکمہ لائیو سٹاک کی activities بالکل نہ ہونے کے برابر ہیں۔ پورے پنجاب میں جتنے بھی لائیو سٹاک کے ہسپتال، سنٹرز یا لائیو سٹاک آفیسر ہیں وہ صرف اپنے ہسپتال یا سنٹرز تک ہی محدود رہتے ہیں۔ اگر عوام کو ان کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ ان سے insemination اور جانوروں کے check up کے لئے special fee طلب کرتے ہیں۔ آپ اس محکمہ کی کارکردگی کو بہتر بنائیں، ان کو زیادہ سہولتیں دیں۔ اگر لائیو سٹاک بہتر ہوگی، ہمارے جانور بہتر ہوں گے تو ہمارے دودھ کی پیداوار بڑھے گی۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ ہمارے دیہاتی سکولوں میں missing facilities کو پورا کیا جانا بے حد ضروری ہے۔ کئی سکولوں میں چار دیواری نہیں ہے، وہاں لیٹرین کا انتظام بھی نہیں ہے، کئی جگہوں پر سکولوں کی چھتیں گری ہوئی ہیں، ان کی مرمت نہیں ہو سکی اور کئی سکولوں میں بجلی میسر نہیں ہے۔ پچھلی حکومت نے سکولوں میں missing facilities کو پورا کرنے کا ایک منصوبہ بنایا ہوا تھا اور اس حوالے سے سکولوں کو سالانہ بنیادوں پر missing facilities funds دیئے جاتے تھے۔ مہربانی فرما کر سکولوں کی missing facilities کے لئے funds دیئے جائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اور وقت بھی ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 10۔فروری 2009 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔